وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○ (البقرہ:۱۰۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

خطباتِ قادریہ (جلد چہارم)

Forty Addresses Of Friday Prayer (Vol-IV)

تالیف

ڈاکٹر سیّد محمود قادری

☆ خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

باسمہٖ تعالیٰ

کتاب سے متعلق ضروری معلومات

جملہ حقوق بحقِ مولف محفوظ ہیں

نامِ کتاب : خطباتِ قادریہ (جلد چہارم)

نام مؤلف : ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب

سنِ اشاعت : ۲۰۲۲ء مطابق ۱۴۴۳ھ

طباعت :

کمپوزنگ : سید ابوسلمان قادری

7795408040

باراوّل : 1000عدد

ناشر اور ملنے کا پتہ : خانقاہِ قادریہ، گوڈیہال کالونی،
جامع مسجد روڈ، وجئے پور۔ (کرناٹک)
فون نمبر: 7019429104

مفکرِ اسلام حضرت مولا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے چند باکمال مریدین جو دوسرے مشائخ کے مجاز بنے۔

۱) الحاج محی الدین منیری بھٹکل

خلیفہ حضرت شاہ محمد موسیٰ مہاجر مدنی خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ

۲) موسیٰ مولانا معین اللہ ندوی اندوری

خلیفہ حضرت صوفی محمد اقبال ہوشیار پوری

۳) مولانا واضح رشید ندوی

خلیفہ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

۴) مولانا سید حمزہ حسنی ندوی

خلیفہ حضرت صوفی محمد انعام لکھنوی وخلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری

۵) حضرت مولانا سلمان حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ وحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

۶) حضرت مولانا سید بلال حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ وحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

۷) ڈاکٹر سید محمود قادری بیجاپوری

خلیفہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی

رقم کردہ

محمود حسن حسنی ندوی۔ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۳۱ھ۔ بمقام: مکان ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب بیجاپور۔

باسمہٖ تعالیٰ

عرض مولف

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الامین۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل وکرم ہے کہ خطبات قادریہ جلد چہارم پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔جن علماء اور خطباء نے میرے خطبات کا مطالعہ کیا ہے ان کوخوب سراہا ہے۔تمام تعریفوں کے قابل ذات تو اللہ تعالی کی ہے اس سے قبل یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ ناچیز کے جمعہ کے خطبات کا آغاز نہم جماعت سے شروع ہوا۔ بیجاپور میں کالج پڑھنے کے زمانے میں کوئی مسجد قریب میں نہیں تھی، تمام مسلم طلبہ نے یہ طے کیا کہ ایک پیریڈ ناغہ کرکے جمعہ کی نماز پڑھیں گے اور ناچیز ہی کالج کامپس میں ان کی امامت کیا کرتا تھا۔طب کی تعلیم مکمل کر کے آنے کے بعد ۱۹۷۵ء سے اب تک الحمد للہ ناچیز کے خطبات کا سلسلہ چل رہا ہے۔چونکہ ہماری دینی زبان عربی ہے اسلئے ممبر پر عربی زبان میں خطبہ ہونا چاہئے۔غیر عربی میں ممبر پر خطبہ مکروہ ہے۔ممبر سے نیچے جو بیانات اردو میں ہوتے ہیں ان کا مقصد عوام الناس میں دین کا صحیح شعور پیدا کرنا ہوتا ہے۔ناچیز کے بیانات سن کر سامعین کا تقاضہ ہوا کہ قلم بند کر کے شائع کیا جائے۔خطبات قادریہ کی تین جلدیں آپ کے سامنے آچکی ہیں یہ چوتھی جلد ہے۔ناچیز نے ان بیانات میں جو کچھ بھی کہا ہے وہ قرآن اور اس

کی تفاسیر (معارف القرآن، تفسیر عثمانی ، ابن کثیر وغیرہ) اور احادیث اور ان کی شروح (مظاہرِ حق ،توضیحات اور مرقاۃ وغیرہ) کو سامنے رکھ کر ہی بیان کیا ہے۔ بیان کا مقصد ترغیب وترہیب ہوتا ہے اس لئے فقہی مسائل کو بہت تفصیل سے نہیں بیان کیا گیا۔اور اختلافی مسائل کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

میرے عزیز اور مخلص رفیق جناب محمد اقبال انعامدار صاحب (وظیفہ یاب وائس پرنسپل انجمن جونیئر کالج) نے پوری محنت سے نسخہ کی تصحیح کی ہے جس کے لئے میں ان کا ممنون ومشکور ہوں۔

حضرت مولانا محمد عبدالروف منظر قاسمی جو ناچیز کے کتابوں کے مدّاح ہیں ان کی خدمت میں تصحیح وتبصرے کے لئے یہ کتاب روانہ کی گئی تھی ،آں موصوف نے تصحیح فرما کر ایک شاندار تبصرہ رقم فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

محترم جناب ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب دامت برکاتہم خلفیہ ومجاز حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہٗ العالی ایک جامع الکمالات شخصیت ہیں۔موصوف بیک وقت اعلیٰ قسم کے جسمانی طبیب بھی ہیں اور روحانی بھی جو فی زمانہ بہت ہی نادر الوقوع امر ہے کہ آدمی بیک وقت انسان کی دو اعلیٰ اصناف (جسم وروح) کا حق ادا کررہا ہو۔الحمد للہ ہمارے ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب انہیں خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں کہ آپ ریٹائرمینٹ کے بعد اپنی نگرانی میں نرسنگ ہوم (شفاخانہ) چلاکر جہاں بدستور میڈیکل خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں تو وہیں دوسری طرف تصنیف وتالیف اور وعظ ونصیحت کا مبارک فریضہ بھی مسلسل انجام دے رہے ہیں۔جس سے بڑی تعداد میں لوگ فیضیاب ہوتے ہیں۔موصوف کی تالیفی عرق ریزی کے نتیجے میں تقریباً سترہ کتابیں شائع ہوکر مستند اصحابِ نگارش سے دادِ تحسین حاصل کرچکی ہیں۔انہیں میں سے ایک زیرنظر سلسلہ وار کتاب خطباتِ قادریہ جلد چہارم ہے، یہ آں موصوف کے خطباتِ جمعہ کا مجموعہ ہے جس میں قرآن وحدیث کا ترجمہ وتفسیر (جو مشاہیر ومعتبر مفسرین وشارحین کی کتب سے لیا گیا ہے) کے علاوہ ان خطبات میں متعدد مقامات پر آں موصوف کی مختصر اور جامع

تحریریں بھی موجود ہیں جو قلب وشعور کو بجا طور پر متأثر کرتی ہیں۔

خطباتِ جمعہ یا وعظِ جمعہ کے سلسلہ میں مقررین کا ایک عمومی طرز یہ ہے کہ ایک آیتِ قرآنی پڑھ کر اور اسی کی مناسبت سے کوئی حدیث پیش کر کے پندرہ بیس منٹ کی فضیلت اعمال پر تقریر پیش کردی۔ مگر ڈاکٹر صاحب موصوف کے یہ خطبات جامع مربوط اور مضامین کے تسلسل کے اعتبار سے ایسے مکمل ہیں کہ انہیں اسلامی انسائیکلوپیڈیا بھی کہا جاسکتا ہے۔ اسلامی ماہ وسال، توحید ورسالت، طہارت وعبادت، کفر وضلالت، ایمان وتزکیہ، علم وآگہی، تصوف وسلوک، برزخ وعقبیٰ، غرض اس جہاں سے اس جہاں تک کی تمام چھوٹی بڑی چیزیں ان خطباتِ قادریہ میں موجود ہیں، خطبات کا حسن اور اہم خوبی یہ ہے کہ مضامین اور موقع محل کے اعتبار سے قرآنی آیات اور احادیث کا نہایت موزوں انتخاب کیا گیا ہے جن میں قارئین وسامعین کے لئے بھرپور کشش ہے، ان خطبات میں خشیت الٰہی سے دل کو لرزانے والی غیر معمولی تاثیر پائی جاتی ہے جو آیتِ قرآنیہ کا طرّہ امتیاز اور قلبِ خطیب کا عکسِ جمیل ہے۔ خطبات کی اثر انگیزی سے عیاں ہے کہ خطاب کا مقصد علم وحکمت کا اظہار نہیں۔۔۔۔ مقصد سامعین کی اصلاحِ باطن اور تزکیۂ نفس ہے۔۔۔۔ اور یہی چیز مردِ مومن کی اصل متاعِ زیست ہے۔ ان خطبات کا ایک ایک لفظ قرآن وحدیث کی ڈور سے ایسا مربوط اور حسنِ کلام ایسا مزین کہ آبِ زر سے لکھنے کے لائق۔ جو یقیناً موصوف کے خلوص وللّٰہیت اور حسنِ سیرت کا شمسِ مبین ہے۔

دُرفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

موصوفِ محترم نمازِ جمعہ کے علاوہ مختلف مساجد میں فجر، مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد وعظ ونصیحت کا یہ سلسلہ تقریباً پانچ دہائیوں سے قائم کئے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں خانقاہِ قادریہ میں مریدین و منتسبین کی اصلاح وتربیت کا ہمہ وقتی سلسلہ بھی سترہ سال سے برابر جاری ہے جس کی تمام تر ذمہ داریاں آں موصوف بنفسِ نفیس انجام دیتے ہیں۔موصوف کا ایک بڑا اور اہم کارنامہ قادیانیوں سمیت باطل نظریات والی متعدد جماعتوں کے خلاف جنگ ہے۔ کہ آپ اپنے شہر بیجاپور اور اس کے اطراف وجوانب میں پیر پسارے ہوئے ان فتنہ پرور جماعتوں کے خلاف طویل عرصہ تک تنِ تنہا علمِ جہاد بلند کئے رہے تاوقتیکہ **جاء الحق وزحق الباطل** کا منظر حق تعالیٰ نے ظاہر فرمادیا۔

اس پر مستزاد یہ کہ تین روز میں ایک قرآن پاک کی تکمیل کا بھی عرصہ دراز سے معمول ہے، اگرچہ ضعف ونقاہت کی بنا پر موصوف کی بصارت انتہائی کمزور ہو چکی، مگر الحمدللہ بصیرت آج بھی اوجِ ثریا پر ہے۔ان سب معمولات ومشاغل اور کارہائے نمایاں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ تنِ تنہا ایک نحیف جسم بزرگ ایک ادارہ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔میڈیکل جیسے پر ہجوم۔۔۔۔ پیشے کے ساتھ تعلیم وتربیت اور تصوف وسلوک جیسے سکون طلب محاسن کی انجام دہی یقیناً تعجب خیز

بلکہ (بظاہر) محال امر ہے، مگر یہی تو وہ مقامات ہیں جہاں حق تعالیٰ اہلِ صدق وصفا کی سعیٔ پیہم کو کراماتی طور پر اپنے فضلِ خاص کا ملبوس عطا فرمادیتے ہیں۔ ذالك فضل الله توتيه من يشاء.....

ممدوحِ ذی وقار کو یہ امتیازی وصف بجا طور پر اپنے عظیم جدامجد سے وراثت میں عطا ہوا ہے کہ آپ تاریخِ اسلام کے آفتاب وماہتاب اور تصوف وسلوک کے امام حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ۲۲ ویں پشت میں آپ کے ولدِ سعید اور جانشینِ صادق ہیں، جن کی سوانح حیات کے زرّیں اوراق برکتِ اوقات کی ڈھیروں کرامات سے منور وتاباں ہیں۔

ان گراں قدر تالیفات سے استفادہ کے سلسلہ میں بھی موصوف کی مخیر مزاجی فیض رسانی کا اعلیٰ مظہر ہے۔ چنانچہ طالبینِ صادق اور علم دوست حضرات کے لئے آپ اپنی یہ ضخیم کتابیں عندالطلب (عموماً) مفت ارسال فرماتے رہے ہیں۔

شبِ وصال ہے کوتاہ زلفِ یار دراز
ہجومِ شوق سے کہہ دو کہ اختصار کرے

ڈاکٹر صاحب موصوف سے تعارف: تقریباً دو سال قبل محترم موصوف کی ان گراں قدر کتابوں کا ایک سیٹ میرے ایک دوست کی معرفت مجھے موصول ہوا تھا، ان کتابوں میں سے اولین مرحلے میں جناب کی آپ بیتی ''توفیقِ ایزدی'' پڑھنے کی توفیق میسر ہوئی، جس نے ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ کی متنوع اور مجاہد شخصیت کے

ایسے نقوش دل پر ثبت کئے کہ احقر آں محترم سے ہمکلامی کے لئے بیتاب ہوگیا، چنانچہ احقر نے کتاب کے اختتام پر بلاتوقف حضرتِ والا کو حسبِ بساط خراجِ تحسین پیش کیا۔ جواباً آں جناب نے قدرے نحیف آواز مگر دلنواز انداز میں احقر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی دیگر نئی کتابوں کا سیٹ ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس طرح آپ سے گاہ بہ گاہ گفتگو کا سلسلہ دراز ہوا، چنانچہ بعدازیں آپ نے متعدد بار اپنی کئی ایک نئی مطبوعات ایک محبت بھرے مکتوب کے ساتھ بذریعہ ڈاک مرحمت فرمائیں۔ احقر وقتاً فوقتاً ٹیلی فون پر آں محترم کی سمع خراشی کا بھی مرتکب ہوتا رہا جس پر نہ جانے کیوں موصوف نے یہ حسنِ ظن قائم فرمالیا کہ میں ایک سخن فہم اور تحریر شناس قاری ہوں، جس کے اظہار میں آپ نے دورانِ گفتگو مجھ سے یوں فرمایا کہ آپ خطبات کی جلد چہارم کے لئے تبصرہ لکھ دیجئے، حقیقی عجز پر بھی آپ مصر رہے تو بندہ نے تعظیماً ہامی تو بھر لی مگر اس کو صرف مزاح پر ہی محمول کرتا رہا تاہم جب ایک روز ڈاکیہ کتاب کا پارسل لے کر وارد ہوا اور اس میں سے خطبات کی جلد چہارم کے ساتھ جلد تبصرہ ارسال کرنے کے لئے مکتوبِ گرامی بھی موصول ہوا تو پیروں سے زمین کھسک گئی کیونکہ احقر کا شوق تو نئی نئی کتابیں جمع کر کے ان کی سرسری ورق گردانی تک محدود ہے۔ ہاں گاہ گاہ عمیق نظر سے بھی کتاب کو پڑھ لیتا ہے اور مکرر بھی۔ نیز صاحبِ کتاب کو تہنیت بھی پیش کر دیتا ہے جیسا کہ آں موصوف کے ساتھ ہوا۔ مگر تبصرہ نگاری تو در کنار احقر کو تو موصوف کی ان وقیع تالیفات کی صحیح عبارت فہمی کا

شعور بھی میسر نہیں۔

اسی بنا پر متعدد بار اپنی بے ثباتی جناب والا کے سامنے دوہرائی مگر کچھ نہ کام آئی دلیل وحجت بلکہ معذرت پر اصرار روز افزوں ہی رہا۔لہٰذا مجبوراًیہ چند بے ربط ومعانی سطور پیشِ خدمت کر رہا ہوں۔۔۔۔سنا ہے کہ کریم النفس تاجر بےضرورت سامان بھی۔۔۔۔کبھی پوری قیمت پر خرید لیتا ہے۔۔۔۔تاہم یہ استحسان ہے۔۔۔۔ جہانِ علم وادب کا ضابطہ وہی ہے کہ

یہاں مرغ کی اذان پر ہوتا نہیں سویرا
یہاں پو پھٹے ہے منظرِ شب خون سے گزر کر

والسلام

خاکسار

عبدالرؤف منظر قاسمی

خادم مرکز شاہ ولی اللہ، دعوت وتعلیم

مسجد بیت الرحمن، نزد تلہیڑی چنگی، دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

نوٹ: اس تحریر کے ارسال کرنے میں تاخیر کا سبب والد بزرگوار حاجی محمود حسن کا انتقالِ پُرملال ہے۔کہ آپ بروز پنجشنبہ بتاریخ ۱۳/جنوری ۲۰۲۲ء ظہر کی نماز ادا کرتے ہوئے اپنے مولیٰ سے جا ملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ سبھی حضرات سے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	جمعہ کے فضائل (ا)	۱
۲	جمعہ کے فضائل (ب)	۹
۳	جمعہ کے فضائل (ج)	۱۷
۴	جمعہ کی نماز کا اہتمام	۲۴
۵	جمعہ کی نماز کے وقت جن کاموں کی ممانعت ہے	۳۲
۶	ذوالحجہ کے عشرہ اول کے فضائل (ا)	۳۹
۷	ذوالحجہ کے عشرہ اول کے فضائل (ب)	۴۸
۸	قربانی کی حقیقت	۵۶
۹	قربانی	۶۵
۱۰	قربانی کے مسائل	۷۲
۱۱	خطبہ عید (ا)	۷۹
۱۲	خطبہ عید (ب)	۸۸
۱۳	حضرت ابراہیمؑ موحد اعظم	۹۸
۱۴	حضرت ابراہیمؑ کا مثالی کردار	۱۰۷
۱۵	حضرت ابراہیمؑ۔اسوہ حسنہ	۱۱۴
۱۶	نماز کی اہمیت (ا)	۱۲۲
۱۷	نماز کی اہمیت (ب)	۱۳۲
۱۸	نماز کی فضیلت	۱۴۱
۱۹	نماز کے فرائض	۱۴۸
۲۰	نماز کے اوقات کا بیان	۱۵۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۱	جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنا	۱۶۶
۲۲	نماز ادا کرنے کا طریقہ	۱۷۶
۲۳	نماز کا اختتام	۱۸۵
۲۴	سلام کے بعد ذکر اور دعا	۱۹۳
۲۵	سنن ونوافل	۲۰۰
۲۶	زکوۃ کی اہمیت	۲۰۸
۲۷	کس مال میں زکوۃ فرض ہے	۲۱۸
۲۸	زکوۃ کے مستحقین	۲۲۷
۲۹	ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہے	۲۳۵
۳۰	فضائل رمضان	۲۴۳
۳۱	روزے کی فرضیت	۲۵۱
۳۲	روزے کے مسائل	۲۵۸
۳۳	روزے کا مقصد	۲۶۷
۳۴	لیلۃ القدر اور اعتکاف	۲۷۴
۳۵	حج کی فرضیت	۲۸۱
۳۶	مناسک حج	۲۸۹
۳۷	خطبۂ اولیٰ	۲۹۹
۳۸	خطبۂ ثانیہ	۳۰۲
۳۹	خُطْبَۃُ عِیْدِ الْفِطْرِ	۳۰۴
۴۰	خُطْبَۃُ عِیْدِ الْاَضْحٰی	۳۰۷

باسمہٖ تعالیٰ

(۱) جمعہ کے فضائل (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۹

(سورۃ الجمعہ۔۹)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کیلئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کیلئے دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

اس آیت میں جمعہ کی اذان ہونے کے بعد تمام کاروبار چھوڑ کر نماز کو آنے کا حکم دیا گیا ہے۔ان شاء اللہ آئندہ جمعہ میں نماز جمعہ کی اہمیت اور فضائل آئینگے

آج آپ کے سامنے صرف یوم جمعہ کے فضائل سنانا مقصود ہے۔
جمعہ کو جمعہ اس لئے کہا گیا کہ
۱) اس دن حضرت آدمؑ کے جسد مبارک کا خمیر جمع کیا گیا تھا۔
۲) اسی دن حضرت حواؑ اور حضرت آدمؑ کا جنت سے نکلنے کے بعد پہلی مرتبہ ملاقات اور اجتماع ہوا۔
۳) چونکہ اس دن لوگوں کا بڑا اجتماع ہوتا ہے لوگ جمع ہوتے ہیں اس لئے اس کو جمعہ کہا گیا۔
۴) کعب بن لوئی زمانۂ جاہلیت میں اس دن لوگوں کو جمع کر کے وعظ کہتے تھے اس لئے اس کا نام جمعہ پڑ گیا۔

بہر حال جمعہ کا دن مسلمانوں کیلئے بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی رحمت ہے جس سے یہود و نصاریٰ محروم رہ گئے۔ دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کے پچاس کروڑ مسلمان بغیر کسی اشتہار کے جمع ہو جاتے ہیں اور جمعہ ادا کرتے ہیں۔ خطباء حضرات کا وعظ سنتے ہیں اور قرآن و حدیث سے جڑے رہتے ہیں۔ پچاس کروڑ انسانوں کو کونسا دین اکٹھا کر سکتا ہے اور کرے گا بھی تو کتنا خرچ آئے گا۔

جمعہ میں کئی لغت ہیں سب سے فصیح لغت ج اور م دونوں پر پیش ہے اس کے بعد ج پر پیش اور م پر سکون اور ج پر پیش اور م کا زبر۔ جمعہ میں جوت ہے وہ تانیث کے لئے نہیں بلکہ مبالغہ کے لئے ہے۔ جاہلیت میں اس کا نام یوم العروبہ تھا۔

بیشمار احادیث میں سے مَیں چند احادیث پیش کرتا ہوں:

۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللهُ لَهٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ الْيَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ أَنَّهُمْ وَذَكَرَ نَحْوَهٗ إِلٰى آخِرِهٖ فِيْ أُخْرٰى لَهٗ عَنْهُ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ آخِرِ الْحَدِيْثِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہم (دنیا میں) بعد میں آئے ہیں اور قیامت کے دن (شرف ومرتبہ میں) سب سے آگے ہوں گے علاوہ ازیں اہلِ کتاب (یعنی یہود ونصاریٰ) کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں کتاب ملی ہے پھر یہ دن یعنی جمعہ کا دن ان (اہلِ کتاب) پر فرض کیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دن (یعنی جمعہ) کے بارے میں ہمیں ہدایت فرمائی (بایں طور کہ ہم نے خدا کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس دن کو خدا کی عبادت کے لئے اختیار

کیا) اور لوگ (یعنی یہود و نصاری نہ صرف شرف و فضیلت بلکہ دن کے اعتبار سے بھی) ہمارے تابع ہیں، یہود نے کل (یعنی جمعہ کے بعد کے دن سنیچر) کو اختیار کیا اور نصاری نے پرسوں (یعنی سنیچر کے بعد کا دن اتوار) اختیار کیا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ حضرت حذیفہؓ سے یوں منقول ہے کہ دونوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث کے آخر میں فرمایا (دنیا میں آنے کے اعتبار سے) ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے کہ ساری مخلوقات سے پہلے ہمارے لئے (حساب کا اور جنت میں داخل ہونے کا) حکم کیا جائے گا۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ یعنی ہم دنیا میں سب سے آخر میں ظہور پذیر ہوئے ہیں لیکن شرف و منزلت اور رتبہ و مقام کے اعتبار سے قیامت کے روز ہم سب سے آگے ہوں گے تمام مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے۔

فُرِضَ عَلَيْهِمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس طرح مسلمانوں پر جمعہ کے دن کی عبادت فرض فرمائی ہے اسی طرح اس دن کی عبادت اہل کتاب یہود و نصاری پر بھی فرض قرار دی گئی تھی اور ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اس دن جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جایا کریں اور دنیوی کاموں کو چھوڑ دیا کریں لیکن ان لوگوں نے اپنی کج فہمی اور باغیانہ ذہنیت کی بنیاد پر اس سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ

دن مسلمانوں کو عطا فرمایا۔

اہل کتاب نے اس دن کے انتخاب میں اختلاف کیا اور اپنی عقل کے سرکش گھوڑے دوڑائے چنانچہ یہود نے یہ اجتہاد کر کے سنیچر کو اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ اس دن کائنات کی تخلیق سے فارغ ہوا تو اس لئے ہم بھی سنیچر کو عبادت کے لئے مقرر کریں گے۔ دوسرے فرقہ نصاری نے یہ اجتہاد کیا کہ اللہ تعالی نے تخلیق کائنات کی ابتداء اتوار سے فرمائی یہی دن افضل اور اہم ہے تو انہوں نے اُس کو عبادت کے لئے مقرر کر لیا اور آج تک منا رہے ہیں۔

۲) عَنْ أَبِي لُبَابَةَ ابْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللهُ فِيْهِ آدَمَ وَأَهْبَطَ اللهُ فِيْهِ آدَمَ اِلَى الْأَرْضِ وَفِيْهِ تَوَفَّى اللهُ آدَمَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ شَيْئًا اِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَرَوٰى أَحْمَدُ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَخْبِرْنَا عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَاذَا فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ قَالَ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ وَسَاقَ اِلَى آخِرِ الْحَدِيْثِ)

ترجمہ: حضرت ابولبابہ ابن عبدالمنذرؓ راوی ہیں کہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اور تمام دنوں میں سب سے زیادہ باعظمت ہے اور خدا کے نزدیک جمعہ کے دن کی عظمت عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن سے بھی زیادہ ہے اور اس دن کی پانچ باتیں ہیں (جو اس کی عظمت اور فضیلت کی دلیل ہیں)

۱) اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق فرمائی۔

۲) اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جنت سے زمین پر اُتارا۔

۳) اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وفات دی۔

۴) اسی دن ایک ساعۃ (گھڑی) آتی ہے کہ اس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے حرام چیز کے سوا جو کچھ بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور عنایت فرماتا ہے یعنی حرام چیز مانگنا مقبول نہیں۔

۵) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔۔تمام مقرب فرشتے آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، اور دریا سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔(اس وجہ سے کہ قیامت جمعہ کے دن آنی ہے نہ معلوم کس وقت آجائے) (ابن ماجہ) اور امام احمدؒ نے حضرت سعد ابن معاذ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک انصاری صحابیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ مجھے جمعہ کے بارے میں بتایئے کہ اس دن کی کیا خوبیاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کی پانچ باتیں ہیں۔ باقی

حدیث آخر تک اسی طرح نقل کی ہے۔اور جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔

۳) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ ان لله فی کل یوم جمعة ست مائة الف عتیق یعتقهم من النار کلهم قد استوجبوا النار (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ ایسے لوگوں کو آزاد کرتا ہے جنہوں نے جہنم کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔

۴) عن ابی قتادة قال قال رسول الله ﷺ ان جهنم تسجر الا یوم الجمعة (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم ہر روز بھڑکائی جاتی ہے سوائے جمعہ کے۔

۵) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ

(ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمروؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جو جمعہ کے دن یا رات میں انتقال کرے اور اللہ تعالیٰ اسے فتنہ (یعنی قبر کے سوال اور قبر کے عذاب) سے نہ بچائے۔

۶) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ يَقُوْلُ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ أَغَرٌّ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ أَزْهَرُ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے۔

۷) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةُ حَجُّ الْمَسَاكِيْنِ (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ مساکین کا حج ہے۔

یوم جمعہ کے فضائل میں سے چند میں نے پیش کئے ہیں ان شاء اللہ آئندہ جمعہ اور بھی پیش کئے جائینگے۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲) جمعہ کے فضائل (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾

(سورۃ الجمعہ-۹)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کیلئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کیلئے دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی:

۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ فِيْهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ
(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعۃ (گھڑی) آتی ہے کہ ایمان والا بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے کسی بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے ضرور عطا کی جاتی ہے (یعنی اس وقت مانگی ہوئی دعا ضرور قبول ہوتی ہے)۔ دوسری روایتوں میں آتا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعۃ ہے اگر کوئی ایمان والا بندہ کھڑا ہو اور اللہ سے بھلائی کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھلائی ضرور عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اس گھڑی کو پوشیدہ رکھا ہے تاکہ آدمی جمعہ کے پورے دن عبادت اور دعا میں خوب محنت ومشقت کرے۔

۲) عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ فِيْ شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبردہ ابن ابی موسیٰ راوی ہیں کہ میں نے اپنے والد مکرم (حضرت ابو موسیٰ) سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جمعہ (کے دن) کی ساعۃ قبولیت کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ ساعۃ (خطبہ کے لئے) امام کے

منبر پر بیٹھنے اور نماز پڑھی جانے تک کا درمیانی عرصہ ہے۔

جمعہ کے دن کی ساعۃ قبولیت میں تو کوئی شک نہیں ہے لیکن وہ کونسی ہے اس کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

۳) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِلْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِیْ تُرْجٰی فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰی غَیْبُوْبَةِ الشَّمْسِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن کی اس ساعۃ کو کہ جس میں قبولیت دعا کی امید ہے عصر کے بعد غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

اسکا متعین وقت کونسا ہو اسکے تعلق سے پینتیس (۳۵) اقوال ہیں۔

احادیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کا کوہِ طور جانے اور کعب احبار جو یہود کے بڑے عالم تھے ان سے ملاقات کا ذکر ہے انہوں نے بھی اس بات کا اقرار کیا کہ تورات میں بھی جمعہ کے دن کی قبولیت کی گھڑی کا ذکر ہے۔ابو ہریرہؓ نے توریت کے بڑے عالم عبداللہ بن سلام سے ملاقات کی ان سے بھی اس قبولیت کی گھڑی کا ذکر کیا تو عبداللہ بن سلام نے فرمایا یہ گھڑی عصر کے بعد ہوتی ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے ان پر اشکال کیا کہ عصر کے بعد تو نماز پڑھنا منع ہے حالانکہ اس گھڑی کے پانے کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھ رہا ہو تو دعا قبول ہوتی ہے حالانکہ نماز وہ پڑھ نہیں سکتا حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے جواب میں فرمایا کہ جو شخص

نماز کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہو کیا وہ نماز میں نہیں؟ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ ہاں! وہ نماز میں ہے حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی مقصد ہے کہ وہ شخص عصر کے بعد نماز کے انتظار میں جب ہوتا ہے وہ نماز میں ہوتا ہے۔علماء نے لکھا ہے کہ عام علماء کا رجحان اسی طرف ہے کہ قبولیت کی یہ ساعت عصر کے بعد ہوتی ہے۔

۴) عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ فِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَآءِ

(ابوداود)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ’’جمعہ کا دن تمہارے افضل ترین دنوں میں سے ہے، اسی دن آدمؑ کی تخلیق و پیدائش ہوئی، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں (وہ دوسرا) صور پھونکا جائے گا (جس سے سب لوگ پھر سے زندہ ہو کر اُٹھیں گے) اور اسی میں (وہ پہلا) صور پھونکا جائے گا (جس سے ساری دنیا نیست و نابود ہو جائے گی اور سب لوگ مر جائیں گے) پس تم لوگ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا

ہے، صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کی ہڈیاں پُرانی ہوگئی ہوں گی؟ اور راوی نے کہا: (لفظ اَرِمْتَ سے) صحابہؓ کی مراد بَلِیْتَ کا لفظ تھا (یعنی صحابہؓ کا مطلب یہ تھا کہ آپ کا جسد اطہر تو بوسیدہ، ریزہ ریزہ، ہو چکا ہوگا پھر ہمارا بھیجا ہوا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجو جو افضل ترین عبادتوں میں سے ہے۔ چونکہ جمعہ کے دن ایک نیکی ستّر درجہ تک پہنچ جاتی ہے درود کا ثواب بھی ستّر گنا بڑھ جاتا ہے۔ امت کا یہ متفق عقیدہ ہے کہ انبیاء کرامؑ اپنی قبروں میں اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں زمین اپنا طبعی عمل انکے اجسام کے ساتھ نہیں کر سکتی۔

یوم المزید:

جمعہ کے فضائل میں ایک طویل حدیث آئی ہے اسکا صرف ترجمہ ہی سنا دیتا ہوں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا جس میں سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جمعہ ہے۔ میں نے پوچھا جمعہ کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے لئے اس میں خیر ہے۔ میں نے پوچھا: اور ہمارے لئے اس میں کیا

ہے؟ فرمایا: یہ دن آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے عید کا دن ہے۔ یہود ونصاریٰ (اس میں آپ کے تابع ہوں گے میں نے پوچھا: اور ہمارے لئے اس میں کیا ہے؟ فرمایا: اس دن میں تمہارے لئے ایک ایسی گھڑی بھی ہے جس میں کوئی مسلمان بندہ دنیا وآخرت کی کسی شئے کا اللہ سے سوال نہیں کرتا جو اس کے لئے لکھ دی گئی ہے مگر اللہ پاک اس کو وہ شئے ضرور عطا کرتے ہیں۔ اور اگر وہ شئے اس کی قسمت میں نہیں ہے تو اس کے لئے اس سے بہتر چیز کو ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ یا وہ کسی شر سے پناہ مانگتا ہے جو اس پر لکھا جا چکا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس سے بڑی مصیبت کو پناہ مانگنے والے سے پھیر دیتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر میں نے پوچھا: (اس آئینے میں) یہ نکتہ کیسا ہے؟ جبرئیلؑ نے فرمایا: یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ یہ دن ہمارے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے۔ اور قیامت کے دن (سے) ہم اس دن کو یوم المزید کہا کریں گے۔ میں نے پوچھا: یہ کیوں؟ فرمایا: اللہ پاک نے جنت میں سفید مشک کی ایک وادی بنائی ہے جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالی علیین سے اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ پھر کرسی کے اطراف میں نور کے منبر بچھ جاتے ہیں اور انبیاءؑ آ کر ان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ پھر ان نور کے منبروں کے اطراف میں سونے کی کرسیاں بچھائی جاتی ہیں اور صدیقین اور شہداء آ کر ان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ پھر دوسرے جنتی آ کر آس پاس ٹیلوں پر بیٹھ جاتے ہیں پھر پروردگار تبارک وتعالی تجلی فرماتے ہیں اور

ارشاد فرماتے ہیں: مجھ سے سوال کرو، میں تم کو عطا کروں گا۔ سب لوگ اللہ سے رضا کا سوال کرتے ہیں۔ پروردگار فرماتے ہیں: میری رضا نے تو تم کو میرے گھر (جنت) میں اتارا ہے۔ پس مجھ سے سوال کرو۔ میں عطا کروں گا۔ جنتی پھر اللہ سے رضا کا سوال کریں گے۔ تب پروردگار ان کو گواہ بنائیں گے گواہ رہو میں تم سے راضی ہو گیا ہوں۔ پھر اللہ پاک ان کے لئے وہ نعمتیں ظاہر فرمائیں گے جن کو کسی نہ آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال گذرا ہوگا اور یہ سارا کام تمہارے جمعہ کی نماز (میں جانے اور اس) سے آنے کے بقدر وقت میں ہو جائے گا۔ پھر پروردگار عز وجل کی تجلی اُٹھ جائے گی اور انبیاءؑ و صدیقین اور شہداء بھی اُٹھ جائیں گے اور دوسرے جنتی اپنے بالا خانوں کے طرف لوٹ جائیں گے جو سفید موتی یا سرخ موتی یا سبز زبرجد کے ہوں گے ان میں نہریں بھی ہونگی اور پھلوں سے جھکے ہوئے درخت بھی ہوں گے۔ ان تمام نعمتوں کے حصول کے بعد وہ جمعہ کے دن سے زیادہ کسی چیز کے محتاج نہ ہونگے تا کہ جمعہ کے دن میں وہ اپنے رب کا دیدار کریں گے اور پروردگار سے مزید عزت و کرامت حاصل کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو جمعہ کی نماز میں امام سے قریب بیٹھنے والے ہوں گے۔ اور حدیثوں میں آتا ہے کہ یوم المزید کی مجلس کے بعد سارے حاضرین کا نور بڑھ جائے گا وہ اپنے گھر لوٹ کر جائینگے تو اُن کی ازواج تعجب سے پوچھیں گی کہ تمہارا نور کیسے بڑھ گیا؟ تو وہ کہیں گے دیدار الٰہی کا اثر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعہ کے فضائل سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳) جمعہ کے فضائل (ج)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ الجمعہ۔۹،۱۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کیلئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کیلئے دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ جب

نماز ادا کی جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

ندائے صلوٰۃ سے مراد اذان جمعہ ہے۔ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ (اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو)، سعی کے معنی دوڑنے کے آتے ہیں اور کسی کام کو اہتمام کے ساتھ کرنے کے بھی آتے ہیں۔ اس جگہ یہی دوسرے معنی مراد ہیں کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم دیکھو کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی ہے تو تم دوڑتے مت آو بلکہ سکون اور وقار سے آؤ۔ ذکر سے مراد خطبہ اور نماز دونوں ہیں دوڑنے والا کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں کرتا اس طرح تم بھی کسی اور کام کی طرف توجہ مت کرو سوائے نماز اور خطبہ کے۔ وَذَرُوا الْبَیْعَ یعنی چھوڑ دو بیع (فروخت کرنے کو) صرف بیع کہنے پر اکتفاء کیا گیا اور مراد بیع وشراء (یعنی خرید وفروخت) دونوں ہیں، وجہ اکتفاء کی یہ ہے کہ ایک کے چھوٹنے سے دوسرا خود بخود چھوٹ جائے گا، جب کوئی فروخت کرنے والا فروخت نہ کرے گا تو خریدنے والے کے لئے خریدنے کا راستہ ہی نہ رہے گا۔

اذان جمعہ کے بعد جو خرید وفروخت ہوگی اس کو آیت نے حرام قرار دیا ہے۔ اس کا عملی انتظام اس طرح کیا جائے کہ دوکانیں بند کر دی جائیں تو خریداری خود بخود بند ہو جائے گی۔ دوکاندار تو متعین ہوں گے لیکن خریدار جو بیشمار ہوتے ہیں خود بخود رک جائیں گے۔

اذان جمعہ کے بعد سارے ہی مشاغل کا ممنوع کرنا مقصود تھا جن میں زراعت، تجارت، مزدوری سبھی داخل ہیں، مگر قرآن کریم نے صرف بیع کا ذکر فرمایا، اس سے اس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے مخاطب شہروں اور قصبوں والے ہیں، چھوٹے دیہات اور جنگلوں میں جمعہ نہیں ہوگا، اس لئے شہروں اور قصبوں میں جو مشاغل عام لوگوں کو پیش آتے ہیں ان کی ممانعت فرمائی گئی وہ بیع وشراء کے ہوتے ہیں، بخلاف گاؤں والوں کے کہ ان کے مشاغل کاشت اور زمین سے متعلق ہوتے ہیں، اور باتفاقِ فقہاءِ اُمت یہاں بیع سے مراد فقط فروخت کرنا ہی نہیں بلکہ ہر وہ کام جو جمعہ کی طرف جانے کے اہتمام میں مخل ہو وہ سب بیع کے مفہوم میں داخل ہیں اس لئے اذان جمعہ کے بعد کھانا، پینا، سونا، کسی سے بات کرنا، یہاں تک کہ کتاب کا مطالعہ کرنا وغیرہ سب ممنوع ہیں، صرف جمعہ کی تیاری کے متعلق جو کام ہوں وہ کئے جاسکتے ہیں۔

اذانِ جمعہ شروع میں صرف ایک ہی تھی جو خطبہ کے وقت امام کے سامنے کہی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں پھر صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے زمانے میں اسی طرح رہا، حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی، اور اطراف مدینہ میں پھیل گئی، امام کے سامنے والی خطبہ کی اذان سنائی نہ دیتی تھی، تو حضرت عثمان غنیؓ نے ایک اور اذان مسجد سے باہر اپنے مکان زوراء پر شروع کرادی، جس کی آواز پورے مدینہ میں پہنچنے لگی، صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے

اس پر اعتراض نہیں کیا، اس لئے یہ اذانِ اوّل باجماع صحابہ مشروع ہوگئی، اور اذانِ جمعہ کے وقت بیع وشراء وغیرہ تمام مشاغل حرام ہوجانے کا حکم جو پہلے اذان خطبہ کے بعد ہوتا تھا اب پہلی اذان کے بعد شروع ہوگیا، کیونکہ الفاظِ قرآن (نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ) اس پر بھی صادق ہیں، یہ تمام باتیں حدیث و تفسیر اور فقہ کی عام کتابوں میں بلا اختلاف مذکور ہیں۔

پوری امت کا اجماع واتفاق ہے کہ جمعہ کے روز ظہر کے بجائے نماز جمعہ فرض ہے، اس پر بھی اجماع واتفاق ہے کہ نمازِ جمعہ عام پانچ نمازوں کی طرح نہیں اس کے لئے کچھ مزید شرائط ہیں، پانچوں نمازیں تنہا بلا جماعت کے بھی پڑھی جاسکتی ہیں، دو آدمی کی بھی جماعت سے اور جمعہ بغیر جماعت کے ادا نہیں ہوتا اور جماعت کی تعداد میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں، اسی طرح نماز پنجگانہ ہر جگہ دریا، پہاڑ، جنگل میں ادا ہوجاتی ہے، مگر جمعہ جنگل، صحراء میں کسی کے نزدیک ادا نہیں ہوتا، عورتوں، مریضوں، مسافروں پر جمعہ فرض نہیں، وہ جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھیں، جمعہ کس قسم کی بستی والوں پر فرض ہے اس میں ائمہ وفقہاء کے اقوال مختلف ہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک جس بستی میں چالیس مرد احرار، عاقل، بالغ بستے ہوں جن کے مکانات متصل ہوں اور اس میں بازار بھی ہو، امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک جمعہ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہو جس میں گلی کوچے اور بازار ہوں اور کوئی قاضی حاکم فیصلہ معاملات کے لئے ہو۔

۱) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ علیکم الجمعة فی مقامی ھذا ساعتی ھذا فی شھری ھذا فی عامی ھذا الیٰ یوم القیامة، من ترکھا من غیر عذر مع امام عادل او امام جائر، فلا جمع له شمله ولا بورك که فی امره. الا ولا صلاۃ له. الا ولا حج له. الا ولا بر له. الا ولا صدقة له (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ پاک نے تم پر جمعہ لکھا ہے اس جگہ میں، اس گھڑی میں، اس مہینے میں، اس سال میں، قیامت تک۔ جس نے اس کو امام عادل یا امام ظالم کے ساتھ بغیر کسی عذر کے چھوڑ دیا تو اس کا کام جمع ہوگا اور نہ اس کے کسی کام میں برکت ہوگی۔ خبردار! ایسے شخص کی کوئی نماز نہیں، خبردار! ایسے شخص کا کوئی حج نہیں، خبردار! ایسے شخص کی کوئی نیکی نہیں، خبردار! ایسے شخص کا کوئی صدقہ نہیں۔

۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقُ عَلٰی رِجَالٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُیُوْتَهُمْ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں جو جمعہ کی نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں (یعنی نماز جمعہ نہیں پڑھتے) فرمایا کہ ''میں سوچتا ہوں کہ میں کسی شخص سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور پھر

میں (جا کر) ان لوگوں کے گھر بار جلا دوں جو (بغیر عذر کے) جمعہ چھوڑ دیتے ہیں"

۳) عَنْ جابرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا عَلٰى مَرِيْضٍ أَوْ مُسَافِرٍ أَوْ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَمْلُوْكٍ، وَمَنِ اسْتَغْنٰى عَنْهَا بِلَهْوٍ أَوْ تِجَارَةٍ اسْتَغْنَى اللهُ عَنْهُ وَاللهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (کنزلعمال)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس پر روز جمعہ، جمعہ کی نماز ادا کرنا واجب ہے، سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے، یا غلام کے۔ اور جو شخص کسی لہو ولعب یا تجارت میں مشغول ہو کر اس سے بے نیاز ہو گیا تو اللہ اس سے بے نیاز ہے اور اللہ پاک بے نیاز ہے اور قابل تعریف ہے۔

۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہؓ دونوں راوی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے منبر کی لکڑی (یعنی اس کی سیڑھیوں پر) یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "لوگ نماز جمعہ کو چھوڑنے سے باز آئیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیگا اور وہ غافلوں میں شمار ہونے لگیں گے"۔

۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلَاثًا ۔ (شافعی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جو شخص بغیر عذر کے نماز جمعہ چھوڑ دیتا ہے وہ ایسی کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جو نہ کبھی مٹائی جاتی ہے اور نہ تبدیل کی جاتی ہے۔'' اور بعض روایات میں یہ ہے کہ ''جو شخص تین جمعہ چھوڑ دے'' (یہ وعید اس کے لئے ہے)۔

۶) عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضُّمَيْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ ۔ (ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابی الجعد ضمیری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جو شخص محض سستی و کاہلی کی بناء پر تین جمعے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعہ کی نماز پوری پابندی اور اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۴) جمعہ کی نماز کا اہتمام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۹ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱۰ (سورۃ الجمعہ-۹،۱۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کیلئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کیلئے دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ جب

نماز ادا کی جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

گذشتہ جمعہ آپ کے سامنے نماز جمعہ کے وجوب کے تعلق سے کافی دلائل آ چکے ہیں آج جمعہ کی نماز کے اہتمام کے تعلق سے چند باتیں پیش کرنی ہیں۔

۱) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمروؓ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص (جمعہ کی) اذان سنے اس پر جمعہ کی نماز واجب ہو جاتی ہے۔

''مَنْ سَمِعَ النِّدَاء'' نداء سے مراد یہاں اذان ہے مطلب یہ کہ جو لوگ جمعہ کے دن مؤذن کی اذان کی آواز سنتے ہیں تو ان پر جمعہ میں شرکت واجب ہو جاتی ہے اب وہ جمعہ سے باہر نہیں رہ سکتے۔ شیخ عبدالحق ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ جمعہ کے دن اذان سنیں تو ان پر جمعہ کی تیاری اور جمعہ میں حاضری لازم ہے۔

۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلٰى أَهْلِهِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جمعہ کی نماز اس پر فرض ہے جو رات اپنے گھر بسر کر سکے''۔

یعنی ایک آدمی جب شہر میں جمعہ پڑھ کر گھر روانہ ہو جائے اور رات تک اپنے گھر پہنچ جائے تو ایسے مسلمان پر جمعہ میں شرکت واجب ہے جیسے کہ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے جمعہ شہروں میں اور بڑے قصبوں والوں پر واجب ہے اور چھوٹے دیہاتوں اور جنگلوں والوں پر نہیں ہے۔

جمعہ کی نماز کے لئے پاک صاف ہو کر جانے کی بڑی تاکید (ساٹھ ستّر حدیثیں) آئی ہیں۔ جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، مونچھوں کو صاف کرنا، ناخن کٹوانا، زیر ناف بال منڈانا، بغل کے بال صاف کرنا، پاک صاف کپڑے پہننا اور خوشبو استعمال کرنا یہ سب مسنون ہیں۔

نماز جمعہ کے آداب:

۳) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ يَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى

(بخاری)

ترجمہ: حضرت سلمانؓ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ہو سکے پاکی حاصل کرے اور اپنے پاس سے (یعنی گھر میں جو بلاتکلف میسر ہو سکے) تیل ڈالے اور اپنے گھر کا عطر لگائے اور پھر مسجد کے لئے

نکلے اور (مسجد پہنچ کر) دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ کرے اور پھر جتنی بھی اس کے مقدر میں ہو (یعنی جمعہ کی سنت، نوافل یا قضا نماز پڑھے) اور امام کے خطبہ پڑھتے وقت خاموش رہے تو اس جمعہ اور گذشتہ جمعہ کے درمیان کے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهُ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے غسل کیا، پھر جمعہ میں آیا اور (سنن و نوافل کی) جتنی نمازیں پڑھنی اس کے مقدّر میں تھیں وہ اُس نے پڑھیں، پھر خاموش بیٹھا رہا یہاں تک کہ خطیب خطبہ پڑھ کر فارغ ہوا، پھر اس کے ساتھ اُس نے (جمعہ کی) نماز پڑھی تو وہ گناہ جو اِس جمعہ اور دوسرے یعنی گذشتہ جمعہ کے درمیان اس سے سرزد ہوئے ہوں گے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بخش دیئے جائیں گے بلکہ تین دن زیادہ کے بھی۔

یہ اضافہ اس لئے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گُنا زیادہ ملتا ہے، اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سات ہی دن ہوتے ہیں، لہٰذا دس کو پورا کرنے کے لئے تین دن کا

اور اضافہ کیا گیا۔

۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِکَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جو شخص مسجد میں اول وقت آتا ہے پہلے اس کا نام لکھتے ہیں پھر اس کے بعد پہلے آنے والے کا نام لکھتے ہیں اور جو شخص مسجد میں اول (وقت) جمعہ میں آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شخص مکہ میں قربانی کے لئے اونٹ بھیجتا ہے (جس کا بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے) پھر اس کے بعد جو شخص جمعہ میں آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص مکہ میں قربانی کے لئے گائے بھیجتا ہے پھر اس کے بعد جو شخص آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص صدقہ میں دنبہ دیتا ہے پھر اس کے بعد جو شخص آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی صدقہ میں مرغی دیتا ہے پھر اس کے بعد جو شخص آتا ہے وہ صدقہ میں انڈا دینے والے کی مانند ہوتا ہے اور جب امام (خطبہ کے لئے منبر پر) آتا ہے تو وہ اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں''۔

۶) عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ یَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت اوس ابن اوس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جو شخص جمعہ کے دن نہلائے اور خود نہائے، سویرے سے (جامع مسجد) جائے (تاکہ) شروع سے خطبہ پالے اور پیدل جائے، سوار نہ ہو اور امام کے قریب بیٹھے اور خطبہ سنے نیز یہ کہ کوئی بیہودہ بات زبان سے نہ نکالے تو اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور رات میں عبادت کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

''غسل'' باب تفعیل سے نہلانے کے معنی میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خود بھی غسل کرے اور اپنی بیوی کو بھی نہلائے بیوی کو نہلانا یہ کہ جماع کرے تاکہ وہ بھی جنابت کہ وجہ غسل کرے تو گویا اس نے بیوی کو نہلا دیا اس میں اس بات کی طرف رہنمائی ہے کہ جمعہ کی شب یا دن کو ہمبستری کرنا مستحب ہے تاکہ وساوس شیطانی اور خطرات زنا سے مرد و عورت دونوں محفوظ رہیں کیونکہ جمعہ کے ازدحام میں اختلاط کے خطرات زیادہ ہیں۔ ''بکر و ابتکر'' یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے لئے تاکید ہے مطلب یہ کہ وہ شخص سویرے سویرے مسجد چلا گیا یا ''بکّر'' کا مطلب یہ ہے کہ خود سویرے گیا 'وابتکر'' اور خطبہ کو ابتداء سے پایا، ''بکّر'' کا دوسرا مطلب

سویرے جانا نہیں بلکہ صدقہ کرنا ہے تا کہ جمعہ کے دن صدقہ کیا اور پھر سویرے جا کر خطبہ سنا۔ ''مشی ولم یر کب'' اس میں بھی دوسرا لفظ پہلے لفظ مشی کے لئے تاکید ہے یعنی پیدل چلا اور بالکل سوار نہیں ہوا بہرحال اگر جامع مسجد زیادہ دور نہیں تو پیدل چلنے میں ثواب زیادہ ہے کہ قدموں کو لکھا جاتا ہے غبار لگنے کا ثواب الگ ہے اور مسجد دور ہے تو پھر سوار ہو کر جانا کوئی منع نہیں ہے۔

۷) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا عَلٰی أَحَدِ کُمْ اِنْ وَجَدَ أَنْ یَتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰی ثَوْبَیْ مِهْنَتِهٖ

(ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن سلامؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے جسے مقدور ہو اگر وہ نماز جمعہ کے لئے علاوہ کاروبار کے کپڑوں کے دو کپڑے بنا لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

یعنی عام کاروبار کے لباس کے علاوہ خاص جمعہ کے لئے اگر اسے وسعت ہے تو ایک جوڑا جمعہ کے لئے بنا کے رکھنا زہد وتقویٰ کے خلاف نہیں ہے۔ اس میں شعائر اسلام جمعہ وعیدین کا اعزاز بھی ہے اور شوکت بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک فرمان کے ذریعہ بھی اور اپنے مبارک فعل کے ذریعہ سے بھی اس کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ وعیدین کے لئے خاص لباس اور جبّہ رکھتے تھے اور پھر استعمال فرماتے تھے۔ آج کل دنیا والوں کے ہاں یونیفارم کا

رواج ہے کمرہ عدالت میں ایک انگریز یا انگریز نما جج جب اندر آتا ہے تو لازمی طور پر جبہ وقبہ استعمال کرتا ہے وکلاء اور اسکول و کالج کا یونیفارم ہوتا ہے جمعہ وعیدین کے لئے جبہ استعمال کرنا اور پگڑی باندھنا اسلامی یونیفارم ہے۔ ہر خطیب پر لازم ہے کہ وہ اسلام کے اس امتیازی اعزاز لباس کو استعمال کرے اور عار نہ کرے، عوام الناس میں اس سے دین کی عظمت بڑھ جاتی ہے اور وعظ ونصیحت پر اعتماد وبھروسہ بڑھتا ہے۔ بہت افسوس کا مقام ہے کہ برصغیر کے عام خطباء نے اس سنت کو ترک کردیا ہے اگرچہ سنن زوائد میں سے ہے۔

۸) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أُحْضُرُوا الذِّكْرَ وَأُدْنُوا مِنَ الْإِمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خطبہ کے وقت جلد حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو، کیونکہ آدمی (بھلائیوں کی جگہ سے بلاعذر) جتنا دور ہوتا جاتا ہے جنت کے داخل ہونے میں پیچھے رہے گا اگرچہ جنت میں داخل ہو بھی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق جمعہ کا اہتمام کرتے ہوئے جمعہ کی نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۵) جمعہ کی نماز کے وقت جن کاموں کی ممانعت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۹ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۱۰ (سورۃ الجمعہ۔۹،۱۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کیلئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کیلئے دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ جب

نماز ادا کی جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا (یعنی وضو کے تمام آداب کا خیال رکھ کر وضو کیا) پھر جمعہ میں آیا اور (اگر امام کے قریب تھا تو) خطبہ سنا اور (اگر امام سے دور تھا تو) چپ چاپ بیٹھا رہا تو اُس کے وہ گناہ جو اس جمعہ اور دوسرے یعنی گذشتہ جمعہ کے درمیان اُس سے صادر ہوئے ہوں گے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بخش دیئے جائیں گے بلکہ تین دن زیادہ کے بھی۔ اور جس نے کنکریوں کو چُھوا اُس نے لغو حرکت کی۔

"کنکریوں کو چُھوا"، یعنی، سجدہ کے قریب کی جگہ کو برابر اور صاف کرنے کے لئے نماز میں ہاتھ کو ایک بار سے زیادہ حرکت دیا۔ اور بعضوں نے کہا: چھونے سے مراد یہ ہے کہ خطبہ کے دوران کنکریوں سے کھیلا۔ اور واضح رہے کہ حدیث میں لَغَا کا لفظ 'لَغْوٌ' سے ہے جس کے معنی ہیں: بیہودہ کلام یا بیہودہ کام۔ یعنی ایسا کام یا کلام جو بے کار و بے فائدہ ہو۔ پس نماز میں کنکریوں کو چھونا اس معنی میں لغو حرکت ہوئی کہ اُس سے خطبہ سننے میں رخنہ پڑا۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن جب کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو اور تم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے کہا چُپ رہو، تو تم نے بھی لغو حرکت کی۔

جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اکثر علماء کے نزدیک بالکل خاموش رہنا واجب ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مسلک ہے وہ فرماتے ہیں کہ امام کے خطبہ کے دوران نہ نماز جائز ہے نہ کوئی دیگر کلام جائز ہے کیونکہ "اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام"۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ زبان سے بلند آواز سے درود پڑھنا بھی جائز نہیں بلکہ دل میں پڑھے اور جو لوگ خطبہ کی آواز نہیں سنتے بلکہ دور بیٹھے ہیں اور لاؤڈ اسپیکر نہیں ہے تو ان کو خاموش رہنا چاہئے فقہ کی عبارت "والنائی کالقریب" کا یہی مطلب ہے۔ درمختار میں یہ قاعدہ لکھا ہے" وکل شئی حرام فی الصلوٰۃ حرام فی الخطبۃ" (جو چیز نماز میں حرام ہے خطبہ میں بھی حرام ہے) چھینک کا جواب دینا بھی مکروہ ہے۔

۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ یُخَالِفُ اِلٰی مَقْعَدِهٖ فَیَقْعُدَ فِیْهِ وَلٰکِنْ یَّقُوْلُ افْسَحُوْا (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن (مسجد میں پہنچ کر) ایسا نہ کرے کہ اپنے مسلمان بھائی کو اُس کی جگہ سے اُٹھائے اور پھر یہ ارادہ کرے کہ اُس کی جگہ میں خود بیٹھ جاؤں، ہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ (بھائیو!) ذرا جگہ دے دو۔

جمعہ کے دن اژدحام کی وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی رضا کارانہ طور پر اپنی جگہ چھوڑتا ہے تو ظاہر و باطن دونوں کی رضا ضروری ہے نہ یہ کہ خوف وحیا یا امید و لالچ کی وجہ سے۔ مسجد کی زمین وقف ہے جو شخص پہلے آ گیا اُسی کا حق ہے۔۔ ''افسحوا'' (کشادگی پیدا کرو) یہ حدیث ہمیں تعلیم دے رہی ہے کہ ایک دوسرے سے جگہ پکڑنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ تم آپس میں کشادگی اور وسعت پیدا کرنے کی کوشش کرو نہ کسی کو بھگاؤ اور نہ کسی کو اُٹھاؤ۔

۴) عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اُتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس جہنیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن (مسجد میں) لوگوں کی گردنیں پھلانگے گا، اُس کو (قیامت کے دن) دوزخ کا پُل بنایا جائے گا۔

اس شخص کو دوزخ کے اُوپر پل بنایا جائے گا اور لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے اور روندیں گے۔

۵) عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی عَنِ الْحَبْوَۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ (ترمذی، ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن اُس وقت جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح بیٹھنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس سے نیند غالب آتی ہے، وضو ٹوٹ جاتا ہے یا ایک پہلو پر اچانک گر جاتا ہے۔

۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَکَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَھُوَ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا وَالَّذِیْ یَقُوْلُ لَہٗ اَنْصِتْ لَیْسَ لَہٗ جُمُعَۃٌ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابنِ عبّاس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص کہ جو جمعہ کے دن امام کے خطبہ پڑھنے کے دوران کلام کرے، اُس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں اور جو شخص اس کلام کرنے والے) سے کہے کہ چُپ رہ تو اس کے لئے جمعہ (کا کامل ثواب) نہیں ہے۔

۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَلْیَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِہٖ ذٰلِکَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن (مسجد میں بیٹھے ہوئے) اونگھ آنے

لگے تو اُس کو چاہئے کہ اپنی جگہ بدل دے (یعنی جس جگہ بیٹھا ہوا ہے وہاں سے ہٹ جائے اور دوسری جگہ جا بیٹھے، اس سے اونگھ جاتی رہے گی)۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ،

سابقہ آیت میں اذانِ جمعہ کے بعد بیع وشراء وغیرہ کے تمام دنیوی امور کو ممنوع کر دیا گیا تھا۔اس آیت میں اس کی اجازت دیدی گئی کہ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد، تجارتی کاروبار اور اپنا اپنا رزق حاصل کرنے کا اہتمام سب کر سکتے ہیں۔

جمعہ کے بعد تجارت وکسب میں برکت:

حضرت عراک بن مالک رضی اللہ عنہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو کر باہر آتے تو دروازہ مسجد پر کھڑے ہو کر یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّيْتُ فَرِيْضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ كَمَا اَمَرْتَنِيْ فَارْزُقْنِيْ مِنْ فَضْلِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ (ابن ابی حاتم، ابن کثیر)

ترجمہ: یااللہ! میں نے تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیرا فرض ادا کیا اور جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے نماز پڑھ کر میں باہر جاتا ہوں تو اپنے فضل سے مجھے رزق عطا فرما اور تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

اور بعض صالحین سے منقول ہے کہ جو شخص نمازِ جمعہ کے بعد تجارتی کاروبار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستّر (۷۰) مرتبہ برکات نازل فرماتے ہیں۔

(ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں شریعت کے احکام کے مطابق جمعہ کا دن گذرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۶) ذوالحجہ کے عشرہ اول کے فضائل (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِىْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
وَالْفَجْرِ ۙ ① وَلَيَالٍ عَشْرٍ ② وَّ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ③ وَ الَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ④ هَلْ فِىْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِىْ حِجْرٍ ⑤ (سورۃ الفجر،۵-۱)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ ۔

ترجمہ: قسم ہے، فجر کی ۔ اوردس راتوں کی ۔ اور جفت کی اور طاق کی ۔ اوررات کی، جب وہ گزرجاتی ہے ۔ یقیناً اس میں بہت بڑی قسم ہے صاحب عقل کے لئے؟

سورۃ الفجر میں پانچ چیزوں کی قسم کھا کرتا کید کی گئی ہے جو آگے ان ربك لبالمرصاد (بیشک تمہارارب گھات میں ہے) میں بیان ہوا ہے ۔ یعنی اس دنیا میں

وہ جو کچھ کرر ہے ہیں اس پر جزا اور سزا ہونا لازمی ہے۔تمہارا رب تمہارے ان اعمال کی نگرانی میں ہے۔

پانچ چیزیں جن کی قسم کھائی گئی ہیں۔پہلی چیز فجر یعنی صبح صادق کا وقت ہے۔ہوسکتا ہے اس سے مراد ہر روز کی صبح ہو کہ وہ عالم میں انقلاب عظیم لاتی ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت کاملہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ الفجر کے الف لام کو عہد کا اقرار دیکر اس سے کسی خاص دن کی فجر مراد ہو۔حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت میں اس سے ماہ محرم کی پہلی تاریخ کی فجر مراد ہے جو اسلامی قمری سال کا آغاز ہے۔

بعض مفسرین نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ یعنی یوم النحر کی صبح اس کی مراد قرار دی ہے۔مجاہدؒ اور عکرمہؒ کا یہ قول ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے ایک اور روایت میں یہی قول منقول ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن کے ساتھ ایک رات لگائی ہے لیکن یوم النحر کے ساتھ کوئی رات نہیں ہے یوم النحر سے پہلے جو رات آتی ہے وہ عرفہ کی رات ہے اور یوم عرفہ کے بعد جو رات آتی ہے وہ بھی عرفہ ہی کی رات ہے۔لہٰذا عرفہ کی دو راتیں ہیں۔

دوسری چیز جس کی قسم کھائی گئی ہے وہ لیالٍ عشر یعنی دس راتیں،حضرت ابن عباسؓ،قتادہ،مجاہد،سدی،ضحاک،کلبی،ائمہ تفسیر کے نزدیک ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں مراد ہیں کیونکہ حدیث میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا کہ عبادت کرنے کے لئے اللہ کے نزدیک سب دنوں میں عشرہ ذوالحجہ سب سے افضل ہے اسکے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور اسمیں ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (الترمذی وابن ماجہ)

ابوالزبیر نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے **والفجر ولیال عشر** کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد عشرہ ذوالحجہ ہے اور **والشفع والوتر** سے مراد شفع جو ہے یوم النحر (دسویں ذوالحجہ ہے اور وتر سے مراد یوم عرفہ ہے)۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ دس راتیں وہی ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے قصہ میں آئی ہیں **واتممنا ھا بعشر** ۔کیونکہ یہی دس راتیں سال کے ایام میں افضل ہیں۔

آج آپ کے سامنے میں ذوالحجہ کے پہلے عشرے کی فضیلت پیش کرنا چاہتا ہوں۔عشرہ سے مراد دس دن کو کہتے ہیں۔مہینے میں تین عشرے ہوتے ہیں چاہے مہینہ اُنتیس دن کا کیوں نہ ہو۔

ترجمہ کرنے والوں سے گزارش:

عربی زبان میں اسم اور فعل پر حالت کے لحاظ سے اعراب کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے جیسے ابوبکر، ابا بکر، ابی بکر لیکن اردو زبان میں صرف ابوبکر استعمال کیا جاتا ہے۔لہٰذا میری گزارش ہے کہ جہاں عربی زبان میں اعراب کی تبدیلی ہوتی ہے

وہاں اردو ترجمہ کرتے ہوئے صرف ذُو (ذا، ذی استعمال نہ کریں) استعمال کریں۔

(۱) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ بَعْضُكُمْ أَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمُسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا وَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَّلَا يَقْلِمَنَّ ظُفْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ رَأَى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهٖ (مسلم)

ترجمہ: اُمُّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب (ذوالحجہ کا پہلا) عشرہ شروع ہوجائے اورتم میں سے کسی نے قربانی کرنے کاارادہ کرلیا ہوتو وہ اپنے بال اوراپنے ناخن کوذرا بھی ہاتھ نہ لگائے، اورایک روایت میں یوں ہےتو وہ اپنے بال جُدا کرے اورنہ ناخن تراشے۔

تشریح: ذوالحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہوجانے یعنی بقرعید کا چاند دیکھ لئے جانے کے بعد سے قربانی کا جانور ذبح کرلینے تک بال کٹوانے، خَطْ بنوانے اورناخن تراشنے سے قربانی کرنے والے کو جومنع فرمایا گیا تو اُس (ممانعت) میں حکمت یہ ہے کہ اُس (قربانی کرنے والے) کوحُجّاج سے مشابہت حاصل ہوجائے جوحالت احرام میں ہوتے ہیں۔جس طرح ان دنوں میں حاجی دیارِ بیت اللہ میں بحالتِ احرام ہوتے ہیں اور ان چیزوں (بال وغیرہ کٹوانے) سے اجتناب کرتے ہیں اور پھر دسویں ذوالحجہ کو جب قربانی کرلیتے ہیں تب ہی سرمنڈواتے یابال کترواتے ہیں اورناخن

تراشتے ہیں،اسی طرح دیارِ بیت اللہ سے دور اپنے اپنے مقامات پر جو مسلمان قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اگر بقرعید کا چاند دیکھ لئے جانے کے بعد بال یا ناخن نہ ترشوائیں اور یہ کام قربانی کے دن قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد کریں تو ان کو حجّاج کی مناسبت اور مشابہت حاصل ہو جاتی ہے۔واضح رہے کہ حدیث میں مذکور ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے۔لہٰذا عشرہ ذوالحجہ شروع ہو جانے پر قربانی کر لینے تک بال وغیرہ کا نہ ترشوانا حنفیہ کے یہاں مستحب ہے۔اور اس (نہی) پر عمل نہ کرنا اَولیٰ و افضل کا ترک کرنا ہے۔اور امام مالکؒ اور اما شافعیؒ کے نزدیک یہ (اس نہی پر عمل نہ کرنا) مکروہ ہے۔اور امام احمدؒ کے نزدیک حرام ہے جیسا ملا علی قاریؒ نے رحمۃ الامّۃ فی اختلاف الائمّہ کے حوالے سے لکھا ہے۔

ذوالحجہ کے اول عشرہ کے تعلق سے بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں چند آپ کو سنائی جائینگی۔

(۲) عَنِ ابْنِ عِبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ مَا مِنْ اَيَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللہِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللہِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللہِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللہِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ (رواہُ بُخاری)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کوئی ایام ایسے نہیں ہیں جن میں نیک عمل کرنا خدا کے نزدیک ان دس دنوں (ذوالحجہ کے پہلے

عشرہ) سے زیادہ محبوب ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا (ان ایام کے علاوہ دوسرے دنوں میں) خدا کی راہ میں جہاد کرنا بھی (ان دنوں کے نیک اعمال کے برابر) نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ہے۔ ہاں! اس شخص کا جہاد جو اپنی جان و مال کے ساتھ (خدا کی راہ میں لڑنے) نکلا اور پھر واپس نہ ہوا (وہ ان دنوں کے نیک اعمال سے زیادہ افضل ہے)۔ (بخاری)

صحابہ کرامؓ کے دل و دماغ میں جہاد کا نقشہ بہت ہی بلند تھا چونکہ اس کے فضائل بہت زیادہ ہیں اس لئے شبہ ہوا کہ کیا جہاد سے بھی اس عشرہ کے اعمال اونچے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جہاد سے بھی افضل ہیں اِلّا یہ کہ مجاہد جہاد پر جائے اور خود شہید ہو جائے اور اس کا گھوڑا بھی مارا جائے، پورے سرمایہ کی قربانی لگائے جس کے بارے میں یہ کہا جائے۔ ؎

جو پاس تھا وہ سب لٹا ہی دیا حق تو یہ ہے کہ حق ادا ہی کیا

کیا عشرہ ذوالحجہ افضل ہے یا آخر عشرہ رمضان؟:

اب یہاں یہ بحث ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ زیادہ فضیلت والا ہے یا ذوالحجہ کا اول عشرہ زیادہ فضیلت والا ہے زیر بحث حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ذوالحجہ کا عشرہ رمضان کے عشرہ سے افضل ہے مگر علما نے تطبیق کے طور پر ایسا لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ ذوالحجہ کے عشرہ کی فضیلت رمضان کے عشرہ کے علاوہ ایام پر ہو عشرہ رمضان سے تقابل نہ ہو دوسری توجیہ یہ ہے کہ دونوں عشروں کو الگ الگ حیثیت سے

ایک دوسرے پر برتری حاصل ہے۔مثلاً ذوالحجہ اس اعتبار سے افضل و برتر ہے کہ اس میں عرفہ کا دن ہے اور رمضان کا آخری عشرہ اس اعتبار سے افضل ہے کہ اس میں شب قدر ہے اگر عشرہ ذوالحجہ میں عرفہ کا دن ہٹایا جائے تو عشرہ رمضان افضل ہے اور اگر عشرہ رمضان سے شب قدر ہٹائی جائے تو عشرہ ذوالحجہ افضل ہے۔

مالیگاؤں سے جاری ہونے والا ایک دینی واصلاحی ماہ نامہ ترجمان شریعت ہے، جس میں ماہ ذوالحجہ کے عشرہ اول کے اعمال اور اس کی فضیلتیں اس طرح بیان کی گئی ہیں۔

۱) پہلی رات کا چاند دیکھنا (فائدہ-اولاد میں برکت)

۲) پہلے عشرہ میں عبادت (فائدہ-اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے کہ اتنا دوسرے دنوں میں نہیں)

۳) بال ناخن نہ تراشنا (فائدہ-حج کے برابر ثواب)

۴) پہلے عشرہ کے ایک روزہ کا ثواب (فائدہ-ایک سال کے روزے کے ثواب کے برابر)

۵) عرفہ کے دن کے روزہ کا ثواب (ایک ہزار روزے کے ثواب کے برابر، ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف)

۶) پہلے عشرہ کی ہر رات کا قیام (حاجی کے حق میں لیلۃ القدر کے قیام کے برابر)

۷) عیدالاضحیٰ کی رات کا قیام (فتنوں سے حفاظت، قیامت میں دل زندہ رہیگا)

۸) عیدالاضحیٰ بطور تہوار(اللہ تعالیٰ کے طرف سے دعوت ،دنیا اور آخرت میں مسرت کا باعث)

۹) نمازِ دوگانہ(شکرانے کا ثواب)

۱۰) قربانی (جانور کے ذبح کرنے پر خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے تمام گناہ معاف ، جانور کے ہر بال کے برابر نیکی ،ایام قربانی میں سب سے زیادہ محبوب عمل،اعمال کے ترازو میں قربانی کا جانور مع خون اور گوشت کے رکھا جائے گا، قربانی کا جانور پل صراط پر سواری ہوگی)

۱۱) قربانی کا گوشت(اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ،غریبوں کیلئے کھانے کی فراہمی)

۱۲) حج کا ثواب (تمام گناہوں کی معافی)

۱۳) شیطان کو کنکری مارنا رمئ جمار(قیامت کے دن نور ہوگا، قیامت کے دن ترازو میں کنکریاں نیکی کے ساتھ تولی جائیں گی)

۱۴) حج کے بعد سر منڈانا(ہر بال قیامت کے دن روشنی کا سبب بنے گا)

۱۵) حج کا انعام (حاجی اپنے گھرانے کے چار سو آدمیوں کی شفاعت (سفارش) کرے گا)

عام طور پر لوگ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے فضائل سے واقف ہیں لیکن ذوالحجہ کے عشرہ اول کی فضیلت سے بہت کم لوگوں کو واقفیت ہے اِلَّا یہ کہ وہ حج کو

جانے والے ہوں۔ان شاءاللہ آئندہ خطبہ میں مزید فضائل ذوالحجہ کے عشرہ اول کے تعلق سے سنائے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عشرہ کی قدر کرتے ہوئے گناہوں سے بچ کر عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۷) ذوالحجہ کے عشرہ اول کے فضائل (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالْفَجْرِ ۙ ① وَلَیَالٍ عَشْرٍ ② وَّ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ③ وَ الَّیْلِ اِذَا یَسْرِ ④ ھَلْ فِیْ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ ⑤ (سورۃ الفجر،۵-۱)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ ۔

ترجمہ: قسم ہے، فجر کی ۔اوردس راتوں کی ۔اور جفت کی اور طاق کی ۔اوررات کی، جب وہ گزرجاتی ہے۔ یقیناً اس میں بہت بڑی قسم ہے صاحب عقل کے لئے؟

گذشتہ جمعہ آپ کے سامنے ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے کچھ فضائل پیش گئے تھے۔اس خطبہ میں کچھ اور پیش کئے جائینگے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال صالح زیادہ محبوب اور معظم ہوں ان دنوں کے مقابلے میں۔تم ان دنوں میں سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ کثرت سے پڑھا کرو۔ (طبرانی)

۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبَّ اِلَی اللہِ أَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِّنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَّقِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

(ترمذی،ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دنوں میں سے کوئی دن ایسا نہیں جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی عبادتوں سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہو۔اس عشرہ یعنی یکم ذوالحجہ تا یوم عرفہ کے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر قرار دیا جاتا ہے،اوراس عشرہ کی ایک رات کا قیام یعنی رات میں جاگ کر عبادت کرنا شبِ قدر کے قیام کے برابر قرار دیا جاتا ہے۔

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ذوالحجہ کے ان دس دنوں میں کی جانے والی عبادتیں اور اعمال اللہ ربّ العزت کے نزدیک اور دنوں کے عبادتی اعمال سے زیادہ محبوب و افضل ہیں۔اور ان دس دنوں میں کیا جانے والا کوئی بھی عبادتی عمل یہی

فضل رکھتا ہے، مگر قربانی کرنے کو اور زیادہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ خاص عمل تو بہت ہی محبوب وافضل ہے۔

عرفات کے روزہ کی فضیلت اور یوم النحر (عید کا دن) کے روزہ کی حرمت:

یہ بات بھی آپ کو سنانا ضروری سمجھتا ہوں کہ عرفات کے روزہ کی جتنی فضیلت شریعت سے ثابت ہے ایسے ہی پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

۲) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَیْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِہٖ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ غَضَبَہٗ قَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ فَجَعَلَ عُمَرُ یُرَدِّدُ ھٰذَا الْکَلَامَ حَتّٰی سَکَنَ غَضَبُہٗ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ الدَّھْرَ کُلَّہٗ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْقَالَ لَمْ یَصُمْ وَلَمْ یُفْطِرْ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ یَوْمَیْنِ وَیُفْطِرُ یَوْمًا قَالَ وَیُطِیْقُ ذٰلِکَ اَحَدٌ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَصُوْمُ یَوْمًا قَالَ ذٰلِکَ صَوْمُ دَاوٗدَ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمَیْنِ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّیْ طُوِّقْتُ ذٰلِکَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ فَھٰذَا صِیَامُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَصِیَامُ یَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ

عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ الَّتِىْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةِ الَّتِىْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِىْ بَعْدَهٗ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِىْ قَبْلَهٗ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ: آپ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ (یعنی نفلی روزے رکھنے کے بارے میں آپ کا کیا معمول و دستور ہے؟) اس کے اس سوال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناگواری ہوئی (یعنی چہرۂ مبارک پر تکدّر اور برہمی کے آثار ظاہر ہوئے) حضرت عمرؓ نے (جو حاضر تھے) جب آپ کی ناگواری کی کیفیت محسوس کی تو کہا۔ ہم راضی ہیں اللہ کو اپنا رب مان کر اور اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نبی مان کر، اللہ کی پناہ اس کی ناراضی سے اور اس کے رسول کی ناراضی سے۔

حضرت عمرؓ بار بار اپنی یہی بات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزاج مبارک میں جو ناگواری پیدا ہوئی تھی اس کا اثر زائل ہو گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! وہ شخص کیسا ہے جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھے اور اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اور اس آدمی کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو دو دن روزے رکھے اور ایک دن ناغہ کرے یعنی بغیر روزے کے رہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا کسی میں اس کی طاقت ہے؟ (یعنی یہ بہت مشکل ہے ہمیشہ روزہ رکھنے سے بھی زیادہ مشکل ہے اس لئے اس کا ارادہ نہ کرنا چاہئے)۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اور اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے: جو ہمیشہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن ناغہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ صومِ داوٗدؑ ہے (یعنی حضرت داوٗدؑ جن کو اللہ نے غیر معمولی قوت بخشی تھی ان کا معمول یہی تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے) حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ: اس آدمی کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن ناغہ کرے؟ (یعنی اس طرح اوسطاً ہر مہینے میں دس روزے رکھے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائی جائے۔۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر مہینے کے تین نفلی روزے اور رمضان تا رمضان یہ (اجر وثواب کے لحاظ سے) ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے (لہٰذا جو صوم دہر کا ثواب حاصل کرنا چاہے وہ اس کو اپنا معمول بنالے) اور یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے بارے میں میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے کہ وہ صفائی کردے گا اس سے پہلے سال کی اور بعد کے سال کی برائیاں (یعنی اس کی برکت سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کی گندگیاں دُھل جائیں گی) اور یوم عاشورہ (۱۰ محرم) کے روزے کے بارے میں میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ وہ صفائی کردے گا اس سے پہلے سال کی۔۔

(صحیح مسلم)

ایک شخص نے بے ڈھنگے طریقے سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نا گواری ہوئی۔حضرت عمرؓ نے ادب اور ڈھنگ کے ساتھ سوالات کئے اور بالترتیب تمام روزں کے احکام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم کئے۔ **فجزاہ اللہُ خیرًا۔**

یہ تو معلوم ہو گیا کہ یوم عرفہ کا روزہ گذشتہ سال اور آئندہ سال کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ یہ غیر حاجیوں کے لئے ہے۔ حاجیوں کے لئے تو وقوف میدان عرفات جو سب سے بڑا رکن ہے جس میں وہ مشغول ہوتے ہیں روزہ رکھنے سے دشواری ہوتی ہے اسلئے ایک حدیث میں ممانعت بھی وارد ہوئی ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حج میں ناقہ پر بیٹھے ہوئے سب کو دکھا کر دودھ نوش فرمایا تا کہ معلوم ہو جائے کہ آپ روزے سے نہیں ہیں۔

جن دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے:

۳) **عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ ﷺ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ** (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے یوم الفطر کے روزے سے اور قربانی کے دن کے روزہ رکھنے سے۔

عَنْ نُبَیْشَةَ الْھُذَلِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ اَکْلٍ وَشُرْبٍ وَذِکْرِ اللہِ (رواہ مسلم)

ترجمہ: نُبَیْشَہ ہُذَلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایام تشریق

(۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) کھانے پینے کےاوراللہ کی یاد کے دن ہیں۔۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ، حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حضرت عمر بن الخطاب ؓ کی مندرجہ بالا حدیثوں میں یوم الفطر اور یوم النحر کے دنوں میں روزہ رکھنے کی صریح ممانعت فرمائی گئی ہے، اور حضرت عمر ؓ کے ارشاد میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یوم الفطر کا روزہ تو اس لئے منع ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے رمضان کے بعد فطر کا دن یعنی روزہ نہ رکھنے اور کھانے پینے کا دن قرار دیا ہے اس لئے اس دن روزہ رکھنے میں منشاءِ الٰہی کی مخالفت ہے۔ اور یوم النحر کا روزہ اس لئے منع ہے کہ وہ قربانی کا گوشت کھانے کا دن ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اس دن جو قربانیاں اللہ تعالیٰ کے لئے کی جائیں اس کے بندے ان قربانیوں کا گوشت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کی ضیافت سمجھ کر اور اس کے در کے فقیر بن کر شکر کے ساتھ کھائیں، اور وہ بندہ بلاشبہ بڑا متکبر اور کافرِ نعمت ہے جو اللہ کی عام ضیافت کے دن دانستہ روزہ رکھ لے، اور چونکہ ذوالحجہ کی گیارہویں اور بارہویں بھی قربانی کے دن ہیں، اس لئے ان کا بھی حکم یہی ہوگا۔۔ اور نُبَیْشَۃَ ہُذَلِیؓ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پورے ایّام تشریق کو کھانے پینے کے، یعنی اللہ تعالیٰ کی ضیافت کے دن فرمایا ہے جس میں ذوالحجہ بھی شامل ہے، اس لئے ۱۰ ذوالحجہ سے ۱۳ ذوالحجہ تک چار دن اور عیدالفطر کا دن (کل پانچ دن) روزہ رکھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اب ان دنوں میں روزہ رکھنا عبادت نہیں بلکہ معصیت ہوگا۔

چوں طمع خواہد زمن سُلطانِ دیں

خاک برفرقِ قناعت بعدازیں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عشرہ کی قدر کرتے ہوئے گناہوں سے بچ کر شریعت کے مطابق عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۸) قربانی کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَآؤُھَا وَ لٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ۝۳۷ (سورۃ الحج-۳۷)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اس احسان پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو قربانی کی صحیح راہ بتائی اور آپ

مخلصین کوخوش خبری سنا دیجئے۔

سورۂ حج کی آیت اوراس کا ترجمہ آپ نے سن لیااس میں قربانی کی حقیقت اوراس کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی جانورکو ذبح کر کے محض گوشت کھانے کھلانے یااس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں کر سکتے نہ یہ گوشت اورخون اُٹھ کراس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے اُس کے یہاں توتمہارے دل کا تقویٰ اور ادب پہنچتا ہے کہ کیسی خوش دلی اور جوش محبت کے ساتھ ایک قیمتی اورنفیس چیز اُس کی اجازت سے اُس کے نام پراُس کے بیت میں (جو حاجی ہیں)اور جوغیر حاجی ہیں اپنے اپنے مقام پرقربانی کرتے ہیں۔گویااس قربانی کے ذریعہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم خودبھی تیری راہ میں اس طرح قربان ہونے کیلئے تیار ہیں۔بس یہ ہی وہ تقویٰ ہے جس کا ذکر وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ○ (اور جوشعائر اللہ کی تعظیم کرے سویقیناًیہ دل کا تقویٰ ہے)میں کیا گیا تھا۔

الحمدللہ رؤیت ہلال سے ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوگیا ہے۔اس مہینے کی دس تاریخ کوحجاج کرام مکہ میں حج کرتے ہیں اورتمام دنیا کے مسلمان عیدالاضحیٰ مناتے ہیں۔اضحاۃ کا معنی قربانی کا جانور ہےاس کی جمع اضحیٰ ہے۔عیدالاضحیٰ سے مرادقربانی کی عید ہے۔شریعت نے مسلمانوں کیلئے صرف دو ہی عیدیں مقرر کی ہیں، ایک عیدالفطر جورمضان کا مہینہ ختم ہونے کے بعد یکم شوال کوآتی ہے اور دوسری یہ عید عیدالاضحیٰ۔کچھ لوگ عیدالضُحیٰ کہتے ہیں یہ تلفظ غلط ہے صحیح تلفظ عیدالاضحیٰ ہے۔

قربانی سنتِ حضرت ابرہیمؑ ہے:

۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَام قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ (رواہُ احمد وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت زید ابن ارقمؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ ابرہیمؑ کا طریقہ ہے (یعنی ان کی سنت) ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! پھر اس میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا (گائے اور بکری کی قربانی کرنے میں کہ جن کے بال ہوتے ہیں) ہر بال کے بدلہ نیکی ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ صوف (یعنی دنبہ، بھیڑ اور اونٹ کے اون اور اس کے بدلہ کیا ثواب ملتا ہے؟) فرمایا اون کے ہر بال کے بدلہ میں بھی ایک نیکی ہے۔

قربانی ایک عظیم یادگار ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے عظیم امتحان میں بڑی کامیابی کی یاد کے لئے بطور عبادت مسلمان کرتے ہیں، اصل بنیاد قربانی کی یہی ہے۔ابرہیمؑ کی قوم اور ان کے باپ بت پرست تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے شروع سے حضرت ابرہیمؑ کو صحیح دین کی رہنمائی کی تھی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (سورۃ الانبیاء۔۵۱)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے دی تھی ابرہیمؑ کواسکی ہدایت اس سے بھی پہلے اور ہم تھے اس کو خوب جاننے والے۔

حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بیٹے اسمٰعیلؑ کے اولاد میں سے ہیں۔حضرت ابرہیمؑ نے قوم کواور اپنے باپ کو بت پرستی کا گمراہی ہونا زبانی طور پر سمجھایا اور پھر عملی طور پر ثابت کرنے کیلئے سارے بتوں کوتوڑ دیا سوائے ایک بڑے بت کے۔قوم کا غصہ بھڑکا توانہوں نے آگ کا الاؤ تیار کر کے اس میں ڈالا تو آگ اللہ کے حکم سے گلزار بن گئی یہ تفصیل ان شاء اللہ کسی اور خطبہ میں آئیگی۔

آپؑ کے باپ نے کہا تو یہاں سے چلا جاورنہ میں تجھے سنگسار کردونگا۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میں اپنے رب کی طرف جا تا ہوں وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا اس کے بعد کیا ہوا سورۂ صافات کی آیتیں اس کو تفصیل سے بیان کرتی ہیں۔

وَ قَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰى فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی

الْمُحْسِنِيْنَ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴿۱۰۷﴾
وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِيْنَ﴿۱۱۰﴾ (سورہ الصّٰفّٰت ۹۹۔۱۱۰)

ترجمہ: اور ابرہیمؑ نے کہا میں اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں یعنی ہجرت کر کے۔ وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔اے میرے رب! مجھ کو کوئی سعادت مند فرزند عطا فرما۔لہٰذا ہم نے اس کو ایک حلیم الطبع لڑکے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ ابراہیمؑ کے ساتھ دوڑنے یعنی چلنے پھرنے اور ہاتھ بٹھانے لگا تو ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں سوتو بھی غور کرلے کہ تیری کیا رائے ہے؟ لڑکے نے کہا کہ اے میرے باپ! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے کرڈالئے ان شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پھر جب باپ بیٹے حکم کی بجا آوری پر تیار ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرادیا (اور اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلائی)۔اور ہم نے ابراہیمؑ کو یہ کہہ کر پکارا کے اے ابراہیمؑ تو نے اپنے خواب کو پوری طرح سچ کر کے دکھایا۔ہم نیکوکاروں کو یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں بلاشبہ یہ کام تھا بھی ایک کُھلا ہوا امتحان۔اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس لڑکے کے فدیہ میں دیا۔اور ہم نے پیچھے آنے والے لوگوں میں ابراہیمؑ کیلئے یہ بات رہنے دی۔ کہ ابراہیمؑ پر سلام ہو۔یعنی ہمیشہ سلام بھیجا جاتا رہے۔ہم نیک روش اختیار کرنے والوں کا ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ جب اپنے وطن سے نکلے ان کے ساتھ ان کی بیوی بی بی سارہ اور بھتیجے لوطؑ تھے۔ راستہ میں ایک ظالم بادشاہ نے بی بی سارہ پر دست درازی کرنے کی کوشش کی مگران کی کرامت دیکھ کر اپنی بیٹی ہاجرہ کو ان کی خدمت کے لئے دے دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے ہاجرہ سے شادی کی اور آپ نے جو دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے ایک صالح بیٹا عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سن کر آپ کو اسمٰعیلؑ عطا فرمایا۔ اُس وقت آپ ملک شام میں تھے پھر آپ کو حکم ہوا کہ اس بیوی اور بچے کو لے جا کر جہاں اب مکہ آباد ہے وہاں چھوڑ کر آئیں۔ اس وقت مکہ ریگستان اور غیر آباد جگہ تھی حتیٰ کہ پانی تک نہیں تھا جس کا ذکر سورۂ ابرہیم میں اس طرح آیا ہے۔

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (سورۃ الابرہیم۔ ۳۷)

ترجمہ: اے ہمارے رب! میں اپنی اولاد میں سے بعض اولاد کو ایک بے زراعت میدان میں تیرے محترم گھر کے پاس آباد کر رہا ہوں تاکہ اے ہمارے رب! یہ لوگ نماز کی پابندی رکھیں اور جن کو میں بسا رہا ہوں تو اس کی طرف کچھ لوگوں کے قلوب کو مائل کردے اور ان کو کھانے کیلئے پھل عطا کرتا کہ وہ تیرا شکر کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی ھاجرہ اور اپنے شیر خوار بیٹے اسمٰعیل کو

لے کر حضرت جبرائیلؑ کی رہنمائی میں اس مقام پر پہنچے جہاں مکہ آباد ہے۔ نہ یہاں کوئی آبادی تھی اور نہ کوئی کھانے پینے کی چیزیں ملتی تھیں۔ آپؑ جب نکلے تو ھاجرہ نے پوچھا کہ کہاں چھوڑ کر جا رہے ہو۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ کا یہی حکم ہے تو اس اللہ کی بندی نے کہا کہ اگر اللہ کا حکم ہے تو اللہ ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے جو دعا کی اس کی بدولت وہاں ایک بستی آباد ہو گئی۔ حضرت ابرہیمؑ اپنی بیوی سارہ کے ساتھ شام میں رہے اور وقتاً فوقتاً آپ مکہ جا کر ھاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو دیکھ کر آتے تھے۔ اسمٰعیلؑ جب باپ کے ساتھ قوت بازو بن کر سہارا بننے کی عمر کو پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو خواب میں دکھایا کہ وہ اسمٰعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اسمٰعیلؑ بالغ ہو گئے تھے۔ مسلسل تین رات آپ نے خواب دیکھا۔ چونکہ انبیائے کرامؑ کا خواب اللہ کا حکم ہوتا ہے تو انہوں نے یقین کر لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے کہ اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ سے پوچھا کہ میں خواب میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تمہاری کیا رائے ہے؟ آپؑ نے بیٹے کو یہ بات بتانا ضروری سمجھی تا کہ وہ اس آزمائش کے لئے آمادہ رہے۔ چونکہ خلیل اللہ کے بیٹے تھے کہا کہ ابا جان جس بات کا حکم ہوا ہے اسے کر گزریئے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ فَلَمَّآ اَسۡلَمَا یعنی دونوں باپ بیٹے ہمارے حکم کے آگے جھک گئے۔ باپ ذبح کرنے کے لئے بیٹا ذبح ہونے کیلئے۔ یہاں اسلام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو اس واقعہ سے اس کا صحیح مفہوم

واضح ہوتا ہے یعنی اپنے آپ کو پوری طرح حکم خدا کے آگے سرنڈر (Surrender) کر دینا۔ آگے کیا ہوا اس کا جواب مذکور نہیں ہے کیونکہ الفاظ اس کی کیفیت کو بیان نہیں کر سکتے۔

جب حضرت ابرہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کیلئے نکلے تو راستہ میں شیطان نے تین مرتبہ آپ کو بہکانے کی کوشش کی تو آپ نے سات کنکریاں مار کر بھگایا۔ آج تک منیٰ کے تین جمرات پر کنکریاں مارنا اسی محبوب عمل کی یادگار ہے۔ اسمٰعیلؑ نے اپنے والد سے کہا ابا جان مجھے اچھی طرح باندھ لیجئے اور اپنے کپڑوں کو میرے خون سے بچایئے آپ کے کپڑوں پر میرا خون دیکھ کر میری والدہ کو غم ہوگا اور چھری تیز کر لیجئے اور جلدی سے میرے حلق پر چلایئے تاکہ آسانی سے دم نکلے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ بیٹے تم اللہ کا حکم پورا کرنے میں میرے کتنے اچھے مددگار ہو۔ انہوں نے بیٹے کو بوسہ دیا اور انہیں پیشانی کے بل لٹا دیا اور چھری چلانا شروع کی بار بار چلانے کے باوجود بھی گلا کٹتا نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیتل کا ٹکڑا بیچ میں حائل کر دیا تھا۔ اور اللہ کی طرف سے آواز آئی اے ابراہیمؑ! تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اب آزمائش پوری ہوگئی اب انہیں چھوڑ دو۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ آواز سن کر اوپر کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیلؑ ایک مینڈھا لئے کھڑے تھے۔ یہ وہی مینڈھا تھا جس کی قربانی آدمؑ کے بیٹے ہابل نے پیش کی تھی۔ بہرحال یہ جنتی مینڈھا ابراہیمؑ کو عطا ہوا اور انہوں نے اللہ کے حکم سے ذبح کیا اسلئے اسے

بِذِبحٍ عَظِیم (بڑی قربانی) کہا گیا۔ چونکہ یہ اللہ کی طرف سے آیا تھا اس کے مقبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہی قربانی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر واجب قرار دی گئی۔ یہ ہے قربانی کی حقیقت کہ اپنی ساری پیاری چیزیں اللہ کے راہ میں قربان کر دینا۔ ابراہیمؑ کو آگ کے الاؤ میں ڈالا جا رہا تھا تو وہ بالکل مطمئن تھے کہ بچانے والی ذات اللہ کی ہے۔ ؎

آج بھی ہو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اپنی جان کی قربانی کے بعد اپنی بیوی اور شیر خوار بچے کو لے جا کر جنگل بیاباں میں چھوڑ کر آ گئے یہ بھی بڑی قربانی تھی۔ اب یہ حکم ہوا جو اکلوتا بیٹا باپ کے دستِ بازو بننے کے قابل ہو گیا تھا اسے ذبح کرو، کیا دل پر گزری ہوگی! کیونکہ آپ کے دل میں اللہ کی محبت غالب تھی بغیر پس و پیش کے یہ کام کر گزرے۔ قرآن میں جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اسلما دونوں باپ بیٹے ہمارے حکم کے آگے جھک گئے، یہاں سے اسلام کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اسلام کے معنی تو اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں لیکن اسکا مفہوم کسی لفظ میں ادا کیا جا سکتا ہے تو وہ قربانی ہے۔ بندے کو ایمان لا کر اپنی ساری چیزیں اللہ کی راہ میں قربان کرنا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی قربانی یہی سبق سکھاتی ہے اور قربانی کر کے ہمیں یہی سبق سیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قربانی کا سبق سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۹) قربانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ و تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْکَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ② اِنَّ شَانِئَكَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ③ (سورۃ الکوثر)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو کوثر یعنی خیر کثیر عطا کیا۔ سو آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے۔ یقیناً جو آپ کا دشمن ہے وہی بے نام و نشان رہے گا۔

خلاصۂ تفسیر میں حضرت تھانویؒ نے فرمایا ہے ہم نے آپ کو کوثر (جنت کی

ایک نہر ہے اور میدان حشر میں حوض کوثر عطا فرمایا ہے اور ہر خیر کثیر اس میں شامل ہے جس میں دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی شامل ہے دنیا میں دین اسلام کی بقاء و ترقی اور آخرت میں جنت کے درجات عالیہ سب داخل ہیں سو (ان نعمتوں کے شکر میں) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیئے (کیونکہ سب سے بڑی نعمت کے شکر میں سب سے بڑی عبادت چاہیئے اور وہ نماز ہے) اور (تکمیل شکر کے لئے جسمانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت یعنی اُسی کے نام کی) قربانی کیجئے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبزادے قاسم یا ابراہیم کا بچپن میں انتقال ہو گیا تو کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ابتر یعنی جس کی نسل قطع ہوگئی کہہ کر طعنہ دیا کرتے تھے اس لئے ''اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ'' (یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان رہے گا) کہہ کر اس طعنہ کا جواب دیا گیا ہے۔

۱) بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَ اَظْهُرِنا فی المسجد اِذ اُغفی اغفائۃً ثُم رَفَعَ رَائسَہٗ مَتبسّمًا قُلْنَا مَا اضحك یارَسُولَ اللہِ قَالَ لَقَدْ اُنْزِلتْ عَلَیّ اٰنفًا سورۃٌ فَقَرَاء بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم انّا اعطینٰك الکوثر ثُم قَالَ اَتَدرُون مَا الکَوْثرَ قُلنا اللہُ ورسولُہٗ اَعَلم قَالَ فَانّہٗ نہرٌ وَعدَنِیہ ربیّ عَزَّ وَجَلَّ علیہ خیرٌ کثیرٌ و ھُوحَوْضٌ تَرِدُ علیہ اُمتّیِ یومَ القِیامۃِ اٰنیتہ عددُ نجومٍ فی السمّاءِ فَیخْتَلِجَ العَبدُ مِنھم فَاَقُول ربّ اِنّہٗ مِنْ اُمتّی فیقُولُ اِنّك لَا تَدْرِی مَا اَحدَثَ بَعْدَكَ

(مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے ایک روز اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اچانک آپ پر نیند کی کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے ہنستے ہوئے سر مبارک اٹھایا پھر ہم نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو آپ ﷺ نے بسم اللہ کے ساتھ سورۂ کوثر پڑھی پھر آپ ﷺ نے پوچھا جانتے ہو کوثر کیا ہے تو ہم نے کہا اللہ اور رسول ہی بہتر جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جنت میں ایک نہر ہے جسکا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا جو خیر کثیر ہے پھر اور ایک حوض ہے جس سے میری امت قیامت کے دن پانی پینے آئے گی اسکے برتن آسمان کے ستاروں کے تعداد میں ہونگے اسوقت بعض لوگوں کو فرشتے حوض سے ہٹا دینگے تو میں کہونگا اے میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا نیا دین ایجاد کیا۔ نہر کوثر جنت میں ہوگی وہاں سے دو پرنالوں کے ذریعہ سے حوض جو میدان حشر میں ہوگا اُس کو بھرا جائیگا۔ اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا جو ایک مرتبہ پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

قربانی کی شرعی حیثیت:

حنفی مسلک میں قربانی کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے جو غنی (مالدار و مستطیع) ہو اور مقیم ہو (یعنی سفر شرعی کی حالت میں نہ ہو) اور غنی سے مراد وہ شخص ہے جو نصاب کا مالک ہو اگرچہ نصاب نامی نہ ہو۔ امام شافعیؒ (اور قول مشہور کے مطابق امام مالکؒ) کے نزدیک قربانی سنت موکّدہ ہے۔ امام احمدؒ کے مسلک میں بھی مشہور و مختار یہی

ہے۔(اور سنّت مؤکّدہ ہونے کا قول امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی طرف بھی منسوب ہے)۔

ائمہ احناف کی پہلی دلیل قرآن کریم کی آیت۔ **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَر** (اپنے رب کی نماز پڑھیئے اور اسی کیلئے قربانی کیجئے)۔ یہاں جو صیغہ ہے وہ امر کا ہے اور امر وجوب کیلئے آتا ہے لٰہذا قربانی واجب ہے۔

۲) **عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَ قَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّي أَوْ نُصَلِّي فَلْيَذْبَحْ أُخْرٰى مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللهِ** (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت جندبؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقرعید کے روز نماز اور خطبہ ارشاد فرمایا پھر (قربانی کا جانور) ذبح کیا اور فرمایا کہ جو شخص قبل اس کے کہ ہم نماز پڑھیں، ذبح کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے بدلہ میں دوسرا جانور ذبح کرے اور جس شخص نے (نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ (نماز کے بعد قربانی کا جانور) اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کرے۔

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب ہے۔

۳) **عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّي** (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال

قیام فرما رہے اور (ہر سال قربانی) کرتے تھے۔

اللہ کے رسول کا اہتمام اور استمرار عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ قربانی واجب ہے۔

عن اَبی ھُریرۃ رضی اللہ عنہ قاَل رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کَان لہٗ سَعۃً وَلم یُضحّ فَلاَ یَقرِبنّ مُصّلانا

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو قربانی کی وسعت ہو اس کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ ہی نہ آئے۔

قربانی کی عظیم فضیلت :

۴) عَنۡ عَائِشَۃَ قَالتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عَمِلَ ابۡنُ اٰدَمَ مِنۡ عَمَلٍ یَّوۡمَ النَّحۡرِ اَحَبَّ اِلَی اللہِ مِنۡ اِھۡرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاتِیۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ بِقُرُوۡنِہَا وَاَشۡعَارِھَا وَاَظۡلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللہِ بِمَکَانٍ قَبۡلَ اَنۡ یَّقَعَ بِالۡاَرۡضِ فَطِیۡبُوۡا بِھَا نَفۡسًا رَوَاہُ التِّرۡمِذِیُّ وَابۡنُ مَاجَۃ

ترجمہ: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نحر یعنی قربانی کے دن ابنِ آدم کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اللہ کے نزدیک (جانور کا) خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ (قربانی میں ذبح کیا گیا جانور) قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیگا، اور قربانی کا خون (ذبح کے وقت)

زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کے یہاں بارگاہ قبولیت میں پہنچ جاتا ہے۔لہٰذا پوری خوش دلی سے قربانی کرو۔

کوئی عمل ایسا نہیں سے مراد زین العربؒ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ بقرعید کے دن کی عبادتوں میں افضل عبادت قربانی کے جانور کا ذبح کرنا اُس کا خون بہانا ہے۔اور کُھروں کے ساتھ آئیگا سے مراد قربانی میں ذبح کیا جانے والا جانور قیامت کے دن بغیر کسی نقص اور کمی کے ٹھیک اسی حالت میں آئے گا جس حالت میں دنیا میں ذبح کرنے سے پہلے تھا،تاکہ اُس کے اعضاء و اجزاء میں سے ایک ایک چیز یہاں تک کے کُھر بھی (میزان عمل کو بھاری کر کے) قربانی کرنے والے کو پورا پورا اجر دلوائے اور پُل صراط پر اس کی اچھی سواری بن کر جنت تک پہنچا دے۔اور اپنے آپ کو خوش کرو سے مراد جب یہ معلوم ہو گیا کہ قربانی کی فضیلت کیسی عظیم ہے اور اس کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ کتنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے تو اب چاہئے کہ تمہارے طبائع قربانی کے عمل سے خوش اور مطمئن ہوں نہ کہ بوجھ اور ناگواری محسوس کریں۔

۵) عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ

مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح کے دن (یعنی عید قربان کے دن) دو دنبے جو سنگ دار، ابلق اور خصی تھے ذبح کرنے چاہے تو ان کو قبلہ رخ کیا اور یہ پڑھا ''اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ'' یعنی میں اپنا منہ اس ذات کی طرف متوجہ کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس حال میں کہ میں دین ابرہیمؑ پر ہوں جو توحید کو ماننے والے تھے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، بلاشبہ میری نماز، میری تمام عبادتیں، میری زندگی اور میری موت (سب کچھ) اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ قربانی تیری عطاء سے ہے اور خالص تیری ہی رضا کے لئے ہے تو اس کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی امت کی جانب سے قبول فرما ساتھ نام اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم میں جو لوگ صاحب نصاب ہیں ان کو قربانی کی حقیقت پیش نظر رکھتے ہوئے یہ عمل انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۰) قربانی کے مسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣ (سورۃ الکوثر)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو کوثر یعنی خیر کثیر عطا کیا۔ سو آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے۔ یقیناً جو آپ کا دشمن ہے وہی بے نام و نشان رہے گا۔

گذشتہ جمعہ آپ کے سامنے یہ بات پیش کی گئی تھی کہ قربانی ہر اُس شخص پر

ہر سال واجب ہے یعنی جو ان تین دنوں کے اندر صاحب نصاب ہے اس کو ضرور قربانی کرنا چاہئے۔آج آپ کے سامنے قربانی کے جو مسائل ہیں پیش کئے جائینگے۔

قربانی عید کے نماز کے بعد کی جائے:

۱) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ نُصَلِّيَ فَاِنَّمَا هُوَ شَاةُ لَحْمٍ عَجَّلَهُ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت براءؓ راوی ہیں کہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوم النحر میں (یعنی بقرعید کے دن) ہمارے سامنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اس دن سب سے پہلا کام جو ہمیں کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم (عید الاضحیٰ کی) نماز پڑھیں پھر گھر واپس جائیں اور قربانی کریں، لہٰذا جس شخص نے اس طرح عمل کیا (کہ قربانی سے پہلے نماز و خطبہ سے فراغت حاصل کر لی) اس نے ہماری سنت کو اختیار کیا اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ قربانی نہیں ہے بلکہ وہ گوشت والی بکری ہے جسے اس نے اپنے گھر والوں کیلئے جلدی ذبح کر لیا ہے۔

دیہاتوں میں جہاں جمعہ اور عیدین نہیں پڑھی جاتیں صبح کی نماز کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔شہروں میں کسی بھی ایک مقام پر عید کی نماز ہو جائے تو قربانی کی جاسکتی ہے خود قربانی کرنے والے کا نماز پڑھ کے ذبح کرنا ضروری نہیں۔

قربانی کے دن:

۲) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ الْاَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى (رَوَاهُ مَالِكٌ وَ قَالَ بَلَغَنِيْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مِّثْلُهُ)

ترجمہ: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا کہ بقرعید کے دن کے بعد دو دن اور بھی قربانی کے دن ہیں۔ اس روایت کو مالکؒ نے نقل کیا اور کہا: حضرت علیؓ بن ابوطالب سے اسی طرح کی روایت مجھے پہنچی ہے۔

جمہور کے نزدیک عید کے دن کے بعد صرف دو دن گیارہ اور بارہ ذوالحجہ تک قربانی جائز ہے۔

قربانی کے جانور:

۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّاْنِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: (قربانی میں) وہی جانور ذبح کرو جو مُسِنَّہ ہو الاّ یہ کہ تم (مُسِنَّہ) نہ پاؤ، تو پھر (دنبہ یا بھیڑ میں سے) جَذعہ ذبح کرلو۔

جن جانوروں کی قربانی جائز ہے وہ تین طرح کے ہیں۔(۱) اونٹ اور اونٹنی (۲) بیل اور گائے۔ بھینس (نر و مادہ) بھی گائے کے حکم میں ہیں (۳) بکری، بکرا، اور دُنبہ و بھیڑ۔

اونٹ پانچ سال کا، گائے بیل بھینس دو سال کے، بکری بھیڑ اور دُنبہ ایک سال مسنہ کہلاتے ہیں۔ جذعہ بھیڑ اور دُنبہ کا وہ بچہ ہوتا ہے جس کی عمر ایک سال سے کم چھ ماہ سے زیادہ ہو۔ لیکن اتنا فربہ ہوتا ہے کہ ایک سال کے برابر معلوم ہوتا ہے۔

بڑے جانور میں سات آدمی کی شرکت:

۴) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (قربانی کے لئے) ایک گائے اور ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

بڑے جانور میں سات سے کم ہوں تو سب کی قربانی ہو جائے گی اور سات سے ایک بھی زیادہ ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔

عیب دار جانور کی قربانی درست نہیں ہے:

۵) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابِلَةٍ وَلَا مُدَابِرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانور کے) آنکھ اور کان کو خوب اچھی طرح دیکھ لیں (کہ کوئی ایسا عیب اور نقصان نہ ہو جس کی وجہ سے قربانی درست نہ ہو اور یہ حکم بھی دیا ہے کہ) ہم اس جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے یا پچھلی طرف سے کٹا ہوا

ہو اور نہ اس جانور کی جس کے کان لمبائی میں چرے ہوئے اور گولائی میں پھٹے ہوئے ہوں۔

احناف کا جو مسلک ہے اس میں یہ ہے کہ ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں جس کا کان ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹا ہوا ہو اور جس کے کان پیدائشی نہ ہوں اس کی بھی جائز نہیں۔ اسی طرح دُم یا ناک اگر تہائی یا اس سے زیادہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے اندھے کانے جانور کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح ایک تہائی یا اس سے زیادہ روشنی چلی گئی ہو اس کی بھی جائز نہیں ہے۔ جس جانور کے تھن خشک ہو گئے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں ہے ایسے جانور کی بھی جائز نہیں جس کی ہڈیوں میں گودا اور مغز نہ رہا ہو ایسے لنگڑے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں جو قربان گاہ تک نہیں جا سکتا ہو اور نہ ایسے بیمار کی جائز ہے جو گھاس نہیں کھا سکتا ہو نجاست خور جانور کی قربانی بھی جائز نہیں۔

قربانی کا طریقہ:

۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَهُمَا بِیَدِهٖ وَسَمّٰی وَ کَبَّرَ قَالَ رَاَیْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰی صِفَاحِهِمَا وَیَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے دو دنبے (مینڈھے) اپنے ہاتھ سے ذبح کئے، جو ابلق یعنی چکبترے تھے

اور (لمبے) سینگوں والے تھے (یا یہ کہ صحیح سالم سینگوں والے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ذبح کرتے وقت) بسم اللہ اور تکبیر کہی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (گردن پہ چھری پھیرتے وقت) اپنا پیر اُن (دنبوں) کی کوکھ پر یا جبڑے پر رکھے ہوئے تھے اور بسم اللہ و اللہ اکبر پڑھ رہے تھے۔

قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اگر خود نہ کر سکے تو دوسرے سے ذبح کرائے، جانور پیاسہ نہ ہو، قبلہ رخ لٹائے اور یہ آیت پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○

ترجمہ: میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر، اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کیلئے ہے جو پالنے والا سارے جہاں کا ہے۔ اس کیلئے کوئی شریک نہیں اور میں اسی کا حکم کیا گیا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ (اے اللہ! یہ تیری عطا سے ہے اور تیری بارگاہ میں پیش کر رہا ہوں)

پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

ترجمہ: اے اللہ! اس قربانی کو مجھ سے قبول فرما جیسے کہ آپ نے قبول کیا اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اور اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ سے۔

قربانی کا گوشت بہتر ہے کہ ایک تہائی اپنے گھر کے لئے رکھ لے ایک تہائی رشتہ داروں کو دے اور ایک تہائی غریبوں کو دیدے۔ جانور کی کھال خود استعمال کرسکتا ہے اگر فروخت کیا تو فقراء اور مساکین میں صدقہ کردے۔

قربانی کے مسائل مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۱) خطبۂ عید (۱)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۱ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ۲ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۳ (سورۃ الکوثر)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

۱) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَا ھٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَدْ أَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا مِنْھُمَا یَوْمَ الْأَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ (ابوداود)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے دو دن مقرر کر رکھے تھے جن میں وہ لہولعب کرتے (اور خوشیاں مناتے) تھے، آپ نے (یہ دیکھ کر) پوچھا کہ: یہ دو دن کیسے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان دونوں دنوں میں ہم زمانۂ جاہلیت میں کھیلا کودا کرتے تھے۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دونوں دنوں کے بدلے ان سے بہتر دو دن مقرر کر دیئے ہیں وہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن ہیں۔

اسلام سے پہلے اہل مدینہ سال میں خوشی کے دو دن منایا کرتے تھے ایک دن کا نام نوروز تھا دوسرے کا مہرجان تھا۔ یہ فارس والوں کے ہاں عید اور خوشی منانے کے ایام تھے جس میں ہوا معتدل اور موسم خوشگوار ہوتا تھا۔ فارسیوں کے یہ ایام عرب میں بھی آگئے اور انہوں نے بھی اس کو بطور عید منانا شروع کر دیا جیسے آج کل ایران، عراق اور شام وغیرہ بعض ممالک میں اس کا رواج موجود ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مدینہ سے اس کی حقیقت کو جاننا چاہا تو انہوں نے صاف بتلا دیا اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ اب اللہ تعالی نے اس کے بدلے میں تم کو دو الگ دن خوشی منانے کے لئے دیدیئے ہیں ایک عید الفطر کا دن ہے اور دوسرا عید الاضحیٰ ہے۔ اب کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ غیر مسلموں کی عیدوں

(ہولی، دیوالی، پنچمی، کرسمس وغیرہ) میں شرکت کرے یا ان کو تحفہ دے یا ان کو مبارکباد پیش کرے کیوں کہ اس سے غیر مسلموں کے تہوار کی تعظیم ہو جائے گی جو حرام ہے بلکہ کفر کا خطرہ ہے کیونکہ اگر کوئی مسلمان کافروں کے تہوار میں بطور تعظیم شریک ہوا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر صرف کھیل کود کے طور پر شریک ہوتا ہے تو پھر بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس سے کافروں سے مشابہت آتی ہے۔ فتاویٰ ذخیرہ میں لکھا ہے کہ جو شخص ہولی اور دیوالی دیکھنے کے لئے بطور خاص نکلتا ہے وہ حدود کفر کے قریب ہو جاتا ہے۔ نوادر الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ جو شخص غیر مسلموں کی رسومات کو اچھا سمجھتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ عاشورہ کے دن خوشی کرنا خوارج سے مشابہت ہوتی ہے اور غم کرنے سے روافض سے مشابہت ہوتی ہے۔ ان دونوں سے بچیں۔ مسلمانوں نے جہالت کے بنیاد پر محرم، گیارہویں، رجب کے کنڈے اور عید میلاد جیسی عیدیں منانا شروع کیا ہے جن کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔ ؎

درِ فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
مریضانِ گناہ کو دو خبر فیضِ محمد کی
بلا قیمت دوا ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

دنیا میں کوئی قوم اور کوئی انسانی معاشرہ ایسا نہیں جس میں کسی خاص دن یا کچھ خاص دنوں کو تہوار کے طور پر منانے کا رواج اور تصور نہ ہو۔ ہر قوم نے اپنی

مذہبی یا تاریخی یا تہذیبی وثقافتی روایات کے تحت کچھ دن تہوار کے لئے مقرر کرر کھے ہیں جن میں اُس قوم کے لوگ مخصوص مذہبی وثقافتی رسوم ادا کرنے کے علاوہ مختلف طریقوں سے جشن مناتے اور مسرت وخوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ تہوار کے تصورورواج کی یہ ہمہ گیری اور قدامت اس بات کی عکاس ہے کہ اس کی بنیاد میں انسانی فطرت کا تقاضا بھی شامل ہے۔ اسلام نے بھی ایسے دودن مقرر کئے ہیں جن کو مذہبی وملی تہوار کی حیثیت دی گئی ہے۔ ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ۔ یہ دونوں عیدیں اسلام کی اعلیٰ واحسن تعلیمات کے تحت تقدس وپاکیزگی کا خاص حسن و امتیاز رکھتی ہیں۔ اوران کی بنیاد میں انسانی فطرت سلیمہ کی اُس تسکین کا عنصر شامل ہے جو قلبی فرحت وانبساط سے عبارت ہے اور جو خالق کائنات کی رضا وخوشنودی چاہنے میں ملتی ہے۔ درحقیقت عید الفطر کا دن مسلمانوں کے لئے اگر ایک طرف اس طبعی خوشی ومسرت کے اظہار کا دن ہے جو رمضان میں مسلسل ایک مہینہ روزہ رکھنے کی مشقت سے فارغ ہوجانے اور فقراء ومساکین کو صدقۂ فطر کی صورت میں مالی مدد میسر آنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف عقلی طور پر اُن کے خوش ہونے کا یہ دن اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرض عبادت کے ادا کرنے میں اُن کو توفیق ونصرت عطا فرمائی جس سے یہ امید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس عبادت کو ضرور قبول فرمائے گا اور ہر طرح کی برائیوں سے پاک کر کے اُن کو اور اُن کے اہل وعیال کو دنیا کی پاکیزہ زندگی اور آخرت کی دائمی خوشی وکامیابی عطا

فرمائے گا۔عید الاضحیٰ کا دن مسلمانوں کے لئے اس وجہ سے خاص دن کی اہمیت رکھتا ہے کہ ان کو اپنے جدِّ اعظم سیّدنا ابراہیم خلیل اللہؑ کی عظیم یادگار قربانی کی جذبۂ عبودیت کو تازہ کرنے اور اس کے ذریعہ اپنے خالق و پروردگار کے لئے انتہائی درجہ کی حوالگی اور فدائیت کا نذرانہ پیش کرنے کی طمانیت حاصل ہوتی ہے، اور اس وجہ سے بھی کہ اُن کو حاجیوں کی مشابہت حاصل ہوتی ہے جو کرۂ ارض کے ہر گوشے اور ہر خطّے سے لاکھوں کی تعداد میں دیارِ مقدس میں جمع ہوتے ہیں اور حج جیسی عظیم عبادت سے بہرہ ور ہو کر حق تعالیٰ کی طرف سے گناہوں کی مغفرت و معافی اور نارِ جہنم سے خلاصی کا پروانہ پاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ عید الفطر اور عید الضحیٰ اُن رسمی تہواروں کی طرح نہیں ہیں جن میں بنیادی طور پر اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ وہ لذّت و تفریح اور نفسانی لطف اندوزی کا سامان فراہم کریں اور لہو ولعب میں مشغول رکھیں۔ بلکہ ان اسلامی تہواروں کی بنیادی حیثیت یہ ہے کہ اسلام کے ماننے والوں کو ان کی دینی وملّی ذمہ داریاں یاددلائی جائیں، پروردگار کی عبادت و بندگی اور اسی کے دکھائے ہوئے راستے پر چلنے کا تازہ ولولہ اُن میں پیدا کیا جائے اور ملّی اجتماعیت کے صحیح شعور کا سبق اُن کو یاددلایا جائے۔۔ بہت صحیح کہا گیا ہے۔ لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْوَعِیْدِ، ۔ لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِلتَّائِبِ الَّذِیْ لَایَعُوْدُ، لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَیَّنَ بِزِیْنَةِ الدُّنْیَا اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰی، لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَن رَکَبَ

الْمَطَایَا اِنَّمَا الْعِیدُ لِمَن تَرَکَ الْخَطَا یَا لَیْسَ الْعِیدُ لِمَن بَسَطَ الْبِسَاطَ اِنَّمَا الْعِیدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ۔ مطلب یہ کہ عید اُس کی نہیں جو نئے کپڑے پہن لے۔ عید تو اُس کی ہے جو وعید سے امن میں ہو یعنی بُرے کاموں سے باز رہ کے حق تعالیٰ کی طرف سے رحمت ومغفرت کا مستحق اور اس کے عذاب سے مامون ہو۔ اور عید اُس کی نہیں جو (خوشبو میں بسنے کے لئے)عُود کا دھواں (دھونی) لے۔ عید تو اُس کی ہے جو تائب ہو اور عود (گناہوں کی طرف لوٹنا) نہ کرے یعنی سچّی توبہ کئے ہو کہ پھر گناہ نہ کرے، اور عید اُس کی نہیں جو دنیاوی زیب وزینت سے مزیّن ہو۔ عید تو اُس کی ہے جو تقویٰ (پرہیزگاری) کو سفر آخرت کا توشہ بنائے، عید اُس کی نہیں جو سواریوں پر سوار ہو عید تو اُس کی ہے جو گناہ کو ترک کرے، عید اُس کی نہیں جو فرش فروش بچھائے۔ عید تو اُس کی ہے (جو دنیا میں احکام خداوندی کی پیروی کرے تاکہ آخرت میں) پُل صراط سے مامون ہو کر گزر جائے۔

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے ہیں، دوسرے طریقوں سے اپنی اندرونی مسرت وخوشی کا اظہار کرتے ہیں، یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے اسی لئے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ دن نہ ہوں۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو دو تہوار عطا

فرمائے ہیں۔ایک عیدالفطراوردوسرے عیدالاضحیٰ (عید قربانی)۔بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی وملیّ تہوار ہیں۔ان کے علاوہ مسلمان جوتہوارمناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیادنہیں ہے بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں۔مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آئے۔عیدالفطراورعیدالاضحیٰ ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔

عیدین کے موقع پرنغمہ وسرور کا حکم:

۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا (متفق علیہ)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایام منیٰ میں (یعنی جن دنوں حجاج منیٰ میں قیام کرتے ہیں اور جو ایام تشریق کہلاتے ہیں انہیں میں سے بقرعید کے دن یا اس کے بعد کے دنوں میں) حضرت ابوبکرصدیقؓ میرے پاس تشریف لائے جبکہ اس وقت میرے پاس (انصار کی لڑکیوں میں سے) دوچھوکریاں بیٹھی ہوئی دف بجارہی تھیں۔ایک دوسری روایت میں (ان الفاظ کے بجائے) یہ الفاظ ہیں کہ

چھوکریاں (اشعار) گا رہی تھیں جو انصار نے بُعاث (کی جنگ کے متعلق) کہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (اس وقت) منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے (لیٹے) تھے، حضرت ابوبکرؓ ان چھوکریوں کو دھمکانے لگے (یعنی انہیں گانے بجانے سے منع فرمایا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا منہ کھولا اور فرمایا کہ ابوبکر! انہیں چھوڑ دو (کچھ نہ کہو) کیونکہ یہ عید (یعنی خوشی) کے دن ہیں، ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ ہماری عید ہے۔

یہ ایامِ تشریق میں بمقام منیٰ کا واقعہ ہے۔ دو بچیاں دف بجا رہی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموش لیٹے تھے۔ ابو بکرؓ نے لڑکیوں کو ڈانٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ ہماری عید ہے۔ دف جو ہے ایک گول باجا ہے چھلنی کی وضع کا ایک طرف سے مَنڈھا ہوا ہوتا ہے اس میں جھانجھ لگا ہوا ہے تو جائز نہیں سادہ دف ہو تو جائز ہے۔ گانے والیاں دو بچیاں تھیں جو جنگ بُعاث کے اشعار پڑھ رہی تھیں۔ وہ کوئی پیشہ ور گانے والیاں نہیں تھیں۔ نکاح کے موقع پر ولیمہ میں اور عید، بقرعید کے موقع پر دف کا بجانا مُباح ہے۔ باجے، گاجے، سارنگیاں، بانسریاں اور رُباب، ہارمونیم اور میوزک ہوں تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔ **الغناءُ حرام فی ادیان کلها** (گانا بجانا ہر دین میں حرام ہے) ایک اور حدیث ہے۔ **الغناءُ ینبتُ النِفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل** (گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے

پانی سبزہ پیدا کرتا ہے)

نمازِ عیدین کا حکم:

شارع نے عیدین منانے کا جو طریقہ بتایا ہے اس میں اصل حیثیت دوگانہ نماز کو حاصل ہے۔عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں عیدین میں دو رکعت نماز با جماعت ادا کی جاتی ہے دونوں عیدین کی نماز امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے جب کہ امام شافعیؒ اور جمہور کے نزدیک سنتِ موکدہ ہے۔

عید کی حقیقت تو آپ نے سن لی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنی میں عید منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ان شاء اللہ عید کے احکام اگلے خطبہ میں بیان کئے جائینگے۔

باسمہٖ تعالٰی

(۱۲) خطبۂ عید (ب)

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ لَہُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ وَھُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ نَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیۡ کِتَابِہِ الۡعَزِیۡزِ۔

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ مَّوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ وَھُدًی وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ۝۵۷ قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰہِ وَ بِرَحۡمَتِہٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا ھُوَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ۝۵۸ (یونس-۵۷،۵۸)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ۔

عیدین کی نماز کی کچھ خصوصیات ہیں جو آپ کے سامنے بیان کی جائیں گی۔

۱) عیدین کی نماز عیدگاہ میں ہو:

۱) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَأَوَّلُ شَيْئٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَ يُوْصِيْهِمْ وَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ أَوْ يَأْمُرُ بِشَيْئٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے لئے عیدگاہ تشریف لاتے تو پہلے نماز ادا فرماتے پھر خطبہ دینے کیلئے لوگوں کے سامنے کھڑے رہتے لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے چنانچہ آپ ان کو وعظ ونصیحت فرماتے، وصیت کرتے اور احکام صادر فرماتے، اگر (جہاد کے لئے) کہیں کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کی روانگی کا حکم فرماتے۔ اس طرح اگر لوگوں کے معاملات ومقدمات کے بارے میں کوئی حکم دینا ہوتا تو حکم صادر فرماتے پھر (گھر) واپس تشریف لے جاتے۔

عید کی نماز کی افضلیت عیدگاہ میں ہے بوجہ مجبوری مسجد میں جائز ہے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے اور مختلف فتنوں کی وجہ سے۔

لشکر بھیجنے کو بعث کہتے ہیں۔ جمعہ وعیدین کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں پر ہر وقت جہاد فرض ہے۔ جمعہ وعیدین میں مختلف لوگ حاضر

ہوکر اجتماع بن جاتا ہے تو آپ جہاد کے دستے روانہ کرتے افسوس کہ آج اجتماعات میں سہ روزہ اور چالیس دن کی جماعتیں نکلتی ہیں جو دین میں ایک طرح کی تحریف ہے۔ (توضیحات۔شرحِ مشکوٰۃ)

۲) عیدین کی نماز بغیر اذان واقامت کے ہے:

۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں نے دونوں عیدوں کی نماز ایک دو بار نہیں (بلکہ بہت بار) پڑھی (اور) ہمیشہ بغیر اذان کے اور اقامت کے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین کی نماز بغیر اذان اور بغیر اقامت کے ہے۔ چاروں اماموں کا مسلک یہی ہے۔

۳) عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے

۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر ؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ عیدین کی نماز، خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے، خطبہ کا نماز

سے پہلے پڑھنا جائز نہیں۔

۴) عیدگاہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عورتوں کو الگ سے وعظ و نصیحت کرنا:

۴) سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشَهِدْتَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يُهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس ؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں کیا تم حاضر ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (عیدگاہ کی طرف) نکلے اور (عید کی) نماز پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ ابنِ عبّاس ؓ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نمازِ عید کا یہ احوال بیان کرتے ہوئے) نہ اذان کا ذکر کیا اور نہ اقامت کا۔ (آگے انہوں نے بیان کیا:) پھر (خطبہ کے بعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (بلال ؓ کے ساتھ) عورتوں کی طرف تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں موعظت و نصیحت فرمائی اور (دینی احکام اور آخرت کے ثواب و عذاب) انہیں یاد دلائے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں صدقہ کا حکم دیا (یعنی یا تو صدقہ یا زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا) پس (حضرت ابنِ عبّاس ؓ کہتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ وہ عورتیں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ مبارک سے صدقہ و خیرات کا حکم سُن کر) اپنے

کانوں اور اپنے گلوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں اور (اپنے کانوں اور اپنے گلوں کے زیورات اتار کر) حضرت بلال ؓ کے حوالہ کرنے لگیں (یعنی اُن کے پاس جو بھی زیور تھا اُس کو اُنہوں نے مسکینوں اور ضرورت مندوں کی امداد کے لئے اپنے اپنے بدن سے اتار کر اُس کپڑے پر ڈال دیا جو حضرت بلال ؓ نے اسی کام کے لئے بچھا رکھا تھا) اس کے بعد آنحضرت ﷺ اور حضرت بلال ؓ تیز قدموں سے آنحضرت ﷺ کے گھر کی طرف چل دیئے۔

اُس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے حکم سے عورتیں بھی عیدگاہ میں حاضر ہوتی تھیں، اور چونکہ وہ مردوں کی جماعت سے الگ عیدگاہ کے ایک گوشے میں ہوتیں، اس لئے آنحضرت ﷺ کے خطبہ کی آواز فاصلہ کی وجہ سے اُن تک صاف طرح نہیں پہنچتی تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ خطبہ کے بعد اُس گوشہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں عورتیں تھیں اور اُن کو الگ سے آپ ﷺ نے پند و نصیحت فرمائی۔

آپ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کی اجازت سے خواتین عیدین اور صبح اور رات کی نمازمیں پردہ کے اہتمام کے ساتھ شرکت کیا کرتی تھیں۔ کیونکہ وہ مبارک دور تھا، اور وحی کا نزول ہو رہا تھا اور جبرئیل ؑ کی آمد ہوا کرتی تھی۔ صحابہ کرام ؓ نے حالات کے بدل جانے سے عورتوں کی شرکت کو روک دیا۔ علماء اکرام کا یہ فیصلہ ہے کہ عورتوں کیلئے نمازوں کی شرکت شریعت کی نگاہ میں مناسب نہیں ہے لہٰذا وہ اپنے

گھروں میں نماز پڑھ لیا کریں۔

۵) عیدگاہ جاتے اور آتے وقت راستہ کا مختلف ہونا:

۵) عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ
(بخاری)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی ﷺ (عید گاہ جانے اور عیدگاہ سے واپس آنے کے) راستوں میں فرق کرتے تھے۔

راستوں میں فرق کرتے تھے، یعنی عید کی نماز کے لئے آپ ﷺ جس راستہ سے تشریف لے جاتے، واپسی میں اُس راستہ سے نہیں آتے تھے، بلکہ دوسرے راستہ سے آتے تھے۔ راستے سے جاتے اور آتے ہوئے تکبیر تشریق کہنا چاہیئے۔ عیدالاضحیٰ میں زور سے کہنا چاہیئے اور عیدالفطر میں آہستہ کہنا چاہیئے۔

۶) عیدالفطر میں نماز کو جانے سے پہلے، اور بقرعید میں نماز سے واپس آکر کھانا:

۶) عَنْ بُرَیْدَۃَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ وَلَا یَطْعَمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی یُصَلِّیَ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

ترجمہ: حضرت بُریدہؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عیدالفطر کے دن اس وقت تک (عید کی نماز کے لئے) نہ نکلا کرتے تھے جب تک کہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ کھا نہ لیتے، اور عیدالاضحیٰ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت تک کچھ نہ کھاتے تھے جب تک کہ بقرعید کی نماز سے فارغ ہو کر واپس نہ آجاتے۔

عیدالفطر جانے سے پہلے کچھ میٹھی چیز (کھجور) کھاتے اور عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی کر کے قربانی کے گوشت سے کھاتے۔

۷) عیدین کی نماز میں زائد تکبیرات تین تین ہیں:

۷) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا مُوْسٰى وَحُذَيْفَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَ الْفِطْرِ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيْرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ و حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید و بقرعید کی نماز میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جس طرح آپ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہتے تھے اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے) سچ کہا۔

اصلی تکبیرات کو چھوڑ کر احناف کے نزدیک عیدین کی مجموعی زائد تکبیرات چھ ہیں امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زائد تکبیرات کا مجموعہ دس ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زائد کا مجموعہ بارہ ہے۔

۸) خطیب کا خطبہ کے دوران کمان یا نیزہ کا سہارا لینا

۸) عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نُوْوِلَ يَوْمَ الْعِيْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ

(أبوداود)

ترجمہ: حضرت براءؓ راوی ہیں کہ عید کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں کمان پیش کی گئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کمان یا نیزہ ہاتھ میں صرف اس لئے نہیں لیا کہ آپ خطبہ کے لئے سہارا لینے کے بغیر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے بلکہ آپ نے ان چیزوں سے اشارہ فرمایا کہ اسلامی احکامات کی حفاظت کے لئے جہاد ضروری ہے اور جہاد کے لئے تلوار اور نیزہ و کمان کی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہتھیار اور اوزار کو استعمال میں لایا ہے ورنہ سہارے کے لئے لاٹھی ہوتی ہے۔

(توضیحات)

شاعرمشرق اقبالؔ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن

ملّا کی اذان اور ہے مجاہد کی اذان اور

۹) عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلٰى عَنَزَتِهٖ إِعْتِمَادًا (شافعی)

ترجمہ: حضرت عطاءؒ بطریق ارسال روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب

خطبہ ارشاد فرماتے تو اپنے نیزے پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔

۱۰) عیدالفطر کی نماز تاخیر سے اور بقرعید کی جلدی ہونی چاہئے:

۱۰) عَنْ أَبِي الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلٰى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْاَضْحٰى وَاَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاسَ (شافعی)

ترجمہ: حضرت ابی الحویرث رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو ابن حزم کو جو نجران میں تھے یہ (حکم) لکھ بھیجا کہ بقرعید کی نماز جلدی اور عیدالفطر کی نماز تاخیر سے ادا کرو اور (خطبہ میں) لوگوں کو پند و نصیحت کرو۔

نجران ایک شہر کا نام ہے اس وقت سعودی عرب کی حکومت میں تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو وہاں کا گورنر مقرر فرمایا تھا ان کی عمر اس وقت سترہ سال تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ عیدالفطر کی نماز تاخیر سے ادا کرو مقصد یہ تھا کہ لوگ صدقۃ الفطر نماز سے پہلے ادا کریں افطار بھی کریں اور بقرعید کی نماز جلدی ادا کرو مقصد یہ تھا کہ لوگ بعد میں قربانی کے لئے فارغ ہو جائیں گے۔

۱۱) اگر زوال کے بعد چاند کی شہادت آجائے تو عید کی نماز دوسرے دن بھی پڑھی جائے گی۔

۱۱) عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَّهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ

رَكْبًا جَاؤُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُوْنَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوْا وَإِذَا أَصْبَحُوْا أَنْ يَغْدُوْا إِلَى مُصَلَّاهُمْ

(ابوداود،نسائی)

ترجمہ: حضرت عمیر ابن انسؓ اپنے چچاؤں سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے، نقل کرتے ہیں کہ ایک قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ شہادت دی کہ انہوں نے کل عید کا چاند دیکھا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو افطار کا حکم دیا اور فرمایا کہ صبح عید گاہ جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عید کی خصوصیات ملحوظ رکھتے ہوئے عیدین منانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۳) حضرت ابراہیمؑ موحدِ اعظم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا وَ لَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ﴿۱۲۰﴾
شَاکِرًا لِّاَنْعُمِہٖ اِجْتَبٰہُ وَ ھَدٰىہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴿۱۲۱﴾ وَ اٰتَیْنٰہُ فِی
الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَ اِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ
اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ﴿۱۲۳﴾

(سورۃ النحل، ۱۲۰۔۱۲۳)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: بیشک ابراہیم بھلائی کی تعلیم دینے والا اللہ کا فرمانبردار تھا جو سب طرف سے یکسو ہو کر خدا کا ہو گیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ وہ خدا کی نعمتوں کا شکر گزار تھا

خدا نے اُس کو منتخب کر لیا تھا اور سیدھی راہ کی طرف خدا ہی نے اُسکی رہنمائی کی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم کو دنیا میں بھی خوبیاں عطا کی تھیں۔ اور یقیناً وہ آخرت میں بھی اعلیٰ مرتبہ کے لوگوں میں سے ہوگا۔ پھر ہم نے آپکی طرف یہ وحی بھیجی کہ آپ ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلیئے جو بالکل یکسو ہو چکا تھا اور وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھا۔

حضرت ابراہیمؑ پانچ (حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اولوالعزم انبیاء میں سے ایک ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؑ کی پیروی کا حکم دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے پوری امت کو پیروی کا حکم دیا گیا۔ آپؑ کے نام کے ساتھ قرآن نے اکثر جو لقب استعمال کیا ہے وہ حنیف **وما کان من المشرکین** ہے۔ حنیف سے مراد سب سے کٹ کر یکسو ہو کر اللہ کی بندگی کرنے والا ہے۔ چنانچہ سورۂ آل عمران میں فرمایا گیا:

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴿۹۵﴾ (سورۃ آل عمران۔۹۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اللہ نے سچ فرمایا اب تم ملت ابراہیمؑ کا اتباع کرو جو سب سے یکسو ہو کر خدا کا ہو چکا تھا اور وہ شرک کرنیوالوں میں شامل نہ تھا۔

مشرکین کے رد میں آپؑ نے جن کلمات کا اعلان و اظہار فرمایا تھا اُسی سے ہماری نماز کا آغاز ہوتا ہے۔

اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ۝ (سورۃ الانعام۔۷۹)

ترجمہ: میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اُسی کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تکبیر تحریمہ سے پہلے جائے نماز پر ٹھہر کر یہ کلمات پڑھنا ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنا ہے۔۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاف صاف فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے صراط مستقیم یعنی ابراہیمؑ کے طریقہ کی رہنمائی کی ہے۔

قُلۡ اِنَّنِیۡ هَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۚ دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ۝۱۶۱ (سورۃ الانعام۔۱۶۱)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ یقیناً مجھ کو تو میرے رب نے سیدھی راہ بتا دی ہے کہ وہ ایک صحیح دین ہے جو ملت ہے حضرت ابراہیمؑ کی وہ ابراہیمؑ جو یکسو ہو کر خدا ہی کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھے۔

آپ کے ان صفات کی روشنی میں آج آپ کے سامنے دو واقعات بیان کرنا مقصود ہے جس میں آپ نے اپنی قوم کی ستارہ پرستی اور بت پرستی کا کس طرح رد کیا۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیۡهِ الَّیۡلُ رَاٰ كَوۡكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ

الْاٰفِلِيْنَ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴿۷۸﴾ (سورۃ الانعام،۷۶-۷۸)

ترجمہ: چنانچہ جب شب کی تاریکیاں ابراہیمؑ پر چھا گئیں تو اس نے ایک تارا دیکھا اس نے کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ تارا غروب ہو گیا تو ابراہیمؑ نے کہا میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر ابراہیمؑ نے جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو ابراہیمؑ نے کہا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ فرمائی تو بلاشبہ میں گمراہ لوگوں میں رہ جاؤں گا۔ پھر جب ابراہیمؑ نے آفتاب کو طلوع ہوتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے جو سب میں بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو ابراہیمؑ نے کہا اے میری قوم! بلاشبہ میں اُن چیزوں سے سخت بیزار ہوں جن کو تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو۔

دعوت و تبلیغ میں حضرت ابراہیمؑ کی حکمت و تدبیر:

ایک رات جب تاریکی چھا گئی اور ایک ستارا نمودار ہوا تو اپنی قوم کو سنا کر کہا کہ یہ ستارا میرا رب ہے یعنی تمہارے عقیدہ کے مطابق یہ میرا رب ہے۔ هٰذَا رَبِّيْ کہنا یہ بطور استہفام انکاری ہے یا بطور تہکم و تبکیت کے ہے۔ اب تھوڑی دیر میں

حقیقت دیکھ لینا۔ تھوڑی دیر میں جب وہ ستارا غروب ہو گیا تو فرمایا لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ یعنی میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ مولانا رومؒ نے اسی کو اپنے شعر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

خلیل آسا درِ ملکِ یقیں زن
نوائے لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ زن

اس کے بعد پھر کسی دوسری رات چاند چمکتا ہوا نظر آیا تو پھر قوم کو سنا کے فرمایا (تمہارے عقیدہ کے مطابق) یہ میرا رب ہے مگر اس کی حقیقت کچھ دیر میں سامنے آجائیگی۔ پھر چاند غروب ہو گیا تو فرمایا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں بھی تمہاری طرح گمراہوں میں داخل ہو جاتا۔ اس کے بعد ایک روز سورج کو نکلتے ہوئے دیکھا تو قوم سے فرمایا تمہارے عقیدہ کے مطابق یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے۔ عنقریب اس کی حقیقت تمہارے سامنے آجائیگی چنانچہ جب سورج اپنے وقت پر غروب ہو گیا تو قوم پر اپنی حجت تمام کرنے کے لئے فرمایا یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اے میری قوم! میں تمہارے مشرکانہ خیالات وعقائد سے بیزار ہوں کہ تم نے مخلوقات کو خدائی کا شریک بنا رکھا ہے۔ اس مناظرہ میں حضرت ابراہیمؑ نے پیغمبرانہ حکمت اور موعظت سے کام لے کر ا یکبارگی ان کی نجوم پرستی کو گمراہی نہ فرمایا بلکہ ایسا انداز قائم کیا جس سے ہر عقل رکھنے والا انسان خود متاثر ہو کر حقیقت کو پہچان لے۔ بت پرستی کا نامعقول ہونا جہاں بالکل واضح تھا وہاں کھل کر

تردید کی۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ۝۵۲
قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ۝۵۳ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِیْ
ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝۵۴ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ۝۵۵ قَالَ بَلْ
رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ
الشّٰهِدِیْنَ۝۵۶ وَ تَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ۝۵۷
فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ۝۵۸ قَالُوْا مَنْ
فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ۝۵۹ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ
یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ۝۶۰ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ
یَشْهَدُوْنَ۝۶۱ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ۝۶۲ قَالَ بَلْ
فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ۝۶۳ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤی
اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۶۴ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِهِمْ
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ۝۶۵ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
یَنْفَعُكُمْ شَیْـًٔا وَّ لَا یَضُرُّكُمْ۝۶۶ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝۶۷ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
فٰعِلِیْنَ۝۶۸ قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ۝۶۹ وَ اَرَادُوْا بِهٖ
كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ۝۷۰ (سورۃ الانبیاء، ۵۲-۷۰)

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا یہ مورتیاں کیا ہیں جن کی پرستش پر تم جمے ہوئے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے بڑوں کو انہی مورتیوں کی پوجا کرتے پایا ہے ابراہیمؑ نے کہا بیشک تم بھی صریح غلطی میں ہو اور تمہارے بڑے بھی صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ وہ بولے کیا تو ہمارے پاس سچی بات لے کر آیا ہے یا تو محض خوش طبعی کرنے والوں میں سے ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا دل لگی کی بات نہیں بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو تمام آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر پوری بصیرت کے ساتھ شہادت دیتا ہوں۔ اور جب تم چلے جاؤ گے تو خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا۔ پھر ابراہیمؑ نے ان بتوں میں سے سوائے ایک بڑے بت کے سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا شاید وہ اسکی طرف رجوع کریں۔ وہ واپسی پر بتوں کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ اس میں شک نہیں کہ وہ کوئی بڑا ہی ظالم ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کو جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے ان بتوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا تو اس ابراہیم کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ اور لوگ بھی گواہ ہو جائیں۔ لوگوں نے ابراہیمؑ سے دریافت کیا اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ توڑ پھوڑ کی حرکت کی ہے؟ کہا نہیں بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے نے کی ہے، اگر یہ بت بول سکتے ہیں تو خود ان بتوں سے ہی تم دریافت

کرلو۔اس پر وہ مشرک اپنے دلوں کی جانب متوجہ ہوئے اور آپس میں کہنے لگے اس میں شک نہیں کہ تم ہی ناحق پر ہو پھر انہوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا اور ابراہیمؑ سے کہا تو تو یہ بات جانتا ہے کہ یہ بت بولا نہیں کرتے، ابراہیمؑ نے کہا تو کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تم کو کچھ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان، تف ہے تم پر اور اُن پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے؟ تو وہ مشرک آپس میں کہنے لگے ابراہیمؑ کو آگ میں جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کا بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہی ہے۔ہم نے آگ کو حکم دیا اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیمؑ کے حق میں اور ان لوگوں نے ابراہیمؑ کے ساتھ برائی کا ارداہ کیا تھا مگر ہم نے اُن کو ناکام کردیا۔

تفسیری روایات میں آتا ہے کہ سارے بت ٹوٹے ہوئے دیکھ کر قوم کا غصہ ابراہیمؑ پر بھڑک اٹھا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلایا جائے۔ ایک مہینہ تک سارے شہر کے لوگ جلانے کا سامان جمع کرتے رہے اور سات دن تک آگ کو بھڑکاتے رہے یہاں تک کہ اس کے شعلے آسمان میں اتنے بلند ہو گئے کہ اگر کوئی پرندہ گذر جاتا تو اس میں جل جاتا۔فکر ہوئی کہ ابراہیمؑ کو آگ کے الاؤ میں کس طرح ڈالا جائے تو شیطان نے انہیں منجنیق میں رکھ کر پھینکنے کی ترکیب بتائی۔ زمین آسمان کی ساری مخلوق چیخ اٹھی کہ اللہ کے خلیل پر کیا گذر رہی ہے۔فرشتوں نے مدد کیلئے پوچھا تو ابراہیمؑ نے فرمایا حسبی اللہ ونعم الوکیل (اللہ ہی میرے لئے کافی ہے

اور وہی بہترین کارساز ہے) اللہ کا حکم ہوا کہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیمؑ پر۔ آگ برف کی طرح ٹھنڈی نہیں بلکہ قابل راحت ہوئی۔جس رسّی سے آپ کو باندھ کر ڈالا گیا تھا وہ جل گئی لیکن آپ کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔حضرت ابراہیمؑ سات روز تک آگ میں رہے اور فرماتے ہیں مجھے عمر بھر ایسی راحت نہیں ملی جو ان سات دنوں میں حاصل ہوئی۔شاعر مشرق اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

آج بھی ہو اگر ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

ہمارا ملک ہندوستان شرک کی کان ہے جس طرح نمک کی کان میں جو چیز پڑ جاتی ہے وہ بھی نمک بن جاتی ہے اسی طرح ہماری قوم یہاں رہتے بستے مختلف قسم کے شرک میں مبتلا ہو گئی ہے۔صاحبِ علم لوگوں کو آج ابراہیمؑ کا کردار ادا کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۴) حضرت ابراہیمؑ کا مثالی کردار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

(سورۃ البقرہ۔ ۱۲۴)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیمؑ کو اسکے رب نے چند باتوں میں آزمایا سو وہ ان باتوں کو پوری طرح بجالایا تو خدا نے فرمایا کہ میں تجھ کو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا وہ بولا اور میری اولاد میں سے بھی؟ خدا نے فرمایا میرا یہ عہد وقرار ظالموں کو شامل نہ ہوگا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے مختلف امتحانات اور ان میں

کامیابی اور پھر صلہ کا بیان ہے۔حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کیلئے بھی انعام کی درخواست کی تو ایک ضابطہ بیان کیا گیا کہ آپ کی اولاد میں جو ظالم اور نافرمان ہیں وہ انعام نہ پاسکیں گے۔حضرت ابراہیمؑ کا یہ ابتلاء اور امتحان کسی جرم کی پاداش میں یا نامعلوم قابلیت کا علم حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان تربیت و ربوبیت اللہ تعالیٰ کا منشاء تھا کہ آپ کی تربیت کر کے آپ کو اونچے مقام پر پہنچایا جائے۔

ویسے تو آپکی پوری زندگی آزمائشوں میں گزری۔بتوں کو توڑ دیا تو قوم نے آپ کو آگ میں ڈالا، باپ کو نصیحت کی تو باپ نے دربدر کر دیا، ہجرت کر کہ آپ ملک شام گئے تو اللہ کا حکم ہوا کہ وہاں اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو ریگستان میں تنہا چھوڑ کر آجاؤ، پھر جب وہ بیٹا بلوغ کو پہنچا تو اس کو ذبح کرنے کا حکم ہوا۔یہ سارے امتحانات میں آپ پوری طرح کامیاب ہو گئے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت میں یہ نقل کیا ہے کہ پورا اسلام تیس حصوں میں دائر ہے، جس میں دس سورۂ برأت میں مذکور ہیں اور دس سورۂ احزاب میں اور دس سورۂ مومنون میں۔حضرت ابراہیمؑ نے ان تمام چیزوں کا پورا حق ادا کیا، اور ان سب امتحانات میں پورے اُترے، اور کامیاب رہے۔سورہ برأت میں مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے مسلمان کی دس مخصوص علامات وصفات کا اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿۱۱۲﴾ (سورۃ براءت۔ ۱۱۲)

ترجمہ: وہ ایسے ہیں جوتوبہ کرنیوالے،عبادت کرنیوالے،حمد کرنیوالے،روزہ رکھنے والے،رکوع وسجدہ کرنے والے،نیک باتوں کی تعلیم کرنیوالےاور بُری باتوں سے روکنے والےاوراللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے،اورایسے مؤمنین کوآپ خوش خبری سُنادیجئے۔

اورسورہ مؤمنون کی دس صفات یہ ہیں:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴿۲﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴿۳﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ﴿۴﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴿۷﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ﴿۸﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴿۹﴾ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴿۱۱﴾ (سورۃ المؤمنون،۱۔۱۱)

ترجمہ: یقیناًان مسلمانوں نے فلاح پائی جواپنی نماز میں خشوع وخضوع کرنے والے ہیں،اور جولغو باتوں سے درکنار رہنے والے ہیں،اور جواپنے آپ کو پاک کرنے والے ہیں،اور جواپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں،لیکن اپنی

بیویوں سے یا اپنی لونڈیوں سے (جنسی تعلق رکھنے پر) ان پر کوئی الزام نہیں، ہاں جواس کے علاوکوئی اور راہ تلاش کریں تو ایسے لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں، اور جو اپنی امانتوں اور جو اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور سورۂ احزاب میں مذکور دس صفات یہ ہیں:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىِٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىِٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۝۳۵ (سورۃ الاحزاب۔ ۳۵)

ترجمہ: بیشک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں، اور ایمان لانیوالے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں، اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں، اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں، اور خشوع کرنیوالے مرد اور خشوع کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرمگاہ کی حفاظت

کرنے والی عورتیں اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والی عورتیں، ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

مفسر قرآن عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں مسلمانوں کیلئے جتنی علمی عملی اخلاقی صفات مطلوب ہیں وہ ان تین سورتوں کی چند آیات میں جمع کی گئی ہیں اور آیت وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ (اور ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند صفات میں آزمایا) پھر اللہ تعالیٰ نے سندِ کامیابی عطا فرمائی۔ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى (وہ ابراہیمؑ جس نے پورا کر دکھایا) (سورۃ النجم)

اس امتحان پر آپ کو جو انعام دیا گیا وہ یہ ہے کہ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (امتحان کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھے لوگوں کا امام اور پیشوا بنانے والا ہوں) ایک بات تو یہ معلوم ہوئی حضرت ابراہیمؑ کو اس کامیابی کے صلہ میں امامت خلق اور پیشوائی کا انعام دیا گیا دوسری طرف یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ خلق خدا کے امام اور مقتدا بننے کیلئے ان تیس اخلاقی اور عملی صفات میں کامل ہونا شرط ہے۔اس سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کے طرزِ عمل اور اطاعت شعاری کو دیکھ کر خلت کا تاج آپ کے سر پر رکھ چکے ہیں۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ (سورۃ النساء۔۱۲۵)

ترجمہ: اور اُس شخص سے بہتر اور اچھا کس کا طریقہ ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے آگے

سر تسلیم خم کر دیا ہو اور وہ نیک روش کا پابند بھی ہو اور سب ملتوں سے یکسو ہو کر صرف ملتِ ابراہیم کی پیروی کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا خالص دوست بنایا تھا۔

بیت اللہ کی تعمیر خلیل اللہ کے دست مبارک سے:

وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۝۲۶ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۝۲۷

(سورۃ الحج-۲۶،۲۷)

ترجمہ: اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتائی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجیو اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے میرے گھر کو پاک رکھیو اور لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان کر دے کہ وہ لوگ تیری طرف پا پیادہ چلے آئینگے اور ان دُبلی دُبلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی جو دور دراز کی راہ طے کر کے پہنچتی ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ دونوں اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کا فریضہ انجام دے رہے تھے اور پھر اللہ سے اس خدمت پر شکر گزاری کرتے ہوئے درج ذیل دعا کر رہے تھے۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۝۱۲۷ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ

ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبۡ عَلَيۡنَا اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۲۹﴾ (سورۃ البقرہ،۱۲۷۔۱۲۹)

ترجمہ: اور جب ابراہیم خانۂ کعبہ کی بنیادیں اونچی کررہے تھے اور اُن کے ساتھ اسماعیلؑ بھی یہ دعا کر رہے تھے،اے ہمارے پروردگار! ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔اے ہمارے پروردگار! ہم کو تیرا اور زیادہ اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسی جماعت پیدا کر جو تیری فرمانبردار ہو اور ہم کو ہمارے حج کے احکام بھی سکھا دے اور ہم سے درگذر فرما بیشک تو ہی بڑا درگذر کرنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہی میں سے ہو وہ رسول تیری آیتیں ان کے روبرو تلاوت کیا کرے اور ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں سکھایا کرے اور ان کو پاک صاف بنائے بلاشبہ تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی ماں کا خواب، حضرت عیسیٰؑ کی بشارت اور میرے باپ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا جواب ہوں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۵) حضرت ابراہیمؑ-اسوۂ حسنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۳۱﴾

(سورۃ البقرہ-۱۳۱)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: جس وقت ابراہیمؑ کے رب نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تو فرماں بردار بن اس نے کہا میں فرماں بردار ہوا، رب العالمین کا۔

حضرت ابراہیمؑ کا کردار ایک مثالی کردار ہے اس سے وہی آدمی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات سے احمق ہو۔ ملت ابراہیمی سے روگردانی صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس میں ذرا بھی عقل نہ ہو کیونکہ یہ ملت عین دین فطرت ہے کوئی

سلیم الفطرت انسان اس سے انکار نہیں کرسکتا۔اللہ جل شانہٗ نے اس ملت کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کو دنیا میں عزت و بزرگی عطا فرمائی اور آخرت میں بھی۔

آج آپ کے سامنے حضرت ابراہیمؑ کا وہ اسوۂ حسنہ پیش کرنا ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کی محبت میں تمام کافر اور مشرک لوگوں سے براءت اور عداوت کا اعلان کیا چنانچہ فرمایا گیا۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَیْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۝۶

(الممتحنہ،۴۔۶)

ترجمہ: حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھ دینے والوں کی زندگی میں تم لوگوں کیلئے ایسی اچھی خصلت موجود ہے جو قابل اتباع ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور اُن سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو سخت بیزار ہیں

ہم تمہارے عقائد باطلہ کے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کیلئے عداوت اور دشمنی ظاہر ہوگئی تاوقت یہ کہ تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ مگر ہاں ابراہیمؑ کی اتنی بات جو اُس نے اپنے باپ سے کہی تھی کہ میں تیرے لئے استغفار ضرور کروں گا اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی تیرے بھلے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم آپ پر بھروسہ کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف سب کی بازگشت ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو کافروں کے لئے محل آزمائش نہ بنا اور اے ہمارے پروردگار! ہم کو معاف کردے بیشک تو بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ بے شک تم لوگ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تمہارے لئے اس ابراہیمؑ اور اسکے ساتھیوں میں بہترین قابل تقلید نمونہ موجود ہے اور جو شخص اُن کی اتباع سے روگردانی کریگا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تمام خوبیوں سے متصف ہے۔

سن ۶ ہجری میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ والوں سے صلح بمقام حدیبیہ ہوئی تھی کہ دس سال تک جنگ بند رہے گی۔ دو سال ہونے ہی کو تھے کہ کافروں کی طرف سے یہ صلح ٹوٹ گئی۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی کے ساتھ فوج جمع کر کے مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ خبروں کی بندش کردی گئی۔ مبادا کفار مکہ آپ کی طیاریوں سے آگاہ ہو کر لڑائی کا سامان شروع کردیں۔ اور اس طرح حرم شریف میں جنگ کرنا ناگزیر ہو جائے ایک مسلمان حاطب بن ابی بلتعہ نے (جو مہاجرین بدرین میں سے

تھے) مکہ والوں کو خط لکھ بھیجا کہ حضرت محمد ﷺ کا لشکر اندھیری رات اور سیل بے پناہ کی طرح تم پر ٹوٹنے والا ہے ۔حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ وغیرہ چند صحابہؓ کو حکم دیا کہ ایک عورت مکہ کے راستہ میں سفر کرتی ہوئی فلاں مقام پر ملے گی۔اس کے پاس ایک خط ہے، وہ حاصل کر کے لاؤ۔ یہ لوگ تیزی سے روانہ ہوئے اور ایک عورت کو ٹھیک اُسی مقام پر پالیا۔اُس نے بہت لیت ولعل اور ردّو کد کے بعد خط اُن کے حوالے کیا۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے کفار مکہ کے نام ہے۔اور مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع دی گئی ہے۔آپ ﷺ نے حاطب کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ بولے یارسول اللہ! نہ میں نے کفر اختیار کیا ہے نہ اسلام سے پھرا ہوں۔ سچّی بات یہ ہے کہ میرے اہل وعیال مکہ میں ہیں۔ وہاں اُنکی حمایت کرنے والا کوئی نہیں۔ میں نے کافروں پر ایک احسان کر کے یہ چاہا کہ وہ لوگ اس کے معاوضہ میں میرے اہل وعیال کی خبر لیتے رہیں۔اور اُن سے اچھا سلوک کریں (میں نے سمجھا کہ اس سے میرا کچھ فائدہ ہو جائیگا اور اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا) فتح ونصرت کے جو وعدے اللہ نے آپ سے کئے ہیں وہ یقیناً پورے ہو کے رہیں گے۔کسی کے روکے رُک نہیں سکتے۔(چنانچہ نفس خط میں بھی یہ مضمون تھا کہ خدا کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ تن تنہا بھی تم پر حملہ آور ہوں تو اللہ اُن کی مدد کریگا اور جو وعدے اُن سے کئے ہیں پورے کر کے چھوڑیگا) بلا شبہ حاطبؓ سے یہ بہت بڑی خطا ہوئی لیکن رحمۃ للعالمین

نے فرمایا لا تقولوا لہٗ اِلَّا خیرًا بھلائی کے سوا اس کو کچھ مت کہو۔ اور فرمایا حاطبؓ بدرین میں سے ہے تمھیں کیا معلوم ہے کہ اللہ نے بدرین کی خطائیں معاف فرمادیں۔

سورت کی ابتدائی آیات کا شان نزول آپ نے سن لیا ان کو بیان کر کے کفار سے ترک موالات کی تائید و تاکید کیلئے حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے ساتھیوں کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا سارا خاندان ہی مشرکین کا تھا، انھوں نے سب سے بیزاری اور براءت کا نہیں بلکہ عداوت کا اعلان کر دیا، اور بتلا دیا کہ جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ گے اور اپنے شرک سے باز نہ آؤ گے ہمارے تمہارے درمیان بغض وعداوت کی دیوار حائل رہے گی، قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِيۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ (تا) حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ کا یہی مطلب ہے۔ ایمان والوں کو حضرت ابراہیمؑ کے اُسوۂ حسنہ اور سنت پر چلنے کی تاکید فرمائی گئی، اور حضرت ابراہیمؑ سے اپنے والد مشرک کے لئے استغفار کرنا ثابت ہے۔ جس کا ذکر سورۂ توبہ وغیرہ میں آیا ہے تو اتباع سنّتِ ابراہیمی کے حکم سے کسی کو شبہ ہوسکتا تھا کہ اپنے مشرک والدین یا عزیزوں کے لئے دعاء مغفرت کرنا بھی اس میں داخل ہے، مگر اس کو اسوہ ابراہیمی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

سورۂ مریم میں ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے باپ نے قبول حق سے اعراض کیا اور ضد وعناد سے حضرت ابراہیمؑ کو قتل کی دھمکیاں دینے لگا، تو آپؑ نے

والدین کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا سَلَامٌ عَلَیۡكَ سَاَ سۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّیۡ اِنَّهٗ كَانَ بِیۡ حَفِیًّا۔ (سلام ہو تم پر) میں تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا میرا رب مجھ پر بہت مہربان ہے۔اس وعدہ کے موافق آپ برابر استغفار کرتے رہے چنانچہ دوسری جگہ وَاغۡفِرۡ لِاَبِیۡ (میرے باپ کو معاف کر) فرمانے کی تصریح ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ابراہیمؑ ایک مشرک کی حالت شرک پر قائم رہتے ہوئے مغفرت چاہتے تھے،غرض یہ تھی کہ اس کو توفیق دے کہ حالت شرک سے نکل کر آغوش اسلام میں آجائے اور قبول اسلام اُس کی خطاؤں کے معاف ہونے کا سبب بنے۔اِنَّ الۡاِسۡلَامِ یَهۡدِمُ مَا كَانَ قبلهٗ (اسلام قبول کرنے سے پہلے کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں) ابراہیمؑ کے استغفار کو قرآن میں پڑھ کر بعض صحابہؓ کے دلوں میں خیال آیا کہ ہم بھی اپنے مشرک والدین کے حق میں استغفار کریں اُس کا جواب حق تعالیٰ نے دیا کہ ابراہیمؑ نے وعدہ کی بناء پر صرف اُس وقت تک اپنے باپ کیلئے استغفار کیا جب تک انہیں صاف طور سے یہ واضح نہیں ہوا تھا کہ اُسے کفروشرک اور خدا کی دُشمنی پر مرنا ہے۔کیونکہ مرنے سے پہلے احتمال تھا کہ توبہ کرکے مسلمان ہوجائے اور بخشا جائے۔پھر جب کفروشرک پر خاتمہ ہونے پر صاف کھل گیا کہ وہ حق کی دشمنی سے باز آنیوالا نہ تھا،تو ابراہیمؑ اُس سے بالکلیہ بیزار ہوگئے۔اور دعاء واستغفار وغیرہ ترک کردیا پہلے نرم دلی اور شفقت سے دعا کرتے تھے۔جب توبہ ورجوع کے احتمالات منقطع ہوگئے،تو آپ نے اُسکی خیر خواہی سے ہاتھ اُٹھالیا۔

اور اس حادثہ کو پیغمبرانہ صبر و تحمل سے برداشت کیا۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَلْقٰى اِبْرٰهِيْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِیْ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ: فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرٰهِيْمُ: يَارَبِّ! اِنَّكَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِنِیْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ وَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللهُ: اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ فَيُقَالُ: يَآ اِبْرَاهِيْمُ! مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِی النَّارِ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ابراہیمؑ اپنے باپ آزر سے اس حال میں ملاقات کرینگے کہ ان کے چہرے پہ ذلت چھائی ہوگی اور فرمائیں گے کیا میں نے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا تو اُن کے باپ یہ کہیں گے کہ آج میں تیری نافرمانی نہیں کرونگا ابراہیمؑ اللہ سے عرض کرینگے کہ اے اللہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے رسوا نہ کرینگے۔ اس سے بڑھ کر میری کیا رسوائی ہوگی کہ میرا باپ جہنم میں جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے جنت کو کافروں کیلئے حرام قرار دیا ہے۔ ابراہیمؑ سے کہا جائیگا کہ اپنے پیروں کے نیچے ذرا دیکھو۔ تو وہ دیکھیں گے کہ ایک بجو خون میں لت پت ہے۔ اور اسکی ٹانگیں پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا گیا۔ (اُن کے باپ کی شکل مسخ ہو کر بجو

کی سی ہو جائیگی اور لوگ پہچان نہ سکیں گے۔ رسوائی کا دارومدار شناخت سے ہے جب شناخت نہ رہیگی تو پتہ نہ چلے گا کہ کیا چیز جہنم میں پھینکی گئی تو پھر بیٹے کی رسوائی کا مطلب نہیں)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ابراہیمؑ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۶) نماز کی اہمیت (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۝۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۝۳ (البقرہ۔۲،۳)
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ: یہ کتاب ایسی ہے جس میں ذرا شک نہیں۔ خدا سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ وہ ڈرنے والے ایسے ہیں جو غیب کی باتوں پر یقین لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی نیک کاموں میں۔

یہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات ہیں۔اس کتاب میں ذرا بھی شک نہیں ہے اور یہ کتاب ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے۔متقی لوگوں کی سب سے پہلی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور تیسری صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ کا دیا ہوا مال اُس کی مرضی کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا فریضہ جو ایک بندے پر عائد ہوتا ہے وہ پانچ وقت کی نماز ہے۔

حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر گئے تو پہلا کلام جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا وہ یہ ہے۔

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ (طٰہٰ۔۱۴)

ترجمہ: بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دیں۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ○ (طٰہٰ۔۱۳۲)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی نماز کے پابند رہئے ہم آپ سے روزی طلب نہیں کرتے روزی تو آپ کو ہم دیا کرتے ہیں اور بہتر انجام تو

پرہیز گاری کا ہے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ (الروم۔۳۱)

ترجمہ: تم سب اُسی کی طرف رجوع ہواور اسکا تقوی اختیار کرواور نماز قائم کرواور مشرکین میں سے مت ہو۔

قرآن مجید کی نماز کے تعلق سے بیشمار آیات میں سے چند ہی آیات میں نے سنائی ہیں۔

صلوٰۃ کے معنی:

لغت میں ''صلوٰۃ'' کے معنی ہیں دُعا،اور شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ اُس خاص عبادت کا نام ہے جو ارکان وشرائط کے ساتھ، چند مخصوص اقوال وافعال کی صورت میں ادا کی جاتی ہے،جس کی ابتداء تکبیر سے ہوتی ہے اوجس کا اختتام سلام پر ہوتا ہے۔فارسی میں اور اُردو میں اس کو''نماز'' کہتے ہیں۔

لفظ صلوٰۃ کا مادّہ اشتقاق؟:

اس بارہ میں کہ'' صلوٰۃ'' کا مادّہ اشتقاق کیا ہے؟ علماء کے متعدد اقوال ہیں۔علّامہ نووی ؒ شارح مسلم نے لکھا ہے:صلوٰۃ کا لفظ (صَلوٰ کے تثنیہ) صَلَوَيْن سے نکالا گیا ہے۔اور صَلَوَيْن سرین کی دونوں ہڈیوں کو کہتے ہیں (جبکہ صَلوٰ کے

لغوی معنی ہیں: سُرین کی ہڈی پر مارنا،سُرین کی ہڈیاں ہلانا)اوراس خاص عبادت میں رکوع وسجود وغیرہ کے وقت چونکہ زیادہ تر سُرین کی ہڈیاں ہی ہلتی ہیں،حرکت کرتی ہیں،اس لئے اس عبادت کوصلوٰۃ کہا گیا۔

ایک قول ہے: صلوٰۃ کا لفظ ''مُصلِّی'' سے لیا گیا ہے،اور مُصَلِّیٔ'' لغت میں اُس گھوڑے کوبھی کہتے ہیں جوشرط (گھڑدوڑ) میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔اوراس گھوڑے کو''مُصلّی''اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اُس کا سرآگے والے (نمبرایک) گھوڑے کے سُرین کے پاس ہوتا ہے۔

اورعوارف میں لکھا ہے: صلوٰۃ کا لفظ ''صلیؔ'' سے اخذ کیا گیا ہے،جسکے معنی: ٹیڑھی لکڑی کوآگ پر رکھ کے نرم اور سیدھا کرنا (جیسا کہ اہل عرب بولتے ہیں: صَلَّیْتُ الْعَصَا بِالنَّارِ (یعنی میں نے آگ پر رکھ کے لکڑی کونرم اورسیدھا کیا) پس اس خاص عبادت (نماز) کوصلوٰۃ اس اعتبار سے کہا گیا کہ آدمی میں نفس امّارہ کے سبب سے جو ٹیڑھا پن ہے وہ اسی عبادت کے ذریعہ کم ہوتا ہے۔آدمی جب نماز پڑھتا ہےتو ذاتِ ربانی کی عظمت وہیبت کی گرمی اُس کوپہنچتی ہے جواُسکے ٹیڑھے پن کودفع کرتی ہے۔اس صورت میں وہ گویا اُس چیز کی مانند ہوا جس کوآگ پر رکھ کر تپایا گیا ہو،آگ کی گرمی سے اس کا ٹیڑھا پن دورکیا گیا ہو۔اور جوشخص یہاں (دنیامیں) نماز کی حرارت سے گرم ہوا،تپااوراس کے ذریعہ اس کا ٹیڑھا پن اُسکے اندر سے نکل گیا تو اب اُمید رکھنی چاہئے کہ وہاں (آخرت) کی آگ میں اُس کو

نہیں ڈالا جائے گا۔

نماز کی فرضیت:

'نماز' اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی پسندیدہ عبادت ہے کہ کسی بھی نبی کی شریعت کو اس سے خالی نہیں رکھا گیا۔ اوّل الانبیاء حضرت آدمؑ سے خاتم النبین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک، اللہ کے جو بھی نبی اور رسول اس دنیا میں آئے ان کی اُمت پر کسی نہ کسی کیفیت اور صورت کے ساتھ نماز ضرور فرض ہوئی۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت پر شروع میں صرف دو نمازیں فرض تھیں۔ ایک تو سورج نکلنے سے پہلے، اور دوسری سورج ڈوبنے کے بعد۔ پھر ہجرت سے اٹھارہ ماہ قبل جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کی رات میں مکہ سے آسمان پر تشریف لے گئے تو اسی رات میں وہاں اللہ تعالیٰ نے پانچ وقتوں میں نماز پڑھنا فرض کیا۔ پس ان پانچ وقت (فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء) کی نمازوں کا فرض ہونا، کلام اللہ، سنّت رسول اللہ اور اجماع امّت کے ذریعہ نہایت صراحت کے ساتھ ثابت اور معلوم ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لیکر اب تک، تمام اُمّت محمدیہ نماز کی فرضیت پر کلی اتفاق اور اجماع رکھتی ہے۔ کوئی ایک بھی صاحب ایمان اس کا منکر نہیں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرے اُس کے کافر ہو جانے میں ذرا بھی شک نہیں۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ

شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول اس بات کا دل سے اقرار کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، دوم پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا، سوم زکوۃ دینا، چہارم حج کرنا، پنجم رمضان کے روزے رکھنا۔

اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جو پانچ ستونوں پر کھڑی ہوئی ہے۔ مرکزی ستون اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا ہے اور چاروں طرف چار ستون ہیں۔ مرکزی ستون کے بغیر تو یہ عمارت کھڑی نہیں ہوسکتی اور چاروں ستونوں میں سے جو ستون بھی ناقص رہے گا تو عمارت ناقص رہے گی۔

۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنِ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ نماز دین اسلام کا ایسا شعار ہے، اور حقیقت ایمان سے اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ اس کو چھوڑ دینے کے بعد آدمی کفر کی سرحد میں پہنچ جاتا ہے۔

۳) عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور اسلام قبول کرنے والے عام لوگوں کے درمیان نماز کا عہد و میثاق ہے، (یعنی ہر اسلام لانے والے سے ہم نماز کا عہد لیتے ہیں جو ایمان کی خاص نشانی اور اسلام کا شعار ہے) پس جو کوئی نماز چھوڑ دے گویا اُس نے اسلام کی راہ چھوڑ کر کافرانہ طریقہ اختیار کرلیا۔

۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ ﷺ لَا یَرُوْنَ شَیْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن شقیقؒ (مشہور ثقہ تابعی) کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ سوائے نماز کے اور کسی بھی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

''سوائے نماز کے'' یہاں جو حصر کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ صرف نماز کے چھوڑنے کو کفر سمجھتے تھے دوسرے کسی بھی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے، تو یہی حصر اس پر دلالت کرتا ہے کہ نماز کا چھوڑنا صحابہ کے نزدیک دراصل ایک بہت بڑا گناہ تھا۔ ایسا بڑا گناہ کہ جو کفر کے قریب لے جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ عمداً اور قصداً کوئی نماز چھوڑتا ہے تو وہ مرتد ہے اسے قتل کردو۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک بھی وہ شخص واجب القتل ہے۔ لیکن یہ قتل ارتداد کی وجہ سے

نہیں بلکہ زجر کے طور پر سزا ہے۔امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو ہمیشہ کے لئے جیل میں ڈال دو کہ یا تو توبہ کرے یا وہیں پر مرجائے۔ بہرحال جب اہل سنت والجماعت کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر نہیں ہے تو پھر یہاں حدیث میں بے نمازی پر کفر کا حکم بطور تغلیظ وتشدید اور بطور زجر وتوبیخ ہوگا۔

۵) عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ومحبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کبھی کسی چیز کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہارے ٹکڑے کردیئے جائیں اور تمہیں آگ میں بھون دیا جائے اور خبردار کبھی بالارادہ نماز نہ چھوڑنا۔ کیونکہ جس نے دیدہ ودانستہ اور عمداً نماز چھوڑ دی تو اس کے بارہ میں وہ ذمہ داری ختم ہوگئی جو اللہ تعالی کی طرف سے اُس کے وفادار اور صاحب ایمان بندوں کے لئے ہے۔اور خبردار شراب کبھی نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

وصیت یعنی تاکیدی حکم کو کہتے ہیں۔شرک وکفر کے بارے میں جو بات آئی ہے وہ عزیمت کا حکم رکھتی ہے۔اسی مضمون کی ایک اور حدیث بعض دوسری کتابوں میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت سے بھی ذکر کی گئی ہے،اس میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے بارہ میں قریب قریب انہی الفاظ میں تاکید وتنبیہ فرمائی ہے، لیکن اس کے آخری الفاظ تارکِ نماز کے بارہ میں ہیں۔ فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّۃِ (جس نے دیدہ ودانستہ اور عمداً نماز چھوڑ دی تو وہ ہماری ملت سے خارج ہوگیا)۔

۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلَاۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والدِ مکرم سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے بچے سات برس کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہوجائیں (تو نماز چھوڑنے پر) انہیں مارو۔ نیز ان کے بستر علیحدہ کردو۔

۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلَاۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَبُرْھَانًا وَنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ لَمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ لَہٗ نُوْرًا وَبُرْھَانًا وَنَجَاۃً وَکَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَأُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ (احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرو العاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

نماز کا ذکر کیا (یعنی نماز کی فضیلت واہمیت بیان کرنے کا ارادہ کیا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص نماز پر محافظت کرتا ہے (یعنی ہمیشہ پابندی سے پڑھتا ہے) تو اس کے لئے یہ نماز ایمان کے نور (کی زیادتی کا سبب) اور (ایمان کے کمال کی واضح) دلیل ہوگی، نیز قیامت کے روز مغفرت کا ذریعہ بنے گی اور جو شخص نماز کی محافظت نہیں کرتا تو اس کے لئے نہ (ایمان کے) نور (کی زیادتی کا سبب بنے گی) نہ (کمال ایمان کی) دلیل اور نہ (قیامت کے روز) مغفرت کا ذریعہ بنے گی بلکہ ایسا شخص قیامت کے روز قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ (عذاب میں مبتلا) ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۷) نماز کی اہمیت (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ۝۱۱۴ (ھود-۱۱۴)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ: اور اے پیغمبر! آپ دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصّوں میں نماز کی پابندی کیجئے، بیشک نیکیاں بُرائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ باتیں ایک مکمل نصیحت ہیں اُن کے لئے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ (مریم-۵۹)

ترجمہ: پھر اس کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نماز ضائع کی اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پس عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

(العنکبوت-۴۵)

ترجمہ: تلاوت کیجئے! جو کچھ وحی کی گئی آپ کی طرف کتاب سے اور قائم کیجئے نماز، یقیناً نماز روکتی ہے، بے حیائی اور بُرے کاموں سے اور اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے، جو کچھ تم کرتے ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ (الحج-۷۷)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور بھلائی کے کام کرو، تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

قرآن مجید میں وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ستّر (۷۰) مرتبہ آیا ہے۔ میں نے چند ہی آیتیں پیش کی ہیں۔ جوں ہی ایک شخص اسلام قبول کرتا ہے تو پہلا فریضہ جو اُس پر عائد ہوتا ہے وہ نماز کا ہے۔ ہر مسلمان پر جو عاقل بالغ ہے وہ مرد ہو یا عورت ہو چاہے امیر ہو یا غریب ہو چاہے صحت مند ہو چاہے بیمار ہو نماز اُس پر فرض ہے۔

بیماری کی وجہ سے ٹھہر کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے جب تک ہوش وحواس باقی ہیں نماز اُس پر فرض رہے گی۔ آدمی چاہے اپنے وطن میں ہو چاہے سفر میں ہو (شرعی سفر ۴۸ میل دور) تو اُس کو قصر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ عین جنگ کے موقعہ پر بھی نماز ناغہ نہیں کی جاسکتی۔ صلاۃ خوف پڑھی جائیگی۔ ایک گروہ نماز پڑھتا رہیگا اور ایک گروہ دشمن سے لڑتا رہیگا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقعہ پر صلوۃ خوف پڑھائی۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری کلمات جب آپ دنیا سے جا رہے تھے تو یہ تھے **الصلوٰۃ ما ملکت ایمانکم** (نماز کی حفاظت کرو اور لونڈی اور غلاموں کے حقوق ادا کرو)۔

۱) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَ رَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِمَا بَیْنَ هُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَآئِرُ** (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک، اور رمضان سے رمضان تک، اُن گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو اُن کے درمیان (صادر ہوئے) ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ ہوا ہو۔

علماء کرام کا کہنا یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں اور صغیرہ گناہ نیک اعمال سے۔

۲) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا**

بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُ اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنے صحابہ سے) سوال کیا! بتلاؤ تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر بہہ رہی ہو اور وہ اس نہر میں ہر روز پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اس کے (بدن پر) میل کچیل کا کوئی حصہ باقی رہے گا؟ صحابہ بولے: نہیں، اس کا میل کچیل ذرا بھی باقی نہیں رہے گا! ارشاد ہوا: تو یہی صورت پانچوں نمازوں کی بھی ہے، کہ اللہ تعالیٰ اُن (نمازوں) کے سبب سے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِيْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے؟ ارشاد ہوا: نماز کا اُس کے وقت میں پڑھنا (یعنی مکروہ وقت میں اُس کو نہ پڑھا جائے) میں نے پوچھا: اور پھر کونسا عمل؟ ارشاد ہوا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا (یعنی اُن سے اچھا سلوک کرنا، اور ان کی

اطاعت وفرمانبرداری کرنا بشرطیکہ گناہ کا حکم نہ کریں) میں نے پوچھا: اور پھر کونسا عمل؟ ارشاد ہوا: اللہ کی راہ میں جہاد! ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے یہ باتیں بیان فرمائیں، اور اگر میں اس سے زیادہ دریافت کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے زیادہ مجھ کو بتلاتے۔

اَلْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ یعنی اللہ کے نزدیک افضل اعمال۔

بنیادی طور پر فضیلت کلیہ صرف ایمان کو حاصل ہے۔ اعمال میں فضیلت جزئی ہوتی ہے، سائل کے اعتبار سے یا زمان اور مکان کے اعتبار سے افضل ایک نوع ہے اس کا ایک فرد نہیں بلکہ بیشمار افراد ہو سکتے ہیں۔

۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ

(احمد، ابوداود، مالک، نسائی)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ان پانچ نمازوں کے لئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے (فرائض مستحبات کی ادائیگی کے ساتھ) اچھی طرح وضو کیا اور ان کو وقت پر پڑھا نیز ان میں رکوع وخشوع کیا (یعنی نمازیں حضور قلب کے ساتھ پڑھیں) تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ

پر ذمہ (یعنی اللہ کا وعدہ) یہ ہے کہ وہ اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا (یعنی اس نے مذکور بالا طریقہ سے یا مطلق نماز نہ پڑھی) تو اللہ تعالیٰ اس کا ذمہ دار نہیں ہے چاہے تو بخش دے چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز کا تارک، کافر نہیں ہو جاتا اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کو عذاب دینا اللہ پر واجب نہیں ہے۔

۵) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِيْعُوْا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (احمد، ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (مسلمانو) پانچوں وقت اپنی نماز پڑھو اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو اپنے مال کی زکوۃ دو اور اپنے سردار کی (جب تک وہ خلاف شرع چیزوں کا حکم نہ کرے) اطاعت کرو (اگر ایسا کرو گے تو) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (یعنی بہشت کے بلند درجات کے حقدار بنو گے)۔

دن رات میں پانچ وقت نمازیں ہیں ان کی پابندی کرو، رمضان کا مہینہ آنے پر پورے مہینے کے روزے رکھو، سال میں ایک مرتبہ اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو اور جو ذَا أَمْر صاحب امر لوگ ہیں، چاہے وہ حکومت کے سربراہ ہو سکتے ہیں یا علماء یا سیاسی وسماجی ذمہ دار بھی ہو سکتے ہیں۔

۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ عَالَجْتُ اِمْرَأَةً فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنِّيْ اَصَبْتُ مِنْهَا مَادُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا فَاَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے، اور وہ یوں کہ) مدینہ کے ایک ویران گوشہ میں میں نے ایک عورت کا پیچھا کیا (اُس کو نہ چھوڑا) یہاں تک کہ اُس سے سب مزے لوٹے (بوسہ، چمٹانا، وغیرہ وغیرہ) صرف دخول نہیں کیا، اب میں (اپنے جرم کا اقراری ہو کر) یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ جو فیصلہ میرے بارہ میں کرنا چاہیں کیجئے۔ (یہ سنکر) حضرت عمرؓ نے (جو مجلس نبوی میں حاضر تھے) اس شخص سے کہا (بھلے مانس) اللہ تعالیٰ نے تو تیری خطا پر پردہ ڈال دیا تھا۔ اگر تو بھی اپنی اس بات کو چھپائے رکھتا (تو کیا تیرے لئے بہتر نہ ہوتا؟) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں: لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

(حکم الٰہی کا انتظار کرتے ہوئے) اُس شخص کی بات پر کسی ردِّعمل کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے پیچھے ایک آدمی بھیجا اور اس کو بلوایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ یعنی دن کے دونوں طرفوں میں اور رات کے ایک حصے میں نماز پابندی سے پڑھا کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ نیکیاں بُرائیوں کو مٹاتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ اس پر حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب (حضرت عمرؓ یا حضرت معاذؓ) نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! یہ خاص اسی شخص کے حق میں ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: نہیں، سبھی لوگوں کے حق میں ہے۔

۷) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذَالِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (ایک روز) جاڑے کے دنوں میں، جبکہ پتّوں کے جھڑنے کا وقت تھا، باہر نکلے اور ایک درخت کی دو ٹہنیاں

پکڑ لیں، حضرت ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ (پت جھڑ میں جس طرح درخت کی ٹہنیوں اور ڈالیوں کو پکڑ کے ہلانے سے پتّے بہت زیادہ جھڑنے لگتے ہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دنوں ٹہنیوں کو پکڑ کر ہلایا) اُن کے پتّے جھڑنے لگے۔ حضرت ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ اُسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو مخاطب کیا۔ اے ابوذر! میں بولا: حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ارشاد ہوا، دیکھو مسلمان بندہ جب نماز پڑھتا ہے اور نماز سے اسکا مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہوتا ہے (اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا)، تو اُس کے گناہ اسی طرح جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتّے جھڑ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں نماز قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۸) نماز کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ (بنی اسرائیل، ۷۸-۷۹)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: قائم کیجئے نماز سورج ڈھلنے کے وقت سے رات کے اندھیرے تک اور فجر کی نماز بھی، بیشک نماز صبح (فجر) ہے وقت (فرشتوں) کے حاضر ہونے کا۔اور کچھ حصہ رات (میں بھی) آپ تہجد پڑھیں اس (قرآن) کے ساتھ، یہ زائد (عبادت)

ہے آپ کے لئے ،قریب ہے کہ (اس کی برکت سے) آپ کو فائز کر دے آپ کا رب ’’مقام محمود‘‘ پر۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۷﴾

(البقرہ۔۲۷۷)

ترجمہ: البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور نماز کی پابندی کی اور زکوۃ ادا کی تو ان کے رب کے پاس ان کا ثواب محفوظ ہے اور نہ ان کو کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غم گین ہوں گے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾

(المؤمنون،۱۔۲)

ترجمہ: یقیناً فلاح پا گئے ایمان والے۔ جو اپنی نمازوں میں خشوع (عاجزی) کرنے والے ہیں۔

وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَ یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ ؕ﴿۵﴾ (البینہ۔۵)

ترجمہ: اور نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں، مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ کی خالص کرتے ہوئے، اسی کے لئے اپنے دین (بندگی) کو سب طرف سے کٹ کر (یعنی یکسو ہو کر) اور وہ قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوۃ اور یہی ہے دین سیدھا (درست)۔

ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بندگی ، محبت ، محتاجی ظاہر کر کے اسکا قرب اور رضا حاصل کرنے کا نام نماز ہے۔ اسلئے ہر نبی کی شریعت میں نماز فرض رہی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں نماز کے اصل عناصر تین ہیں۔ ایک قلب اللہ تعالی کی لا انتہا عظمت وجلال کے دھیان سے سر افگندہ ہو (جھکے) ۔ دوسرے اللہ تعالی کی عظمت و کبریائی اور اپنی عاجزی اور بندگی کو بہتر سے بہتر انداز میں بیان کرے اسلئے نماز میں چند ایسی دعائیں اوراذ کار مقرر کی گئی ہیں۔ تیسرے تمام ظاہری اعضاء کو بھی اللہ کی عظمت اور کبریائی کے آگے جھکیں۔ اس کے لئے قیام رکوع سجدہ مقرر کئے گئے ہیں۔

۱) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عُمارہ بن رویبہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص (دوزخ کی) آگ میں ہرگز نہیں ڈالا جائے گا جس نے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج چھپنے سے پہلے ، یعنی فجر کی نماز اور عصر کی نماز پڑھی۔

۲) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے ٹھنڈے وقت کی دونوں نمازیں (یعنی فجر اور عصر، یا فجر وعشاء کی نمازیں) پڑھیں تو وہ جنت میں جائے گا۔

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَةٌ بِاللَّیْلِ وَ مَلَائِکَةٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُوْنَ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (وہ) فرشتے (کہ جو بندوں کے اعمال لکھتے ہیں اور اوپر پہنچاتے ہیں) رات اور دن میں نوبت بہ نوبت تمہارے درمیان آتے ہیں۔ وہ فرشتے ایک تو فجر کی نماز کے وقت اکٹھا ہوتے ہیں اور ایک عصر کی نماز کے وقت۔ پھر جو فرشتے کہ جو تمہارے درمیان تھے، جب اوپر جاتے ہیں تو باوجود یہ کہ ان کا پروردگار (اپنے بندوں کے اعمال و احوال کو) اُن فرشتوں سے بھی زیادہ جانتا ہے، پھر بھی اُن سے پوچھتا ہے: تم میرے بندوں کو کیسی حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں: ہم نے اُن (بندوں) کو ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم اُن کے پاس پہنچے تھے تو اُس وقت بھی نماز ہی پڑھ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ جاننے کے باوجود بھی اسلئے پوچھتا ہے کہ انسان کی پیدائش پر

فرشتوں نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ آپ ایسے کو پیدا کرتے ہیں جو زمین میں فساد کرے گا اور خوں ریزی کرے گا۔

۴) عَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّطْلُبُهٗ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُّدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جُندب قسری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی حفاظت و امان میں آ گیا۔ اب ایسا نہ ہو کہ تم اُس کو ستاؤ اور (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اپنے عہد و امان کے سلسلے میں کسی چیز کا جواب تم سے طلب کرے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اللہ نے اپنے عہد و امان کے سلسلہ میں کسی چیز کی جواب طلبی جس سے کی، اس کو پکڑے گا اور دوزخ کی آگ میں اُس کو اوندھا گرائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ صبح کی نماز پڑھنے والا دنیا و آخرت میں اللہ کی امان میں ہے اسلئے اُس سے کوئی تعارض نہ کرے۔

۵) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے 'خندق' کے دن فرمایا:

ان کافروں نے ہمیں ''صلوۃِ وسطیٰ'' نہیں پڑھنے دی جو عصر کی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

قرآن مجید میں آتا ہے **حافظوا علی الصلوت والصلاۃ الوسطی** (نمازوں کی حفاظت کرو خاص کر درمیانی نماز کی) صلوۃ الوسطی کے بارے میں جو اختلاف ہے کہ وہ کونسی نماز ہے ظہر ہے یا فجر ہے یا عصر ہے۔ مذکورہ حدیث اور عبداللہ بن مسعودؓ کی مرفوع حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے۔

۶) **عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ** (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ اور حضرت سمرہ بن جندبؓ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: (کلام اللہ کی آیت میں ''صلوۃ وسطی'' یعنی وسطی کی نماز' کا جو ذکر ہے اُس سے عصر کی نماز مراد ہے۔

۷) **عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ** (مسلم)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، اُس نے گویا آدھی رات قیام کیا (یعنی رات کا نصف حصہ نماز پڑھتے ہوئے گذارا) اور جس نے فجر کی جماعت کے ساتھ پڑھی،

اُس نے گویا پوری رات نماز پڑھی۔

۸) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰى صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْاِيْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت سلمانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص صبح کی نماز کو (مسجد) جاتا ہے وہ ایمان کا جھنڈا لے کر جاتا ہے اور جو شخص نماز پڑھے بغیر بازار جاتا ہے وہ شیطان کا جھنڈا لے کر جاتا ہے۔

۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''منافقین پر عشاء اور فجر سے بھاری کوئی اور نماز نہیں ہے۔ اگر وہ دونوں کے ثواب کو جان لیں تو سرین کے بل چلتے ہوئے آیا کریں گے''۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پورے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالٰی

(۱۹) نماز کے فرائض

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا هَادِیَ لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ وَ اَیْدِیْکُمْ مِّنْہُ مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۝۶ (المائدہ-۶)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ

الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کو اُٹھو تو پہلے اپنے منہ کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور اپنے پاؤں بھی ٹخنوں تک دھولیا کرو اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو تمام جسم کو خوب پاک کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرور سے فارغ ہوکر آیا ہو، تم ملے ہو عورتوں سے، پھر تم پانی پر قدرت نہ پاؤ تو ایسی حالت میں تم پاک مٹی کا قصد کرو اور اُس مٹی سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرلو اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک وصاف کرے اور تم پر اپنے احسانات کی تکمیل کردے تاکہ تم اُس کا شکر بجالاؤ۔

نماز کے کچھ فرائض ہیں جس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، کچھ واجبات ہیں جن کے بغیر نماز ناقص رہ جاتی ہے اور سجدہ سہو سے اس کی تلافی کی جاسکتی ہے۔ کچھ سنتیں ہیں اور مستحبات ہیں جس سے نماز کامل اور مکمل ہوتی ہے۔ کچھ باتیں نماز کی مفسدات ہیں جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور کچھ مکروہات ہیں جس سے نماز میں کراہیت پیدا ہوجاتی ہے اور ثواب کم ملتا ہے۔ نماز میں تیرہ (۱۳) چیزیں فرض ہیں، سات نماز سے پہلے اور چھ نماز کے اندر۔ نماز سے پہلے جو ہیں وہ شرائط کہلاتے ہیں اور جو نماز کے اندر ہیں وہ ارکان کہلاتے ہیں۔ ہر نماز پڑھنے والے کو کم سے کم فرائض کیا ہیں، واجبات کیا ہیں اور مفسدات کیا ہیں جاننا ضروری ہے۔

شرائط نماز:

پاکی اورطہارت

۱) بدن کا پاک ہونا یعنی نمازی کے بدن کا نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہونا یعنی اگر وضو نہ ہوتو وضو کرلے اور غسل کی ضرورت ہوتو غسل کرلے۔اور اگر کوئی نجاست جسم پر لگی ہوتو دھوڈالے۔

۲) کپڑوں کا پاک ہونا یعنی اگر نمازی کے کپڑے پر نجاست غلیظ یا خفیفہ ہوتو اس کو دھوڈالے۔

۳) نماز کی جگہ کا پاک ہونا یعنی جس جگہ وہ نماز پڑھے وہ پاک ہونی چاہئے یا جس چٹائی یا جائے نماز پر پڑھے وہ پاک ہونی چاہئے۔

۴) نماز کا وقت پر پڑھنا اگر وقت سے پہلے یا بعد میں پڑھی گئی تو نماز نہ ہوگی۔

۵) سترعورت یعنی نمازی کے بدن کا کپڑے سے چھپا ہونا، بدن کے چھپے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مرد کو کم سے کم ایسا کپڑا پہننا چاہئے کہ گھٹنے سے لے کر ناف تک کا حصہ چھپا ہوا ہو اور عورتوں کو ایسا لباس پہننا چاہئے کہ دونوں ہاتھوں کے پہنچوں، دونوں پیروں اور چہرہ کے علاوہ پورا بدن چھپ جائے۔ اگر مرد کے پیر کے ٹخنے چھپ گئے، تو اس کی نماز مکروہ ہوگی اور اگر عورت کے پورے ٹخنے کھل گئے تو نماز مکروہ ہوگی۔

۶) قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

۷) نماز کی نیت کرنا۔ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں، یعنی اگر کسی نے زبان سے نیت نہ کہ بلکہ صرف دل میں ارادہ کرلیا میں فلاں نماز پڑھتا ہوں تو بس اتنا کافی ہے لیکن اگر نیت زبان سے بھی کرلی جائے تو بہتر ہے۔اس سے دل کی توجہ میں مدد ملتی ہے۔

جو چیزیں نماز کے اندر ضروری ہیں وہ ارکان نماز کہلاتی ہیں کوئی رکن چھوٹ جائے تو نماز ہی نہیں ہوگی دوبارہ نماز پڑھنا پڑے گا۔

ارکان نماز:

۱) تکبیر تحریمہ، یعنی نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ زبان سے کہنا ضروری ہے دل میں کہا تو نماز میں داخل نہیں ہوا۔

۲) قیام یعنی اگر کوئی عذر نہ ہو تو سیدھے کھڑے ہونا۔

۳) قرأت یعنی قرآن مجید کی کم سے کم چھوٹی چھوٹی تین آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھنا۔

۴) ایک رکعت میں ایک رکوع کرنا۔

۵) ایک رکعت میں دو سجدے کرنا۔

۶) قعدہ اخیرہ میں جتنی دیر تشہد پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

۱) عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ اَوْ

تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طہارت (یعنی وضو) آدھا ایمان ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا (اعمال کی) ترازو کو بھر دیتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ بھر دیتے ہیں۔ یا یہ فرمایا کہ (ان میں سے ایک کلمہ) بھر دیتا ہے آسمانوں اور زمین کے مابین کو۔ نماز نور ہے۔ خیرات کرنا دلیل ہے۔ صبر کرنا روشنی ہے۔ قرآن یا تو تمہارے لئے سند بنے گا، یا تمہارے خلاف سند بنے گا۔ ہر آدمی صبح کرتا ہے تو اپنے آپکو بیچتا ہے یا تو وہ اپنے آپ کو آزاد کرتا ہے یا اپنے آپ کو تباہ کرتا ہے۔

طہارت آدھا ایمان ہے اس سے وضو کی فضیلت بیان کرنا ہے ایمان سے چھوٹے بڑے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ وضو سے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ کلمات بھر دیتے ہیں سے مراد ان کا ثواب ہے۔ نماز نور ہے سے مراد نماز پڑھنا قبر کے اندھیرے میں نور ہوگا اور قیامت کی تاریکی میں بھی نور ہوگا۔ صدقہ و خیرات کرنا اللہ کی رضا و خوشنودی کی دلیل ہے۔۔ صبر یعنی اپنے نفس کو برائیوں سے روکنا اور طاعت اور عبادات پر قائم رہنا ۔ حادثات میں اللہ کی مرضی پر راضی رہنا ایک نور ہے۔ اگر تم قرآن پر عمل کرو گے تو قرآن تمہیں نجات دلائے گا اور اگر اسکی

خلاف ورزی کروگے تو وہ تمہیں عذاب میں مبتلا کرائے گا۔ صبح اُٹھتے ہی ہر شخص کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے ایسے کام کرتا ہے جو اُسے دوزخ سے آزاد کرانے والے یا اسے دوزخ کا مستحق بنانے والے ہیں۔

۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُ اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ وَفِي حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ رَدَّدَ مَرَّتَيْنِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ ثَلَاثًا)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا اور کہا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتلادوں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو دور کردے اور جس کے سبب (جنت میں) تمہارے درجات کو بلند کرے؟ صحابہ نے عرض کیا ''ہاں رسول اللہ!'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشقت کے وقت (یعنی بیماری یا سخت جاڑے میں) وضو کا پورا کرنا (وضو کے فرائض اور سنن اور مستحبات کو ملحوظ رکھنا)، مسجد کی طرف (گھر سے دور ہونے کی وجہ سے) کثرت سے قدموں کا رکھنا اور (ایک) نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پس یہ رباط ہے اور مالک بن انسؓ کی حدیث میں پس یہ رباط ہے پس یہ رباط ہے

دو مرتبہ ہے (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں تین مرتبہ ہے۔

رباط سے مراد دشمن کی سرحد پر مستعد رہنے اور جہاد کے لئے تیار رہنے کو رباط کہتے ہیں۔

۳) عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی اس کے سنن ومستحبات کی رعایت کے ساتھ) تو اس کے (صغیرہ) گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔

۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے روز میری امت اس حال میں پکاری جائے گی کہ وضو کے سبب سے ان کی پیشانیاں روشن ہوں گی اور اعضاء چمکتے ہوں گے۔ لہٰذا تم میں جو شخص چاہے کہ وہ اپنی پیشانی کی روشنی بڑھائے تو اسے چاہئے کہ ایسا ہی کرے۔

غُرًّ اصل میں اغرّ کی جمع ہے اس کے معنے روشن پیشانی کے ہیں اور مُحَجَّل اس اعلی نسل کے گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے ہاتھ پاؤں سفید ہوں اچھی طرح وضو کرنے والے کے چہرہ ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔

۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُّ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا أَوَ لَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ أَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقبرہ (یعنی جنت البقیع) میں (دعاے مغفرت کے لئے) تشریف لائے۔ چنانچہ (وہاں پہنچ کر) آپ نے فرمایا ''اے مومنین کی جماعت! تم پر سلامتی ہو (یعنی آپ نے اہل قبور کو سلام کیا اور فرمایا) ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اور میں اس بات کی تمنا رکھتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں'' صحابہؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں'' آپ نے فرمایا تم میرے دوست ہو اور میرے بھائی

وہ ہیں جو ابھی (دنیا میں) نہیں آئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ کی امت میں سے جو لوگ ابھی نہیں آئے انہیں آپ (قیامت میں) کس طرح پہچانیں گے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی شخص کے پاس سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پیر والے گھوڑے ہوں اور وہ نہایت سیاہ گھوڑوں میں ملے ہوئے ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں (یارسول اللہ! ان امتیازی اوصاف کی بناء پر تو وہ یقینا پہچان لے گا) آپ نے فرمایا: ''وہ (قیامت میں) وضو کے اثر سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے۔ (لہٰذا اس علامت سے میں انہیں پہچان لوں گا) اور میں حوض کوثر پر ان کا میر سامان ہوں گا۔

۶) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَفِي رِوَايَةٍ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ هٰكَذَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے جو شخص وضو کرے اور اس (کی خوبیوں) کی انتہا پر پہنچا دے یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ پورا وضو کرے پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ

مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (یعنی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے بندے اور رسول ہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ (اس طرح کہے) أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں) تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے اس کا جی چاہے جنت میں داخل ہو۔

باسمہٖ تعالٰی

(۲۰) نماز کے اوقات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (النساء۔ ۱۰۳)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: پھر جب تم یہ نماز (الصلوٰۃ الخوف) پڑھ چکو تو تم کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو پھر جب تم کو ہر طرح اطمینان نصیب ہو جائے تو تم قاعدے کے موافق نماز ادا کرو بیشک نماز مقرر اور متعین اوقات کے ساتھ مسلمانوں پر

فرض کی گئی ہے۔

فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ﴿۱۷﴾ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیۡنَ تُظۡہِرُوۡنَ﴿۱۸﴾ (الروم۔۱۷،۱۸)

ترجمہ: سو تم لوگ جب شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ کی پاکی بیان کرو اور تمام آسمانوں میں اور زمین میں اُسی کی تعریف اور حمد و ثناء ہوتی ہے اور تم سہ پہر کے وقت اور ظہر کے وقت بھی خدا کی پاکی بیان کرو۔

پانچ وقت کی نمازوں کو اُن کے مقررہ اوقات میں پڑھنا ضروری ہے۔ وقت سے پہلے اگر نماز پڑھی گئی تو نماز نہیں ہوگی اور اگر وقت کے بعد پڑھی گئی تو قضا کہلائے گی۔ بغیر کسی شرعی عذر کے نماز کا قضا ہونا بہت بڑا گناہ ہے۔ اوقات نماز کے تعلق سے حدیثیں اس طرح ہیں۔

۱) عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ وَقۡتُ الظُّھۡرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمۡسُ وَکَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ کَطُوۡلِہٖ مَا لَمۡ یَحۡضُرِ الۡعَصۡرُ وَوَقۡتُ الۡعَصۡرِ مَالَمۡ تَصۡفَرَّ الشَّمۡسُ وَوَقۡتُ صَلَاۃِ الۡمَغۡرِبِ مَالَمۡ یَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقۡتُ صَلَاۃِ الۡعِشَاءِ اِلٰی نِصۡفِ اللَّیۡلِ الۡاَوۡسَطِ وَوَقۡتُ صَلَاۃِ الصُّبۡحِ مِنۡ طُلُوۡعِ الۡفَجۡرِ مَالَمۡ تَطۡلُعِ الشَّمۡسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمۡسُ فَاَمۡسِكۡ عَنِ الصَّلَاۃِ فَاِنَّھَا تَطۡلُعُ بَیۡنَ قَرۡنَیِ الشَّیۡطَانِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ روای ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ظہر کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہے اور اس کا آخری وقت اس وقت تک ہے جب آدمی کا سایہ اس کے طول کے برابر نہ ہوجائے عصر کے آنے کے وقت تک اور عصر کا وقت اسی وقت تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہوجائے اور مغرب کی نماز کا وقت اسی وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو اور نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک ہے اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے اس وقت تک ہے جب تک سورج نہ نکل آئے اور جب سورج نکل آئے تو نماز سے باز رہو کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔

نماز کا ایک ابتدائی وقت ہے اور ایک انتہائی اور ایک مستحب وقت ہے۔ تین اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے۔ عین طلوع، غروب اور استواء آفتاب کے وقت۔

۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَمَّنِيْ جِبْرِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَصَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَ الشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ وَصَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰى بِيَ

الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ھٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ (ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ نے (نماز کی کیفیت اور اوقات نماز بتانے کے لئے) امام بن کے خانۂ کعبہ کے نزدیک مجھے دومرتبہ (یعنی دوروز) نماز پڑھائی، چنانچہ (پہلے روز جس وقت سورج ڈھل گیا سایہ تسمہ کے مانند تھا تو پہلے مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اور جس وقت ہر چیز کا سایہ (علاوہ سایہ اصلی کے) اس کے برابر ہو گیا تو مجھے عصر کی نماز پڑھائی اور جس وقت روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے (یعنی سورج چھپنے کے بعد) تو مجھے مغرب کی نماز پڑھائی اور شفق غائب ہونے کے وقت مجھے عشاء کی نماز پڑھائی اور جس وقت روزہ دار کے لئے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے (یعنی صبح صادق) ہوا تو مجھے فجر کی نماز پڑھائی اور جب اگلا روز ہوا تو انہوں نے مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ سایہ ایک مثل (کے قریب) ہو گیا اور مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ سایہ دومثل ہو گیا اور مجھے مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار افطار کرتا ہے اور مجھے عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ ایک تہائی رات گذر گئی تھی اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی جبکہ خوب روشنی ہو گئی تھی اور پھر (جبرئیلؑ نے) میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ وقت آپ سے پہلے نبیوں (کی نماز) کا ہے۔

اور نماز ان دو وقتوں کے بیچ بیچ ہے۔

حدیث کی ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے اوقات دریافت کئے تو آپ نے اُن سے کہا تم دو دن ہمارے ساتھ نماز پڑھو تا کہ تمہیں نماز کے اوقات اول و آخر معلوم ہو جائیں۔ چنانچہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو (اذان کا) حکم دیا، حضرت بلال نے اذان دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں (تکبیر کا) حکم دیا، انھوں نے ظہر کی تکبیر کہی (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے اقامت کا حکم دیا جبکہ سورج بلند اور سفید صاف تھا (اور عصر کی نماز پڑھائی) پھر مغرب کی اقامت کا حکم دیا جبکہ سورج غروب ہی ہوا تھا (اور مغرب کی نماز پڑھائی) پھر عشاء کی اقامت کا حکم دیا جبکہ شفق غائب ہوئی تھی (اور عشاء کی نماز پڑھائی) پھر فجر نمودار ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقامت کا حکم دیا (اور نماز پڑھائی گویا پہلے دن آپ نے تمام نمازیں اول وقت پڑھا کر دکھا دیں کہ نماز کا اول وقت یہ ہے) پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو ظہر کو ٹھنڈا کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خوب ٹھنڈا کر کے نماز ظہر پڑھائی اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج بلند تھا لیکن کل کے وقت سے دیر کر کے نماز پڑھائی اور مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے (یعنی شفق غائب ہونے کے قریب) پڑھائی اور عشاء کی نماز تہائی رات گذرنے پر پڑھائی اور فجر کی نماز خوب روشنی ہو جانے پر پڑھائی اور اس کے بعد فرمایا نماز کے

اوقات دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس شخص نے سامنے آ کر عرض کیا ''یارسول اللہ! میں حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری نماز کے اوقات ان اوقات کے درمیان ہیں جو تم (دودنوں میں) دیکھ چکے ہو۔

۳) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ وَالْوَقْتُ الْاٰخِرُ عَفْوُ اللّٰہِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز کو اول وقت ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب ہے اور آخر وقت میں ادا کرنا خدا کی معافی کا سبب ہے۔

رِضْوَانُ اللّٰہِ یعنی اول وقت مختار میں نماز پڑھنا اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنا ہے مقصد یہ ہے کہ جن اوقات میں تاخیر کرنا کسی خاص مقصد کے لئے ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان عارضی حالات کی وجہ سے ان کی تاخیر ہی وقت مختار ہے۔ مثلاً گرمیوں میں ظہر میں ابراد کی غرض سے تاخیر افضل ہے۔ فجر میں اسفار افضل ہے۔ اسی طرح جماعت کی غرض سے تاخیر افضل ہے۔ وَالْوَقْتُ الْاٰخِرُ اس سے مراد مکروہ وقت ہے مثلاً عصر میں اصفرار شمس تک تاخیر کرنا مکروہ ہے اور عشاء میں نصف اللیل سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے لیکن اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اس تاخیر سے فرض ادا نہیں ہوگا فرض ادا ہو جائے گا البتہ تاخیر کی کراہت کو اللہ تعالی معاف فرمائے گا۔

۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهٖ

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کے لوگوں کی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو انہیں (وجوب کے طریقہ پر) یہ حکم دیتا کہ عشاء کی نماز تہائی رات تک یا آدھی رات تاخیر کر کے پڑھیں۔

۵) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهٗ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیجؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا فجر کی نماز اجالے میں پڑھو کیونکہ اجالے میں نماز پڑھنے سے بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے۔

۶) عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ (نسائی)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (ظہر کی) نماز گرمی کے موسم میں ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے اور سردی کے موسم میں جلدی پڑھ لیتے تھے۔

اس سے پہلے اس بات کا ذکر آچکا ہے کہ ہر نماز کا ایک اول وقت ہے اور ایک آخری وقت ہے اور ایک مستحب وقت ہے۔ امام شافعیؒ اور اکثر ائمہ تمام نمازیں اول وقت پڑھنے کی تائید میں ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہؒ نمازوں کے مستحب اوقات

میں پڑھنے کے حق میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پابندی کے ساتھ مستحب اوقات میں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۱) جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳ (البقرہ-۴۳)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ: اورنماز قائم کرواورزکوۃ دیا کرواوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (جماعت سے نماز پڑھو)۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۸ (التوبہ-۱۸)

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کوتو صرف وہی لوگ آباد کرسکتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ ادا کریں اور سوائے اللہ کے کسی اور سے نہ ڈریں سوانہی لوگوں کی نسبت خدا سے امید ہے کہ یہی لوگ راہ یافتہ لوگوں میں سے ہوں گے۔

وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ (الجن۔۱۸)

ترجمہ: اور یہ بھی وحی کی گئی ہے کہ مسجدیں اللہ تعالی کے لئے مخصوص ہیں سوان میں اللہ تعالی کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

مسجد زمین پر نماز کے لئے وقف کردہ جگہ ہوتی ہے۔سطح زمین سے لے کر آسمان تک وہ مسجد ہی ہے یہ جگہ نہ بیچی جاسکتی ہے نہ خریدی جاسکتی ہے اور نہ کسی اور شکل میں تبدیل کی جاسکتی ہے۔قیامت تک وہ مسجد ہی رہے گی۔

نماز اسلام کی عظیم عبادت ہے اور شعار ہے اس لئے اسے جماعت سے ادا کرنے کا حکم ہے۔عوام اور خواص مل کر ادا کریں گے تو ایک دوسرے کی اصلاح ہوگی۔علماء سے عوام مسائل سیکھ لیں گے۔بے نمازی بے نقاب ہو جائیں گے۔ جماعت سے ادائیگی میں اجتماعی عبادت اللہ کے حضور عظیم اثر رکھتی ہے۔جماعت کی ادائیگی میں اسلام کی شوکت کا اور اتحاد کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ایک شخص کو دوسرے کے حالات جاننے کا موقعہ ملتا ہے۔نماز کی صف مساوات کا سبق سکھاتی ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلَاۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلَاۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز تنہا نماز سے (ثواب میں) ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ لَقَدْ رَأَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاۃِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُہٗ اَوْ مَرِیْضٌ اِنْ کَانَ الْمَرِیْضُ لَیَمْشِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ حَتّٰی یَاْتِیَ الصَّلٰوۃَ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْھُدٰی وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی الصَّلٰوۃُ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُؤَذَّنُ فِیْہِ.. وَفِیْ رِوَایَۃٍ.. اِنَّ اللّٰہَ شَرَعَ لِنَبِیِّکُمْ سُنَنَ الْھُدٰی وَاِنَّھُنَّ (اَیِ الصَّلَوَاتُ حَیْثُ یُنَادٰی بِھِنَّ) مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی وَلَوْ اَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا یُصَلِّیْ ھٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَیْتِہٖ لَتَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ وَلَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ .... (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اپنے کو (یعنی مسلمانوں کو) اس حال میں دیکھا ہے کہ نماز با جماعت میں شریک نہ ہونے والا یا تو بس کوئی منافق ہوتا تھا جس کی منافقت ڈھکی چھپی نہیں ہوتی تھی، بلکہ عام طور سے

لوگوں کو اس کی منافقت کا علم ہوتا تھا۔ یا کوئی بیچارہ مریض ہوتا تھا (جو بیماری کی مجبوری سے مسجد تک نہیں آسکتا تھا) اور بعضے مریض بھی دو آدمیوں کے سہارے چل کر آتے اور جماعت میں شریک ہوتے تھے۔۔ اسکے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ''سنن ہدیٰ'' کی تعلیم دی ہے (یعنی دین وشریعت کی ایسی باتیں بتائی ہیں جس سے ہماری ہدایت وسعادت وابستہ ہے) اور اُنہی ''سُنن ہُدیٰ'' میں سے ایسی مسجد میں جہاں اذان دی جاتی ہو جماعت سے نماز ادا کرنا بھی ہے۔۔ اور ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ ارشاد اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے فرمایا۔'' اے مُسلمانو! اللہ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ''سُنن ہُدیٰ'' مقرر فرمائی ہیں (یعنی ایسے اعمال کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقامِ قُرب ورضا تک پہونچانے والے ہیں) اور یہ پانچوں نمازیں با جماعت سے مسجد میں ادا کرنا اُنہی ''سُنن ہُدیٰ'' میں سے ہے اور اگر تم اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ یہ ایک آدمی جماعت سے الگ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے (یہ اُس زمانہ کے کسی خاص شخص کی طرف اشارہ تھا) تو تم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دو گے، اور جب تم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دو گے تو یقین جانو کہ تم راہ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے اور گمراہی کے غار میں گرو گے۔

ابتدائی دور میں عورتوں کو صبح اور رات کی نماز میں آنے کی اجازت تھی کہ وہ

پورے پردے کی ساتھ بغیر کوئی خوشبو لگائے آئیں۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اُن کا گھر ہی اُن کے لئے بہتر ہے۔

۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ مُخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عورت کا گھر کے اندر (یعنی دالان میں) نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا کھلے ہوئے مکان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے بعد صحابہ کرامؓ نے حالات کا تقاضہ دیکھ کر یہی بہتر سمجھا کہ عورتوں کو مسجد کی حاضری سے منع کر دیا جائے۔ حضرت عائشہؓ خود فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہوتے تو وہ بھی عورتوں کو مسجد آنے سے روکتے۔

جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

امام شافعیؒ کے نزدیک جماعت فرض کفایہ ہے، امام مالکؒ کے نزدیک سنت ہے اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک فرض عین ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ جہاں شرعی عذر ہے وہاں جماعت سے رخصت ہے۔ مثلاً شدید بارش، راستہ میں کیچڑ، بدن پر ستر کا کپڑا نہ ہونا، شدید سردی، راستہ میں

جان و مال کا خطرہ، مسجد جانے پر پیچھے مکان و سامان کی چوری کا خطرہ، شدید اندھیرا، کسی مریض کی تیمارداری، شدید پیشاب پیخانہ یا بھوک کا تقاضہ، سفر کے دوران قافلے سے بچھڑنے کا خطرہ، درس و تدریس کی مشغولیت، بیمار جو چلنے پر قادر نہ ہو۔

جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے ہی مساجد کی تعمیر اور آبادکاری کا حکم دیا گیا ہے:

۴) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''خدا کے نزدیک تمام شہروں میں محبوب و پسندیدہ مقامات مساجد ہیں اور بدترین و ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں۔

۵) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللهُ لَهُ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''جو شخص خدا کے لئے مسجد بناتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنا دیتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے چاہے وہ مسجد بٹیر کے گھونسلے کی طرح چھوٹی ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِی الدُّوْرِ وَ

اَن یُّنَظَّفَ وَیُطَیَّبَ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا محلوں میں مسجدیں بنانے کا اور یہ بھی حکم دیا کہ ان کی صفائی کا اور خوشبو کے استعمال کا اہتمام کیا جائے۔

۷) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص دن کے اول حصہ میں یا آخری حصہ میں مسجد جاتا ہے تو اللہ تعالی جنت میں اس کی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے خواہ وہ صبح کو جائے یا شام کو۔''

۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تَضْعُفُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ أَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ أَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا یَزَالُ أَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ وَزَادَ فِیْ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ أَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ

مَا لَمۡ یُؤۡذِ فِیۡہِ مَا لَمۡ یُحۡدِثۡ فِیۡہِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جماعت کے ساتھ آدمی کی نماز اس نماز سے جو گھر میں یا (تجارت وغیرہ کی مشغولیت کی بناء پر) بازار میں پڑھی جائے پچیس درجہ فضیلت رکھتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اچھی طرح (یعنی آداب وشرائط کو ملحوظ رکھ کر) وضو کرتا ہے اور (کسی غرض کی وجہ سے نہیں بلکہ) صرف نماز ہی کے لئے مسجد آتا ہے تو وہ جو قدم اُٹھاتا ہے اس کے ہر قدم کے عوض اس کے ثواب میں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ کم ہو جاتا ہے (یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے) اور جب تک وہ نماز پڑھ کر اپنے مصلے پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے برابر اس کے لئے یہ دعا کرتے رہتے ہیں۔ ''أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیۡہِ أَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡہُ''۔ اے اللہ! اس کی بخشش کر! اے اللہ! اس پر رحم کر، اور جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو اس کا وہ وقت نماز ہی میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ جب کوئی شخص مسجد میں گیا اور نماز ہی کی وجہ سے وہاں رک گیا تو گویا وہ نماز ہی میں ہے اور فرشتوں کی دعا میں یہ الفاظ زیادہ ہیں أَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لَہٗ أَللّٰھُمَّ تُبۡ عَلَیۡہِ (یعنی اے اللہ! اس بندہ کی بخشش فرما، اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما) اور (یہ اس وقت تک ہوتا رہتا ہے) جب تک کہ وہ کسی (مسلمان) کو (اپنی زبان یا ہاتھ سے) ایذا نہ پہنچائے اور باوضو رہے۔

۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللہَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد سے تعلق رکھتا ہے اور اسکی خدمت اور نگہداشت کرتا ہے تو اس کے لئے ایمان کی شہادت دو۔ کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد وہی لوگ کرتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور یوم آخرت پر۔

۱۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِجْعَلُوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ مِنْ صَلَاتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم کچھ نمازیں (سنت اور نفل) اپنے گھروں میں بھی پڑھ لیا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔

۱۱) عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جندب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' آگاہ رہو! تم سے پہلے (یعنی دوسری امتوں کے) لوگوں نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ لہٰذا خبردار! تم لوگ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے منع کرتا

ہوں‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۲) نماز ادا کرنے کا طریقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِىْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ (البینہ۔۵)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ: حالانکہ ان اہل کتاب کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعتقاد سے اسکی عبادت کیا کریں اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوۃ دیا کریں اور یہی طریقہ درست و مضبوط ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ○ (الحج۔۷۷)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور بھلائی کے کام کرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

اس سے پہلے خطبات میں آپ کے سامنے یہ بات پیش کی جا چکی ہے کہ کچھ اعمال نماز میں فرض ہیں جن کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ آج آپ کے سامنے یہ بات بتانا ہے کہ نماز میں کچھ واجبات ہیں اگر وہ چھوٹ جائیں تو بھی نماز نہیں ہوتی اِلّا یہ کہ سجدہ سہو کے ذریعہ تلافی کی جائے۔ ہر نمازی کو فرائض کے ساتھ ساتھ واجبات کا جاننا ضروری ہے۔ نماز کے واجبات سولہ (۱۶) ہیں۔

۱) فرض کی پہلی دونوں رکعتوں کو قرآت کے لئے مقرر کرنا۔

۲) سورۂ فاتحہ پڑھنا، یعنی فرض نمازوں کی پہلی دونوں رکعتوں میں اور سنّت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

۳) نفل اور وتر کی تمام رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی سورہ یا تین آیات کا پڑھنا واجب ہے۔ اور فرض نمازوں میں صرف دو پہلی رکعتوں میں کوئی سورت یا تین آیات پڑھنا واجب ہے۔ تیسری چوتھی رکعتوں میں پڑھنا سنّت ہے۔

۴) سورۂ فاتحہ کا سورہ سے پہلے پڑھنا۔

۵) تمام ارکان کو پے در پے ادا کرنا یعنی اگر ایک رکن کے بعد دوسرا رکن کے ادا کرنے میں بے خیالی میں یا بھول کر اتنی دیر ہوگئی کہ جتنی دیر ایک سجدہ یا رکوع کرنے

میں ہوتی ہے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ دعا وغیرہ کے پڑھنے میں چاہے کتی دیر ہوجائے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔

۶) قیام ،قرآت ، رکوع اور سجدہ میں ترتیب کا قائم رکھنا یعنی رکوع سے پہلے سجدہ یا سجدہ سے پہلے قعدہ کرلیا تو سجدہ سہو لازم آئے گا۔

۷) رکوع اور سجدہ میں اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں ایک بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى یا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم پڑھا جاتا ہے۔ جو لوگ بہت جلد جلد رکوع اور سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی۔

۸) قومہ کرنا یعنی رکوع کے بعد اچھی طرح سیدھے کھڑا ہونا۔اس میں بھی لوگ بہت جلدی کرتے ہیں۔یعنی پورے طور پر کھڑے ہونے سے پہلے سجدہ میں چلے جاتے ہیں اور سجدہ سہو بھی نہیں کرتے ایسا کرنے سے بھی نماز نہیں ہوتی۔

۹) جلسہ کرنا یعنی ایک سجدہ کرکے اچھی طرح بیٹھ جانا، پھر دوسرا سجدہ کرنا۔

۱۰) پہلا قعدہ یعنی تین یا چار رکعت والی نمازوں میں دو رکعت کے بعد بقدر تشہد بیٹھنا۔

۱۱) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا، یعنی اگر دو رکعت والی نماز ہو تو دوسری رکعت میں اور اگر چار رکعت والی نماز ہو تو دوسری اور چوتھی رکعت میں اور تین رکعت والی نماز ہو تو دوسری اور تیسری میں تشہد پڑھنا۔

۱۲) تعدیل ارکان یعنی تمام ارکان کو اطمینان وسکون سے ادا کرنا یعنی ،قومہ، رکوع،

سجدہ اور جلسہ وغیرہ کو اطمینان سے ادا کرنا یا جو دعائیں نماز میں پڑھی جاتی ہیں ان کو اطمینان سے پڑھنا۔جلدی کرنے میں بہت سی باتیں چھوٹ جاتی ہیں جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۱۳) جن نمازوں میں آہستہ آہستہ قرآن پڑھنا ہے مثلاً ظہر وعصر ان میں آہستہ پڑھے اور جن نمازوں میں قرآن زور سے پڑھنا ضروری ہے، مثلاً مغرب، عشاء، فجر، جمعہ اور عیدین وغیرہ میں زور سے پڑھے

۱۴) اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہہ کر نماز کو ختم کرنا۔

۱۵) وتر کی تیسری رکعت میں قنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

۱۶) عیدین کی نماز میں چھ چھ تکبیریں زائد کہنا۔لیکن اگر مجمع زیادہ ہو تو تکبیروں کے چھوٹ جانے یا کسی اور واجب کے ترک ہو جانے سے سجدہ سہو نہ کرنا چاہئے۔

(بحوالہ اسلامی فقہ)

نماز میں فرض و واجب کے علاوہ کچھ سنتیں اور مستحبات بھی ہیں ان کے ترک سے نماز تو فاسد نہیں ہوگی اور نہ سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔لیکن ثواب میں کمی آئے گی۔نماز کو قبولیت کے معیار تک بنانے کے لئے فرائض و واجبات کی پابندی ضروری ہے اور نماز کو اعلیٰ درجہ اور معیاری بنانے کے لئے فرائض و واجبات کے ساتھ سنن اور مستحبات کی پابندی ضروری ہے۔انشاء اللہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْفِي الَّتِيْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اِسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اِفْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ (پہلے) اس نے نماز پڑھی (اس طرح کہ تعدیل ارکان اور قومہ وجلسہ کی رعایت نہیں کی) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ''جاؤ اور پھر نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی''۔ وہ چلا گیا اور جس طرح پہلے نماز پڑھی تھی اسی طرح پھر نماز پڑھی اور آپ کی خدمت میں آکر

سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دے کر پھر اس سے فرمایا کہ ''جاؤ نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں'' (اس طرح تین مرتبہ ہوا) تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ اس شخص نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! مجھے سکھلا دیجئے (کہ میں نماز کس طرح پڑھوں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ''جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو (پہلے) اچھی طرح وضو کرلو۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر تکبیر کہو پھر قرآن کی جو (سورت وغیرہ) تمہیں آسان معلوم ہو اسے پڑھو پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ پھر اطمینان کے ساتھ (دوبارہ) سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ''پھر سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اپنی تمام نماز اسی طرح ادا کرو۔''

ان صاحب کا نام خلاد بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ بدری صحابی ہیں اور بدر ہی میں شہید ہوئے ان کی جو غلطی ہو رہی تھی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تربیت کے لئے انہیں نماز بار بار پڑھنے کا حکم دیا تا کہ وہ غور و فکر کر کے اپنی غلطی معلوم کرلیں۔ ان سے جو غلطی ہو رہی تھی وہ تعدیل ارکان ہے۔ جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے واضح کر کے بتایا۔ ائمہ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ تعدیل ارکان کی کیا حیثیت ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تعدیل ارکان فرض ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے۔

۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَكَانَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِىَ قَائِمًا وَّكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِىَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُوْلُ فِىْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى اَنْ يَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ اِفْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيْمِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تکبیر تحریمہ سے نماز شروع فرماتے تھے اور قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے کرتے تھے، اور جب آپ رکوع میں جاتے تو سر مبارک کو نہ تو اوپر کی جانب اُٹھاتے اور نہ نیچے کی جانب جھکاتے، بلکہ درمیانی حالت میں رکھتے تھے (یعنی بالکل کمر کے متوازی) اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو سجدہ میں اُس وقت تک نہ جاتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے، اور جب سجدے سے سر مبارک اُٹھاتے تو جب تک بالکل سیدھے نہ بیٹھ جاتے دوسرا سجدہ نہیں فرماتے، اور ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے، اور اُس وقت اپنے بائیں پاؤں کو نیچے بچھا لیتے اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے اور ''عقبۃ الشیطان'' (یعنی شیطان کی طرح) بیٹھنے سے منع فرماتے

تھے، اور اس بات سے بھی منع فرماتے تھے کہ آدمی (سجدہ میں) اپنی باہیں (یعنی کلائیاں کہنیوں تک) زمین پر رکھے جس طرح کہ درندے اپنی کلائیاں زمیں پر بچھا کے بیٹھتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ کہہ کے نماز ختم فرماتے تھے۔

چونکہ دین کے احکام بتدریج نازل ہوئے اس لئے تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ ابتدائی دور میں نماز میں سلام کلام جائز تھا بعد میں بالکل منع کیا گیا۔ اس طرح رفع دین، آمین بالجہر، تسمیہ بالجہر، مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا وغیرہ مسائل میں اختلاف واقع ہوا ہے کیونکہ جس صحابی نے جس حال میں اللہ کے رسول کو دیکھا ویسا ہی بیان کیا۔ ائمہ کرام چونکہ صحابہ کرام کے شاگرد ہیں لازماً ان میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا پریشان ہونے اور تو تو میں میں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس امام کی بھی پیروی کرلے اس کی نماز ہوجائے گی۔ چونکہ اکثر لوگ حنفی مسلک پر چلتے ہیں اس لئے اُن کے مسلک کے مطابق چند حدیثیں سُنا دیتا ہوں۔

۳) عَنۡ عَلۡقَمَۃَ قَالَ قَالَ ابۡنُ مَسۡعُوۡدٍ أَلَا أُصَلِّیۡ بِکُمۡ صَلَاۃَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰی وَلَمۡ یَرۡفَعۡ یَدَیۡہِ اِلَّا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً مَعَ تَکۡبِیۡرِ الۡاِفۡتِتَاحِ
(ترمذی)

ترجمہ: حضرت علقمہؒ راوی ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ہم سے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی نماز نہ پڑھاؤں؟ چنانچہ ابن مسعودؓ نے ہمیں

(آنحضرت ﷺ کے طریقے کے مطابق) نماز پڑھائی اور صرف تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اُٹھائے۔

۴) عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوحمید الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو (پہلے) قبلہ کی طرف متوجہ ہوتے (پھر) دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور (اس کے بعد) اللہ اکبر کہتے''۔

۵) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ (طحاوی، موطا، بیہقی، دارقطنی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ اللہ کو رسول ﷺ نے فرمایا کہ امام کی قرآت مقتدی کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقہ سے نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۳) نماز کا اختتام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝۵۶ (الاحزاب۔۵۶)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود وسلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی خوب درود وسلام بھیجا کرو۔

نماز کا خاتمہ قعدہ اور سلام پر ہوتا ہے، یعنی یہ دونوں اُسکے آخری اجزاء ہیں، ہاں اگر نماز تین یا چار رکعت والی ہوتو پہلی دو رکعت پڑھنے کے بعد ایک دفعہ

درمیان میں بیٹھ جانا ہے اور اس کو قعدۂ اولیٰ کہتے ہیں، لیکن اس میں صرف تشہد پڑھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور تیسری یا چوتھی رکعت پڑھنے کے بعد دوبارہ بیٹھتے ہیں اور اس میں تشہد کے بعد درود شریف بھی پڑھنے کے بعد سلام پر نماز ختم کردی جاتی ہے۔

دو قعدوں میں بیٹھ کر جو خاص ذکر کیا جاتا ہے اس کا نام تشہد ہے یعنی شہادت، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کو التحیات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل اللہ اور رسول کے درمیان معراج کے وقت جو مکالمہ ہوا وہی پیش کر کے درود وسلام پڑھ کر اور اللہ سے اپنے لئے کچھ مانگ کر نماز ختم کی جاتی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اللہ کی بارگاہ میں پہنچے تو عرض کیا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ (تمام زبان کی اور بدن کی اور مال کی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں) اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ (اے نبی! آپ پر اللہ کی طرف سے سلام اور رحمت اور برکتیں ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواباً عرض کیا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ'' (ہم پر اور تمام نیک بندوں پر سلام ہو) اس کے بعد (عہد ایمان کی تجدید کے طور پر) مزید عرض کیا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' (میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں)۔

۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ التَّشَهُّدَ کَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْهِ کَمَا یُعَلِّمُنِی السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حالت میں کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا مجھے تشہد کی تعلیم فرمائی جس طرح کہ آپ قرآن مجید کی سورتیں تعلیم فرماتے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے تلقین فرمائی): اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ ...... الخ

ترجمہ: ادب وتعظیم اور اظہار نیاز کے سارے کلمے اللہ ہی کے لئے ہیں اور تمام عبادات اور تمام صدقات اللہ ہی کے واسطے ہیں (اور میں ان سب کا نذرانہ اللہ کے حضور میں پیش کرتا ہوں)۔۔تم پر سلام ہو اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔۔سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب بندوں پر۔۔میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں (صرف وہی معبود برحق ہے)۔۔ اور میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُسکے بندے اور پیغمبر ہیں۔

۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْیُمْنٰی الَّتِیْ تَلِی الْاِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا

وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ بَاسِطُهَا عَلَيْهَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے برابر والی انگلی (انگشتِ شہادت) کو اُٹھا کر اس سے اشارہ فرماتے تھے اور اس وقت بایاں ہاتھ آپ کا بائیں گھٹنے پر ہی دراز ہوتا تھا (یعنی اُس سے آپ کوئی اشارہ نہیں فرماتے تھے)۔

عبداللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مروی ہے لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ (انگشت شہادت کا یہ اشارہ شیطان کے لئے لوہے کی دھار دار چھری اور تلوار سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے)۔

۳) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ (فتح الباری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا آدمی نماز میں (یعنی قعدۂ اخیرہ میں) تشہد کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھے اور اپنے لئے دعا کرے۔

قعدہ میں تین چیزیں ہیں ایک التحیات پڑھنا ہے اس کے بعد درود وسلام پڑھنا ہے اور اس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی دعائیں پڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا احسان انسانوں پر انبیاء اور رسل کا ہے کہ انہیں کے ذریعہ سے صحیح راستہ اور نجات کا طریقہ ملتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ہم پر حق ہے اس

کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم آپ پر درود وسلام بھیجیں۔ درود شریف کے بیشمار فضائل میں سے دو تین حدیثیں آپ کو سُنا دیتا ہوں۔

۴) عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ حُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (نسائی)

ترجمہ: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس (مرتبہ) رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے دس گناہوں کو معاف کرے گا اور (تقرب الی اللہ کے سلسلہ میں) اس کے دس درجے بلند کرے گا۔''

۵) عَنِ ابْنِ مِسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والے ہیں۔''

درود وسلام سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے:

اللہ کے بعد سب سے مقدس ہستیاں انبیاءؑ ہیں امت کو حکم دیا گیا کہ ان کے لئے بھی رحمت وسلامتی کی دعا کریں تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ کی رحمت وسلامتی

کے محتاج ہیں ۔ رحمت وسلامتی خود ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

درود وسلام کس طرح بھیجا جائے؟:

۶) عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قَالَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ ؓ (جو اصحاب بیعت رضوان میں سے ہیں) راوی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو ہم کو بتا دیا کہ ہم آپ کی خدمت میں سلام کس طرح عرض کیا کریں (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے ہم کو بتا دیا کہ ہم تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہہ کر آپ پر سلام بھیجا کریں) اب آپ ہمیں یہ بھی بتا دیجئے کہ ہم آپ پر صلوۃ (درود) کیسے بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوں کہا کرو ’’اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔۔۔۔۔الخ‘‘۔ اے اللہ! اپنی خاص عنایت اور رحمت فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں پر، جیسے کہ تو نے عنایت ورحمت

فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور اُن کے گھر والوں پر، تو حمد و ستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! خاص برکتیں نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے خاص برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کے گھر والوں پر، تو حمد و ستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔

آل سے مراد اہل و عیال بھی ہیں، وہ جن پر صدقہ لینا حرام ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک سب تابعدار و فرمابردار آل ہیں۔ درود کے بہت سارے صیغے ہیں لیکن یہی درود ہمارے ائمہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

درود شریف کے بعد پڑھنے کی دعائیں:

۷) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ أَحَدُ كُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ اللہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص (نماز میں) آخری تشہد (یعنی التحیات) سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ چار چیزیں سے اللہ سے پناہ کا طلبگار رہو۔ ۱) عذاب دوزخ، ۲) عذاب قبر، ۳) فتنہ زندگی و موت، ۴) مسیح دجال کی برائی۔"

۸) عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصَّدِّيْقِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْبِهِ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ أَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (متفق علیہ)

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! مجھے کچھ دعا سکھایئے تاکہ میں نماز میں (تشہد کے بعد) مانگا کروں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا ’’أَللّٰهُمَّ اِنِّيْ..... الخ۔

ترجمہ: اے پرودگار! بیشک میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا لہٰذا تو مجھے بخش دے خاص طور سے بخشنا اور مجھ پر رحم فرما، بیشک تو بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔۔

سلام کے ساتھ نماز کا اختتام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح طریقہ سے نماز پڑھنے کی توفیق دے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۴) سلام کے بعد ذکر اور دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ كِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۝۱۵۲ (البقرہ ۱۵۲)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْكَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰكِرِیْنَ۔

ترجمہ: سو تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میرے احسانات کا شکریہ ادا کرتے رہو اور میری نافرمانی نہ کیا کرو۔

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۝۶۰ (المؤمن ۔ ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول

کروں گا یقین مانو جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سلام پھیرنے کے بعد مختلف اذکار اور دعائیں روایت کی گئی ہیں۔ایک نیا مزاج لوگوں میں جنم لے رہا ہے کہ سلام پھیرتے ہی فوراً بھاگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔فرائض کے بعد دعا اور اذکار مختصر ہونا چاہئے یا طویل؟ فقہاء نے اللہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل سے یہ اخذ کیا ہے جن نمازوں کے بعد سنت ونوافل ہیں ان نمازوں کے بعد مختصر ذکر اور دعا کرنا چاہئے اور جن نمازوں کے بعد سنت ونفل نہیں ہے جیسے فجر اور عصر وہاں طویل اذکار اور دعائیں کرنا منقول ہے۔

۱) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلدُّعَاءُ هُوَالْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ "وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ"

(احمد وترمذی وابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:"دعا عین عبادت ہے" اس کے بعد آپ نے سند کے طور پر یہ آیت پڑھی "جو خطبہ کے شروع میں تلاوت کی گئی ہے"

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "دُعا عبادت کا

مغز اور جوہر ہے''۔

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَیْسَ شَیْءٌ اَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ (ترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دُعا سے زیادہ عزیز نہیں۔

۴) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامام باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ (یعنی کس وقت کی دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟)۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری رات کے درمیان (یعنی رات کے آخری حصہ میں جو تہجد کا وقت ہے) اور فرض نمازوں کے بعد۔

۵) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہو لیتے تو (پہلے) تین مرتبہ استغفار کرتے اور (پھر) یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

(اے اللہ! تو ہی سالم ہے (وہ محفوظ ومنزہ ہے ہر عیب ونقص سے، حوادث وآفات سے، ہر قسم کے تغیر وزوال سے) اور تیری ہی طرف سے اور تیرے ہی ہاتھ میں ہے سلامتی (جس کے لئے چاہے اور جب چاہے سلامتی کا فیصلہ کرے اور جس کے لئے نہ چاہے نہ کرے) تو برکت والا ہے۔ اے بزرگی وبرتری والے تعظیم واکرام والے!)

۶) عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَخَذَ بِيَدِىْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّىْ لَاُحِبُّكَ يَا مَعَاذُ فَقُلْتُ وَاَنَا اُحِبُّكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَلَا تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ "رَبِّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (احمد، ابوداؤد، نسائی)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ سے فرمایا: اے معاذ! مجھے تجھ سے محبت ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تو (اس محبت ہی کی بناء پر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ) ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور کیا کرو، اور کبھی اسے نہ چھوڑو "رَبِّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" (اے میرے پروردگار! میری مدد فرما، اور مجھے توفیق دے اپنے ذکر کی، اپنے شکر کی اور اپنی اچھی عبادت کی)۔

۷) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ

مَكْتُوْبَةٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہر فرض نماز کے بعد کہا کرتے تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ...... الخ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا اور یکتا ہے، اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، اسی کی حکومت اور فرمان روائی ہے اور وہی حمد وستائش کا مستحق ہے اور ہر چیز پر اس کی قدرت ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو کسی کو دیوے کوئی اُسے روک سکنے والا نہیں اور جس چیز کے نہ دینے کا فیصلہ کرے کوئی اُسے دے سکنے والا نہیں، اور کسی سرمایہ والے کو اس کا سرمایہ تجھ سے مستغنی نہیں کرسکتا (یعنی بڑے سے بڑا سرمایہ دار اور صاحب جاہ وعظمت بھی ہر آن تیرے کرم کا محتاج ہے)۔

۸) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَسْبِيْحَةً ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَكْبِيْرَةً (مسلم)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کے چند کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا فرمایا کہ کرنے والا (حصول ثواب سے) محروم نہیں رہ سکتا (اور وہ کلمات یہ ہیں) سبحان اللہ تینتیس بار،

الحمدللہ تینتیس باراور اللہ اکبر چونتیس بار کہنا۔‘‘

فقراء مہاجرین نے اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا دولت مند لوگ (انصار) بلند درجات اور دائمی نعمت میں ہم سے سبقت لے گئے جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں وہ بھی روزہ رکھتے ہیں۔اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم ناداری کی وجہ سے نہیں کر سکتے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں وہ عمل بتاتا ہوں جس پر تم عمل کرو تو اُن کے درجہ کو پہنچ جاؤ۔کوئی شخص تم سے بہتر نہ ہوگا ہاں وہی جو تم جیسا عمل کرے۔تم ہر نماز کے بعد سبحان اللہ،الحمدللہ اور اللہ اکبر تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کرو۔حدیث کی دوسری روایتوں میں تعداد کا کچھ فرق بھی ہے تینوں کلمات تینتیس مرتبہ اور آخر میں ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھ لیا کرے تو اُس کے گناہ اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر بھی ہوں تو معاف کر دیئے جائیں گے۔

۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز

جماعت سے پڑھے اور طلوع آفتاب تک اللہ کی یاد میں مشغول رہے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے تو اسے حج وعمرہ کے مانند ثواب ملے گا۔'' راوی کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''پورے حج وعمرہ کا پورے حج وعمرہ کا پورے حج وعمرہ کا (ثواب اسے ملے گا)۔

فرض نمازوں کی بعد دعا:

فرض نمازوں کے بعد امام ومقتدی کے لئے مل کر دعا کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ جو طریقہ اب اکثر مساجد میں رائج ہے کہ امام زور سے دعا کرتا ہے اور مقتدی صرف آمین آمین کہتے رہتے ہیں یہ سنت کے مطابق نہیں ہے۔ دعا اصل میں اخفا کے ساتھ ہونا چاہئے حدیث شریف میں ہے ''خَیرَ الدُّعا الخفی'' (بہتر دعا آہستہ ہے) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ ''سب سے بڑا مفسدہ یہ ہے کہ امام باواز دعائیہ کلمات پڑھتا ہے، اور عام طور پر بہت سے لوگ مسبوق (جن کی رکعت رہ جاتی ہے) ہوتے ہیں جو باقی ماندہ نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوتے ہیں، ان کی نماز میں خلل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ وتابعین اور ائمۂ دین کسی سے یہ صورت منقول نہیں کہ نماز کے بعد وہ (امام) دعا کرے اور مقتدی صرف آمین کہتے رہیں۔

(مسائل نماز مکمل ومدلل مولانا محمد رفعت قاسمی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کے مطابق نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۵) سنن ونوافل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ (بنی اسرآئیل-۷۸،۷۹)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے پیغمبر! آفتاب کے ڈھلنے کے وقت سے لیکر رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجئے اور صبح کی نماز بھی پڑھا کیجئے یقیناً صبح کی نماز حاضر ہونے کا وقت ہے یعنی فرشتوں کے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی سو اس میں بیدار ہو کر تہجد

پڑھا کیجئے یہ تہجد آپ کے لئے ایک زائد چیز ہے امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کریگا۔

پانچ فرض نمازیں جو جماعت سے پڑھی جاتی ہیں اس کے علاوہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض نمازوں کے پہلے اور بعض نمازوں کے بعد کچھ رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔ جن نمازوں کو آپ نے پابندی کے ساتھ پڑھا اس کو سنن موکدہ کہتے ہیں اور جن کو آپ نے پابندی سے نہیں پڑھا انہیں سنت غیر موکدہ یا نفل کہتے ہیں۔ فرض نماز سے پہلے کچھ رکعتیں اس مصلحت سے رکھیں گئی ہیں کہ اللہ کے دربار سے آشنائی ہوجائے اور ملاا علیٰ سے مناسبت پیدا ہوجائے۔ فرضوں کے بعد جو سنن ونوافل رکھی گئی ہیں اس کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہیں کہ فرضوں میں جو قصور رہ گیا ہے اس کا تدارک ہوجائے۔

۱) عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن ورات میں بارہ رکعتیں نماز پڑھے تو اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے (اور وہ بارہ رکعتیں یہ ہیں) چار رکعت ظہر کی (فرض نماز) سے پہلے اور دو رکعت اس کے بعد، دو

رکعت مغرب (کی فرض نماز) کے بعد، دو رکعت عشاء (کی فرض نماز) کے بعد اور دو رکعت فجر کی (فرض) نماز سے پہلے۔

اور مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی بھی مسلمان جب روزانہ اللہ جل شانہ کیلئے فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعتیں (سنت) پڑھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔'' یا یہ فرمایا کہ ''اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے۔''

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جو چیز قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہے وہ فرض کہلاتی ہے اور جو قطعی الثبوت اور ظنی الدلالت ہے وہ واجب کہلاتی ہے اور جو ظنی الثبوت اور قطعی الدلالت ہے وہ سنت موکدہ ہے اور جو ظنی الثبوت اور ظنی الدلالت ہے وہ نفل یا مستحب ہے۔ یہ سب باتیں جو مدارس میں پڑھنے والے علماء کو سکھائی جاتی ہیں عوام کے لئے یہ سب سمجھنا مشکل ہے۔ فرض نماز اور سنت نماز کے درمیان ایک نماز ہے وہ واجب ہے اسکی بہت تاکید ہے۔

۲) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوِتْرُ حَقٌّ مَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خود سنا،

آپ نے فرمایا ’’نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں، نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں، نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں‘‘ (یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین دفعہ ارشاد فرمائی)۔

امام ابوحنیفہؒ حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاکید دیکھ کر اس نماز کو واجب کا درجہ دیتے ہیں۔ اس کی تیسری رکعت میں مخصوص دعا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھائی ہے۔

اللہ نے اپنے رسول کو تہجد پڑھنے کا حکم دیا اور اس بات کا وعدہ فرمایا کہ آپ کو مقام محمود پہ فائز کرے گا۔ مقام محمود آخرت اور جنت میں بلند ترین مقام ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہوگا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالی اپنے لطف وکرم اور شان رحمت سے بندوں کے طرف متوجہ ہوتا ہے تو انہیں بھی چاہئے کہ تہجد کی نماز کا اہتمام کریں۔ تہجد کی نماز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَاسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ، مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهٗ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہمارا

مالک اور رب تبارک وتعالی ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے سماء دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے، میں اُس کو عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے، میں اس کو بخش دوں؟

۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ الصَّلٰوۃُ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ؄ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: فرض نماز کے بعد سب سے افضل درمیان رات کی نماز ہے (یعنی تہجد)۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تہجد کبھی سات رکعت پڑھتے (چار رکعت تہجد کی اور تین رکعت وتر کی)، کبھی نو (چھ تہجد اور تین وتر) کبھی گیارہ (آٹھ تہجد اور تین وتر) کبھی تیرہ رکعتیں پڑھی ہیں تو اُن میں دو رکعت صبح کی سنت بھی شامل ہیں۔ اِن رکعتوں میں آپ طویل قیام کرتے اور لمبی سورتیں (بقرہ، آل عمران، نساء وغیرہ) پڑھتے۔ طویل قیام سے آپ کے پیروں پر ورم آجاتا۔ جب آپ سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں آپ اتنی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے کہ کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

تہجد کے علاوہ صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے کے بعد آپ سے دو رکعت اشراق کی نماز پڑھنا بھی ثابت ہے۔ جب سورج کافی بلند ہو جائے

چاشت کی نماز بھی پڑھنا روایت کیا گیا ہے۔اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غسل فرمایا اور ہلکی سی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر میرے ماں باپ بھی زندہ ہو کر آجائیں تو بھی میں چاشت کی نماز نہیں چھوڑوں گی۔مغرب کی نماز کے بعد چھ یا بیس رکعتیں پڑھنے کی روایتیں آئی ہیں جسے صلوۃ اوابین کہتے ہیں اس کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہے۔

وہ نوافل جن کا تعلق خاص حالات سے ہے:

وضو کرنے کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھنا بھی سنت ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں نے تمہارے قدموں کی چاپ میرے آگے سنی۔تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بھی میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت پڑھ لیا کرتا ہوں شاید یہی عمل ہو۔مسجد میں جانے کے بعد مسجد کے احترام میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا بھی ثابت ہے۔

صلوۃ الاستغفار:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کسی بندے سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے تو اللہ اُس کو معاف کر دیتا ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى

مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝ (آل عمران-۱۳۵)

ترجمہ: اور وہ بندے جن سے کوئی فحش کام ہوجاتا ہے یا اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں یا کوئی گناہ ہوجاتا ہے تو انہیں جلد ہی اللہ یاد آتا ہے تو وہ اپنے گناہوں کی مغفرت کے طالب ہوتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا کون ہے۔

صلوٰۃ الحاجۃ:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو کسی بندے سے یا اللہ سے متعلق تو وہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور صلوٰۃ الحاجۃ کی دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت پوری کرینگے۔

۵) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ صَلّٰى (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مستقل معمول اور دستور تھا کہ جب کوئی فکر آپ کو لاحق ہوتی اور کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ نماز میں مشغول ہوجاتے۔

صلوٰۃ استخارہ:

بندہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اور اسکا انجام اس کو نہیں معلوم ہوتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نماز بتائی کہ دو رکعت نماز پڑھ کے استخارہ کی دعا پڑھے اور اسکے بعد اُس کے قلب کا رجحان جس طرف ہو وہی کام کرے۔

صلوۃ الحاجۃ کی دعا اور صلوٰۃ استخارہ کی دعا یہ سب دعائیں حصن حصین یا پھر ناچیز کی تالیف ''افضل اذکار اور اہم دعائیں'' میں موجود ہیں وہاں سے دیکھ کر پڑھتے رہیں انشاءاللہ یاد ہو جائیں گی۔

صلوۃ التسبیح:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ایک نماز کی تلقین کی جس میں تین سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنا ہے جس سے دس قسم (اگلے پچھلے نئے پُرانے دانستہ اور نادانستہ صغیرہ کبیرہ چُھپے علانیہ) کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تمام نمازوں کا ایک سرسری خاکہ میں نے پیش کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو یقین کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۶) زکوۃ کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾ (البقرہ-۱۱۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اورتم نماز کو قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور جو اعمال خیر بھی تم اپنے لئے آگے بھیج دو گے تو ان کا ثواب اللہ کے ہاں محفوظ پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ

اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّہَبَ وَ الۡفِضَّۃَ وَ لَا یُنۡفِقُوۡنَہَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرۡہُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿ۙ۳۴﴾ (التوبہ۔۳۴)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! بیشک اہل کتاب کے اکثر علماء اور مشائخ لوگوں کے مال غیر مشروع طور پر کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُس سونے چاندی کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اے پیغمبر! آپ اُن کو ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے۔

زکوۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ زکوۃ لغوی طور پر طہارت، برکت اور بڑھنے کے معنی میں ہے اور اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے: ''وہ مال جو بغیر کسی عوض کے کسی غریب مسلم کو جو ہاشمی خاندان کا نہ ہو مالک بنا دینا''۔ مکہ میں زکوۃ فرض ہوئی تھی لیکن اسکی تفصیلات مدینہ میں سنہ ۲ ہجری میں بیان کی گئیں۔ قرآن کریم میں زکوۃ کو نماز کے ساتھ ۳۲ مواقع پر بیان کیا گیا ہے اور جو انفرادی ذکر ہے وہ الگ ہے۔ زکوۃ چونکہ اسلام کا تیسرا رکن ہے زکوۃ دینے والوں سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور نہ دینے والوں کو اللہ نے جہنم کی وعید سنائی ہے۔ زکوۃ کا حکم اگلی شریعتوں میں بھی رہا ہے۔

۱) عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الۡیَمَنِ فَقَالَ اِنَّکَ تَاۡتِیۡ قَوۡمًا اَہۡلَ کِتَابٍ فَادۡعُہُمۡ اِلٰی شَہَادَۃِ اَنۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللہِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُوْخَذُ مِنْ اَغْنِیَاۗئِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَاۗئِھِمْ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاِیَّاکَ وَکَرَائِمَ اَمْوَالِھِمْ وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللہِ حِجَابٌ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو (رخصت کرتے ہوئے اُن سے) فرمایا کہ تم وہاں ایک صاحب کتاب قوم کے پاس پہونچو گے (جب تم اُن کے پاس پہنچو) تو (سب سے پہلے) اُن کو اِس کی دعوت دینا کہ وہ (اس حقیقت کو مانیں اور) اس کی شہادت ادا کریں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو تم ان کو بتلائیو کہ اُس اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ ۵ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتلائیو کہ اللہ نے ان پر صدقہ (زکوۃ) فرض کیا ہے جو اُن میں کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور انہی میں کے فقراء اور غرباء کو دے دی جائے گی۔ پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو (زکوۃ کی اس وصولیابی کے سلسلے میں چھانٹ چھانٹ کے) اُن کے اچھے نفیس اموال لینے سے پرہیز کرنا (بلکہ اوسط کے حساب سے وصول کرنا،

اوراس بارے میں کوئی ظلم وزیادتی کسی پر نہ کرنا)اورمظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے (وہ بلا روک ٹوک سیدھی بارگاہِ خداوندی میں پہونچتی ہےاور قبول ہوتی ہے)۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا لًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ (يَعْنِیْ شَدْقَيْهِ) ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَة (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی پھر اُس نے اُس کی زکوۃ نہیں ادا کی تو وہ دولت قیامت کے دن اُس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن سے اُس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اُس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے (جس سانپ میں دو باتیں پائی جائیں، وہ انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ اُس (زکوۃ ادا نہ کرنے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اُس کے گلے سے لپٹ جائے گا) پھر اُس کی دونوں باچھیں پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا میں تیری دولت ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران۔۱۸۰)

ترجمہ: اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اُس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے اُن کو دیا ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کے لئے بدتر ہے اور شر ہے قیامت کے دن ان کے گلوں میں طوق بنا کے ڈالی جائے گی وہ دولت جس میں انھوں نے بخل کیا (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی)۔

اس آیت میں یوم القیامت کا جو لفظ ہے اُس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ یہ عذاب جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہونے سے پہلے محشر میں ہوگا۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مسلم کی روایت میں یہ آخری الفاظ ہیں: حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ (ترجمہ: اس عذاب کا سلسلہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ حساب کتاب کے بعد بندوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اس فیصلے کے بعد یہ آدمی یا جنت کی طرف چلا جائے گا یا دوزخ کی طرف (جیسا بھی اسکے حق میں فیصلہ ہوگا)۔

اسی حدیث میں یہ تفصیل ہے کہ سونا چاندی کی تختیں بنا کر دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اُسکے پہلو اور اُسکی پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی۔اُونٹوں کی زکوٰۃ اگر نہیں دیا ہے اس آدمی کو میدان میں لٹا دیا جائے گا اور اونٹ اسکو اپنے پیروں سے خوب

روندیں گے۔ گائے اور بکریوں کی اگر زکوۃ نہیں دیا ہے تو یہ اپنی سینگوں سے خوب ماریں گی۔ یہ عذاب اُسوقت تک چلتا رہے گا جب تک جنت دوزخ کا فیصلہ نہ ہو۔

۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا هُوَ اِلَّا رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ قرار پائے تو اہل عرب میں سے جو کافر ہو گئے (یعنی زکوۃ کے منکر ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کا فیصلہ کیا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (یہ فیصلہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ لوگوں (یعنی اہل ایمان) سے کیونکر جنگ کریں گے جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں

جب تک کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہیں (یعنی اسلام نہ لے آئیں) لہٰذا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کہہ لیا یعنی اسلام قبول کرلیا اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنا مال محفوظ کرلیا سوائے اسلام کے حق کے اور اس (کے باطن کا) حساب اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میں اس شخص سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرے کیونکہ (جس طرح جان کا حق نماز ہے اسی طرح) بلاشبہ مال کا حق زکوۃ ہے اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ (جو منکر زکوۃ ہورہے ہیں مجھے بکری کا بچہ بھی نہ دیں گے جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان کے اس انکار کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر کہنے لگے خدا کی قسم! اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے کہ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے کے لئے الہام کے ذریعہ حضرت ابوبکرؓ کا دل کھول دیا ہے لہٰذا مجھے بھی یقین ہوگیا منکرین زکوۃ سے جنگ کرنا ہی حق اور درست ہے۔

۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ..... " كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَبُرَ عَلٰى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ...وَذَكَرَ كَلِمَةً... لِتَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبَّرَ عُمَرُ .. ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْأَةُ

الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جب (سورہ توبہ کی) یہ آیت نازل ہوئی:

وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ (توبہ-۳۵)

ترجمہ: اور جولوگ سونا چاندی (وغیرہ مال ودولت بطور ذخیرے کے جمع کرتے اور جوڑتے رہتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ان (پرستاران دولت کو آخرت کے) دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے (یہ عذاب انھیں اُس دن ہوگا) جس دن کہ اُن کی جمع کردہ دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے اُن کے ماتھے، اُن کے پہلو اور اُن کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور اُن سے) کہا جائے گا یہ ہے (تمھاری وہ دولت) جس کو تم نے اپنے لئے جوڑا تھا اور ذخیرہ کیا تھا، پس مزا چکھو تم اپنی دولت اندوزی کا)۔ (تو جب یہ آیت نازل ہوئی جس میں ذخیرے کے طور پر مال ودولت جمع کرنیوالوں کے لئے آخرت کے سخت دردناک عذاب کی وعید ہے) تو صحابہؓ پر اس کا بہت

بوجھ پڑا (اور وہ بڑی فکر میں پڑ گئے) حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں تمھاری اس فکر اور پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے اصحاب پر اس آیت کا بڑا بوجھ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے زکوۃ تو اسی لئے فرض کی ہے کہ اس کی ادائیگی کے بعد جو مال باقی رہ جائے وہ پاک ہو جائے۔ اور (اسی طرح) میراث کا قانون اس لئے مقرر کیا ہے کہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہاں ایک کلمہ آپ نے کہا تھا جو مجھے یاد نہیں رہا (لیکن میراث کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میراث کا قانون اسی لئے مقرر کیا گیا ہے کہ) تمہارے پسماندگان کے لئے سہارا ہو۔ حضرت عمرؓ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جواب سُن کر خوشی میں) کہا اللہ اکبر! اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: میں تم کو وہ بہترین دولت بتاؤں جو اس کی مستحق ہے کہ اس کو حاصل کیا جائے، اور قدر کے ساتھ رکھا جائے۔ وہ نیک خصلت اور صالح رفیقۂ حیات ہے، جس کو آدمی دیکھے تو روح اور دل خوش ہو اور اس سے کسی کام کو کہے تو وہ اطاعت کرے اور اس کو انجام دے، اور جب شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر بار اور ہر امانت کی حفاظت کرے۔

۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ (شافعی وبخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ

فرماتے تھے کہ مالِ زکوۃ جب دوسرے مال میں مخلوط ہوگا تو ضرور اس کو تباہ کردے گا۔

زکوۃ کی اہمیت کے لئے اتنی باتیں کافی ہیں۔ انشاءاللہ آئندہ جمعہ کس قسم کے مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے بیان کیا جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ صاحبِ نصاب لوگوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۷) کس مال میں زکوۃ فرض ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ و تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

کُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ (الانعام۔۱۴۱)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: جب کھیتی پھل لائے تم اس کے پھل کھاؤ اور کٹائی کے دن اُس کا حق ادا کرو۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۲۶۷

(البقرہ۔۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے

تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں عمدہ چیزیں خیرات کیا کرو اور خراب و ناکارہ چیزوں میں سے خیرات کرنے کا قصد بھی نہ کیا کرو حالانکہ تم خود بھی ایسی ناکارہ چیز لینے والے نہیں مگر ہاں یہ دوسری بات ہے کہ تم اسکے لینے میں چشم پوشی سے کام لو اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے اور سزاوارِ حمد و ثنا ہے۔

زکوٰۃ کے تین پہلو ہیں:

(۱) جس طرح بندہ نماز میں اپنے بدن سے عبادت پیش کرتا ہے زکوۃ دے کر اپنی مالی عبادت پیش کرتا ہے۔(۲) دوسرا پہلو یہ کہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے ضرورت مند بندوں کی اعانت ہوتی ہے، اس پہلو سے زکوۃ اخلاقیات کا اہم باب ہے۔(۳) روحانی پہلو یہ ہے کہ حب مال جو ایمان کش مرض ہے زکوۃ نکالنے سے اس کا علاج ہوتا ہے۔ زکوۃ ٹیکس (Tax) نہیں ہے بلکہ مالی عبادت ہے اس کی ادائیگی سے مسلمانوں کے معاشی مسائل حل ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ بیشمار فوائد ہیں۔جہنم سے چھٹکارا، جنت کا داخلہ اور مال میں برکت ہونا ہے۔آج آپ کے سامنے یہ بیان کرنا ہے کہ کس مال میں زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

ہر عاقل بالغ جو صاحب نصاب ہے اُس کے مال پر ایک سال ہونے پر زکوۃ فرض ہوتی ہے بشرط یہ کہ وہ مقروض نہ ہو اگر وہ اسکا قرض ادا کرنے کے بعد صاحب نصاب رہا تو زکوۃ ادا کرنا پڑے گا۔اور یہ بھی اہم بات ہے کہ اس شخص کی حوائج اصلیہ (بنیادی ضرورتیں روٹی کپڑا مکان سواری اہل پیشہ کے آلات) پوری

ہوں۔

۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَۃٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرَقِ صَدَقَۃٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذُوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَۃٌ

(بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ راس اونٹوں میں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں خاص کر مدینہ طیبہ کے قرب و جوار میں جو لوگ خوش حال اور دولت مند ہوتے تھے اُن کے پاس دولت زیادہ تر تین جنسوں میں سے کسی جنس کی صورت میں ہوتی تھی۔ یا تو ان کے باغوں کی پیداوار کھجوروں کی شکل میں، یا چاندی کی شکل میں، یا اونٹوں کی شکل میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں ان تینوں جنسوں کا نصاب زکوۃ بیان فرمایا ہے یعنی ان چیزوں کی کم سے کم کتنی مقدار پر زکوۃ واجب ہوگی۔ کھجوروں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا کہ پانچ وسق سے کم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ایک وسق قریباً چھ من ہوتا ہے، اس حساب سے پانچ وسق کھجوریں تیس من کے قریب ہوں گی۔ اور چاندی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

ایک اوقیہ چاندی چالیس درہم برابر ہوتی ہے اس بنا پر پانچ اوقیہ دوسو درہم برابر ہوگی جس کا وزن مشہور قول کی بنا پر ساڑھے باون تولے ہوتا ہے اور اونٹوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ پانچ راسوں سے کم پر زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

۲) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِیْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم کو حکم تھا کہ ہم ہر اُس چیز میں زکوۃ نکالیں جو ہم نے بیع وفروخت (یعنی تجارت) کے لئے مہیا کی ہو۔

۳) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْبِسُ اَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَنْزٌ هُوَ فَقَالَ مَا بَلَغَ اَنْ تُؤَدّٰى زَكٰوتُهٗ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ (مالک وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سونے کے ''اوضاح'' (ایک خاص زیور کا نام ہے) پہنتی تھی، میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ بھی اس ''کنز'' میں داخل ہے (جس پر سورۂ توبہ کی آیت میں دوزخ کی وعید آئی ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مال اتنا ہو جائے کہ اس کی زکوۃ ادا کرنے کا حکم ہو، پھر حکم کے مطابق اس کی زکوۃ ادا کی جائے تو ''کنز'' نہیں ہے۔

جن چیزوں پر زکوۃ فرض ہے ان کا خلاصہ:

پانچ قسم کی چیزوں پر زکوۃ فرض ہے (۱) چاندی سونا اور ان کی بنی ہوئی تمام چیزیں زیورات، برتن، سکہ، وغیرہ (۲) ہر قسم کا تجارتی مال (۳) نقد روپے خواہ وہ روپے کی شکل میں ہوں یا نوٹ ہوں، پاونڈ، ڈالر، سیونگ سرٹیفکٹ، بوانڈ جو سرکاری سند کی شکل میں ہوں (۴) زمین کی پیداوار خواہ وہ غلہ ہو اناج پھل یا ترکاریاں وغیرہ (۵) مویشی جو تجارت کی غرض سے یا نسل بڑھانے، یا دودھ حاصل کرنے کی غرض سے رکھے گئے ہوں اگر تجارت کی غرض سے رکھے گئے ہوں تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔

سونا چاندی کا نصاب:

ساڑھے باون تولہ چاندی جس کے پاس ہے یا جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہے وہ صاحب نصاب کہلاتا ہے سونا چاندی میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہے۔ سونا چاندی کی بنی ہوئی چیزیں ہوں یا زیورات ہوں سب کو تول کر یا سونار سے تولوا کر زکوۃ نکالنا چاہئے۔ اگر سونا چاندی میں ملاوٹ ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ سونا چاندی غالب ہے تو سونا چاندی کی زکوۃ دینا چاہئے اور اگر ملاوٹ زیادہ ہے تو زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں۔ تھوڑا سونا اور تھوڑا چاندی ہے اور دونوں مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہوتی ہے تو زکوۃ نکالنا چاہئے۔ صرف سونا ہے اور چاندی

نہیں ہے اور وہ نصاب سے کم ہے تو زکوۃ نہیں ہے۔

بنیادی ضروریات سے زیادہ ہونے پر جیسے کھانا، کپڑا، مکان، علاج، پیشاور کے اوزار وغیرہ اس پر زکوۃ نہیں ہے اور دوسری غیر بنیادی ضرورتیں جیسے شادی بیاہ ختنہ عقیقہ بچہ کی اعلی تعلیم کے لئے رکھی ہوئی رقم تو اس پر زکوۃ دینا واجب ہے۔

سال گزرنے کا مطلب:

سال گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ سال بھر اس کے پاس اتنا مال رہا ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے اور اس پر زکوۃ نکالنا فرض ہے۔ یا سال کی ابتداء میں صاحب نصاب تھا، سال کے درمیان میں کچھ مال کم ہوگیا اور سال کے اختتام میں پھر مال آگیا تو جتنا مال آگیا اور وہ صاحب نصاب ہوگیا تو جتنا مال ہے اسکی زکوۃ نکالنا چاہئے۔

تجارتی وصنعتی سامان کی زکوۃ:

کپڑا، بساطے کا سامان، کتابیں، کاغذ، میوہ، مسالہ، غلہ، لکڑی، لوہا، تانبہ، پیتل، ایلومینیم، پلاسٹک، یا کسی چیز کی دوکان یا کارخانہ ہے اور اس میں کوئی سامان تیار ہوتا ہے تو ان تمام چیزوں پر زکوۃ واجب ہے۔ اس سامان پر سال گزرنا ضروری ہے اور اس کی شرح زکوۃ ڈھائی فیصد ہے۔

کسی کارخانہ میں جو مشینیں اور آلات لگے ہوئے ہیں ان پر زکوۃ واجب

نہیں ہے۔اس طرح اپنے استعمال کے لئے جتنا بھی سامان جمع کرلیا جائے جیسے بڑی دیگیں،فرنیچر،کپڑے،وغیرہ اور کتنی بھی قیمت کے ہوں تو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔

زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا اے ایمان والو! جو کچھ چیزیں ہم نے زمین سے نکالی ہیں اللہ کی راہ میں دو، نیز اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا کہ جب کھیتی پک جائے تو خود بھی اس کے پھل کھاؤ اور اس کا حق ادا کرو یعنی اس کی زکوۃ دو۔زمین کی پیداوار جو آسمانی بارش سے حاصل ہوتی ہے اُس میں عُشر (دسواں حصہ) اور کویں، باولی اور نہر وغیرہ سے سینچ کر پیداوار کی جاتی ہے تو بیسواں حصہ نکالنا چاہئے۔سال میں جتنی مرتبہ فصل آئے گی ہر مرتبہ عُشر یا نصف عُشر نکالنا پڑھے گا۔

عشر کن لوگوں پر ہے:

ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ، عاقل ہو یا پاگل، عُشر فرض ہے۔

عشر/نصف عُشر کن چیزوں پر ہے:

ہر قسم کے غلے، جوَ، گیہوں، چنا، مٹر، ہر قسم کے پھل، آم امرود، بیر، سیب، انار، انگور، ہر قسم کے میوے یعنی بادام، کشمش، اخروٹ، ہر قسم کی ترکاریاں، ککڑی، تربوزہ، خربوزہ، لوکی، آلو، بینگن، گنا، چیری وغیرہ سب پر عُشر واجب ہے۔جس قدر

پیداوار ہوگی اس کا دسواں یا بیسواں حصہ نکالنا ہوگا۔ بیج، ہل، بیل، سینچائی وغیرہ کی مزدوری کا خرچ وضع نہیں کیا جائے گا۔

جانوروں کی زکوۃ:

جانوروں کو دودھ، گھی حاصل کرنے کے مقصد سے پالا جائے یا کھیتی باڑی یا یکے ٹانگے کے لئے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔ اضافہ نسل اور تجارت کے لئے پالے گئے ہوں تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔

۱) بکری کا نصاب: چالیس بکریاں ہوں تو اس کا نصاب پورا ہوا تو اس پر ایک بکری دینا پڑے گا۔ چالیس بکری سے ایک سو بیس بکری تک ایک بکری، ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں، ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں، ۴۰۰ پورے ہونے پر چار بکریاں، اور ۴۰۰ سے زیادہ ہونے پر ہر سو پر ایک بکری دینا ہوگا۔ دنبوں اور بھیڑوں کی زکوۃ کا بھی وہی حکم ہے جو بکری کا ہے۔

۲) گائے بھینس کا نصاب: ۱ سے ۲۹، اگر ہوں تو کچھ نہیں، ۳۰ ہوں تو ایک سال کا بچہ یا اس کی قیمت، ۴۰ ہوں تو پورے دو سال کا بچہ یا اس کی قیمت، ۶۰ ہوں تو ایک سال کے دو بچھڑے یا ان کی قیمت، ۷۰ ہوں تو ایک ایک سال کا بچہ اور ایک دو سال کا بچہ یا ان کی قیمت، ۸۰ ہوں تو دو سال کے دو بچے یا ان کی قیمت، ۹۰ ہوں تو ایک ایک سال کے تین بچے یا اس کی قیمت، ۱۰۰ ہوں تو ایک ایک سال کے دو بچے اور دو سال کا ایک بچہ یا ان کی قیمت۔

۳) اونٹ کا نصاب: ۱ سے ۴ تک کچھ نہیں، ۵ سے ۹ تک ایک بکری یا بکرا یا اس کی قیمت، ۱۰ سے ۱۴ ہوں تو دو بکریاں یا دو بکرے یا ان کی قیمت، ۱۵ سے ۱۹ ہوں تو تین بکریاں یا تین بکرے یا ان کی قیمت، ۲۰ سے ۲۴ ہوں تو چار بکریاں یا چار بکرے یا ان کی قیمت، ۲۵ سے ۳۵ ہوں تو اونٹ کا ایک سال کا مادہ بچہ یا اس کی قیمت، ۳۶ سے ۴۵ ہوں تو اونٹ کا ۲ سال کا بچہ یا اس کی قیمت، ۴۶ سے ۶۰ ہوں تو اونٹ کا ۳ سال کا بچہ یا اس کی قیمت، ۶۱ سے ۷۵ ہوں تو اونٹ کا ۴ سال کا بچہ یا اس کی قیمت، ۷۶ سے ۹۰ ہوں تو اونٹ کے دو دو سال کے دو بچے یا ان کی قیمت، ۹۱ سے ۱۲۰ ہوں تو تین تین سال کے دو بچے یا ان کی قیمت۔ ۱۲۰ کے بعد اب نیا حساب شروع ہوگا یعنی ہر پانچ پر ایک بکری اور ہر دس پر دو بکریاں یا ان کی قیمت ہوگی۔

۴) گھوڑے، گدھے، اور خچر کی زکوۃ: اگر یہ جانور سواری یا بوجھ لادنے کے لئے ہوں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے اور اگر تجارت کے لئے ہوں تو ان کی قیمت کا اندازہ کر کے قیمت کا ۱/۴۰ (چالیسواں حصہ) دینا چاہئے یا پھر فی راس (ایک عدد) ایک دینار سالانہ دینا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم صحیح طریقہ سے زکوۃ نکال کر اُس کے مستحقین تک پہنچائیں۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۸) زکوۃ کے مستحقین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶۰ (التوبہ-۶۰)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ: یہ صدقات (زکوۃ) مفروضہ تو بس فقیروں اور مسکینوں کا حق ہیں اور اُن کا حق ہیں جو صدقات کے کام پر مامور ہیں اور انکا حق ہے جنکی دلجوئی منظور ہو اور نیز یہ کہ غلاموں کی گردنیں چھڑانے میں اور قرضدار کی مدد کرنے میں اور جہاد کی ضرورتوں

میں اور مسافروں کی اعانت میں صرف کرنے کے لئے ہیں یہ حکم اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہے اور اللہ بڑے علم اور بڑی حکمت کا مالک ہے۔

۱) عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِي قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَعْطِنِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتّٰى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت زیاد بن حارث صدائیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔ زیاد نے اس موقع پر ایک طویل حدیث ذکر کی اور اسی سلسلہ میں یہ واقعہ نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ زکوۃ کے مال میں سے کچھ مجھے عنایت فرمایئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کے مصارف کو نہ تو کسی نبی کی مرضی پر چھوڑا ہے اور نہ کسی غیر نبی کی مرضی پر، بلکہ خود ہی فیصلہ فرما دیا ہے اور ان کے آٹھ حصے (یعنی آٹھ قسمیں) کر دی ہیں تو اگر تم ان قسموں میں سے کسی بھی قسم کے آدمی ہو تو میں زکوۃ میں سے تم کو دے دوں گا۔

زکوۃ کے آٹھ مصرف جو قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں اس کی مختصر تشریح یہ ہے:

۱) فقراء: یعنی عام غریب اور مفلس لوگ۔ فقر عربی زبان میں غنی کے مقابلے میں بولا جاتا ہے اس لحاظ سے تمام غریب لوگ اس میں آجاتے ہیں جو غنی نہیں ہیں (یعنی جن کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے جس پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے) شریعت میں غناء کا میعار یہی ہے۔ کتابُ الزّکوۃ کے بالکل شروع میں حضرت معاذؓ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں زکوۃ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے: تُؤخَذُ مِنْ اَغْنِیَاءِ ھِمْ فَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَاءِ ھِمْ

۲) مساکین: وہ حاجت مند جن کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے کچھ نہ ہو اور بالکل خالی ہاتھ ہوں

۳) عاملین: یعنی زکوۃ کی تحصیل (وصول) کرنے والا عملہ۔ یہ لوگ اگر بالفرض غنی بھی ہوں جب بھی ان کی محنت اور ان کے وقت کا معاوضہ زکوۃ سے دیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہی دستور تھا۔

۴) مؤَلَّفَةُ الْقُلُوْب: ایسے لوگ جن کی تالیف قلب اور دلجوئی اہم دینی وملی مصالح کے لئے ضروری ہو، وہ اگر دولت مند بھی ہوں تب بھی اس مقصد کے لئے زکوۃ کی مد سے ان پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

۵) رقاب: یعنی غلاموں اور باندیوں کی آزادی اور گلوخلاصی اس مد میں بھی زکوۃ خرچ کی جاسکتی ہے۔

۶) غارمین: جن لوگوں پر کوئی ایسا مالی بار آپڑا ہو جس کے اٹھانے کی ان میں

طاقت نہ ہو، جیسے اپنی مالی حیثیت سے زیادہ قرض کا بوجھ یا کوئی دوسرا مالی تاوان۔۔ان لوگوں کی مدد بھی زکوۃ سے کی جاسکتی ہے۔

۷) فی سبیل اللہ: اکثر علماء اور ائمہ کے نزدیک اس سے مراد دین کی نصرت وحفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلے کی ضروریات ہیں۔

۸) ابنُ السبِیل: اس سے مراد مسافر ہیں جنہیں مسافرت میں ہونے کی وجہ سے مدد کی ضرورت ہو۔

زیاد بن حارث صدائی کی اس حدیث میں جن صاحب کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ زکوۃ کے مال میں سے مجھے کچھ عنایت فرما دیجئے۔انہیں جواب دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے زکوۃ کے یہ آٹھ مصارف خود ہی مقرر فرما دیئے ہیں، اگر تم ان میں سے کسی طبقہ میں داخل ہو تو میں دے سکتا ہوں، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر مجھے یہ حق اور اختیار نہیں ہے کہ اس مد میں سے تم کو کچھ دے سکوں (یہاں صرف حدیث کی تشریح اور تفہیم کیلئے مصارف کا مختصر بیان کر دیا گیا ہے۔)

۲) عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لَوْ لَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کھجور کے پاس سے گذرے جو راستہ میں پڑی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسے دیکھ کر)

فرمایا کہ ''اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ کھجور زکوۃ کی ہوگی تو میں (اللہ کی نعمت کی تعظیم کے پیش نظر) اسے اٹھا کر ضرور کھالیتا۔

۳) عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ صدقہ یعنی زکوۃ تو انسانوں کے میل ہیں صدقہ نہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال ہے اور نہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بنی ہاشم) کے لئے حلال ہے۔

کن لوگوں کو زکوۃ نہ دینی چاہیئے:

ان لوگوں کو اگر زکوۃ دی جائے گی تو زکوۃ ادا نہ ہوگی:

(۱) جس کے پاس بقدر نصاب مال ہو، یا سامان ہو۔ (۲) سادات، اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو اپنے کو سیّد کہتے ہیں جیسے حسنی، حسینی، علوی، جعفری وغیرہ۔ (۳) اپنے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی اور ان کے اوپر مثلاً پر دادا، پردادی، پر نانا، پرنانی وغیرہ۔ ۴) بیٹا بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ نواسی، یا ان کے نیچے، مثلاً پر پوتی، پر پوتا، پرنواسہ، پرنواسی۔ ۵) شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو زکوۃ نہیں دے سکتی۔ ۶) غیر مسلم کو ۷) مالدار آدمی کی نابالغ اولاد کو ۸) مسجد کی تعمیر زکوۃ کے روپے سے نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح مردے کا کفن، مردے کا قرض وغیرہ زکوٰۃ کے

روپے سے نہیں دیا جاسکتا۔

زکوۃ پانے کے اصل حقدار کون ہیں:

۱) زکوۃ پانے کے سب سے زیادہ حقدار اپنے قریبی اعزہ ہیں۔ مثلاً بھائی، بھتیجے، بھتیجیاں، بہن بہنوئی، بھانجے بھانجیاں، چاچا، چاچی، خالہ، خالو، پھوپھی پھوپھا، ماموں، ممانی، ساس، سُسر، سالے، داماد، سوتیلے باپ، سوتیلی ماں وغیرہ یا ان کے علاوہ کوئی اور قریبی عزیز ہوں تو ان کو دینے میں دُہرا ثواب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عزیروں کو زکوۃ دینے میں دہرا ثواب ملے گا۔ ایک زکوۃ دینے کا دوسرے صلہ رحمی اور نیک سلوک کا۔

۲) ان لوگوں کے بعد دوستوں اور پڑوسیوں کا حق ہے۔ ان کے بعد شہر یا اپنی آبادی کے دوسرے مستحقین کو دینا چاہئے۔

۳) پھر جن لوگوں کے دینے میں دینی نفع زیادہ ہو مثلاً طالب علموں، دین کے داعیوں، مبلغوں اور دینی تعلیم دینے والے مدرسین کو۔

اہم اور ضروری بات:

زکوۃ خالص عبادت ہے اس میں اللہ کی رضا کے سواء کوئی اور نیت نہیں ہونی چاہئے۔ اپنے مال کی پوری تحقیق کے ساتھ زکوۃ نکالنی چاہئے اور جو لوگ اسکے مستحق ہیں اُن کو مالک بنانا ہے۔ زکوۃ ادا کر کے آپ ان پر کوئی احسان ادا نہیں کر رہے ہیں

بلکہ یہاں آپ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔زکوۃ دے کر احسان جتانا یا اپنی بڑائی کا اظہار کرنا اس کے ثواب کو ضائع کرنا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ (البقرہ۔۲۶۲)

ترجمہ: جولوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتاتے اور نہ لینے والے کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے، ان کو نہ خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

دوسری جگہ ہے کہ جولوگ محض خدا کی خوشنودی اور دل کے پورے ثبات کے ساتھ خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی ہے اگر اس پر تیز بارش ہو تو دوگنا پھل آئے اور اگر تیز بارش بھی ہو تو ہلکی پھوار سے ہی اس میں پھل آجائے۔ پھر جولوگ صدقہ دے کر احسان جتلاتے اور تکلیف دیتے ہیں ان کے بارے میں کہا گیا ہے:

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ۗ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ (البقرہ۔۲۶۳)

ترجمہ: ایک بھلی اور میٹھی بات اور کسی غلطی کو معاف کر دینا اس صدقہ سے ہزار گنا بہتر ہے جس کے پیچھے تکلیف اور دُکھ لگا ہو۔ اللہ بے نیاز اور برداشت

کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ صاحب نصاب لوگوں کو شریعت کے مطابق زکوۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۹) ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْز

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الْکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴿۱۷۷﴾

(البقرہ۔۱۷۷)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اصل نیکی اور بھلائی (کا معیار) یہ نہیں ہے کہ (عبادت میں) تم مشرق کی طرف اپنا رُخ کرو، یا مغرب کی طرف، بلکہ اصل نیکی کی راہ بس اُن لوگوں کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور ملائکہ پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر اور جنھوں نے مال کی محبت کے باوجود اس کو خرچ کیا قرابت داروں پر اور یتیموں مسکینوں پر اور مسافروں اور سائلوں پر اور غلاموں کو آزادی دلانے میں اور اچھی طرح قائم کی انھوں نے نماز اور ادا کی زکوۃ اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے جب عہد کرلیں اور وہ جو تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کی سختی کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہوں یہی سب لوگ وہ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔

۱) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ ثُمَّ تَلَا لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ ۔۔۔الاٰية (ترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی (اللہ کا) حق ہے۔‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت لَيْسَ الْبِرَّ۔۔۔ تلاوت کی۔

خطبہ کی شروع میں یہی آیت میں نے تلاوت کی ہے اور اسکا ترجمہ بھی آپ کو سنایا ہے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ مقررہ زکوۃ یا عُشر ادا کرنے کے بعد آدمی پر اللہ کا کوئی مالی حق باقی نہیں رہتا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ خاص حالات میں زکوۃ ادا کرنے کے بعد بھی اللہ کے ضرورت مند بندوں کی مدد

کرنا بھی دولت مندوں پر باقی رہتا ہے۔

ہرامیر غریب پر صدقہ لازم ہے:

۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ فَلْیَعْمَلْ بِیَدَیْہِ فَیَنْفَعُ نَفْسَہٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ قَالَ فَیُعِیْنُ ذَا الْحَاجَۃِ الْمَلْھُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْہُ قَالَ فَلْیَاْمُرْ بِالْخَیْرِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ قَالَ فَیُمْسِکُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّہٗ لَہٗ صَدَقَۃٌ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی آدمی کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہوتو وہ کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دست بازو سے محنت کرے اور کمائے پھر اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ نہ کرسکتا ہوتو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کسی پریشان حال محتاج کا کوئی کام کرکے اس کی مدد ہی کردے (یہ بھی ایک طرح کا صدقہ ہے)۔عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرسکے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تو اپنی زبان ہی سے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کے لئے کہے۔لوگوں نے عرض کیا: اگر وہ یہ بھی نہ کرسکے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا کہ: (کم ازکم) شر سے اپنے کو روکے (یعنی اس کا اہتمام کرے کہ اس سے کسی کو تکلیف اور ایذا نہ پہونچے)

یہ بھی اس کے لئے ایک طرح کا صدقہ ہے۔

صدقہ کا وسیع تصور:

صدقہ صرف روپیہ پیسہ خرچ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ہر نیک کام بلکہ شر سے بچنا اور کسی کو بچانا بھی صدقہ میں شامل ہے۔

۳) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَفِيْ بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةً قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ أَيَأْتِيْ أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهِ وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ فِيْهَا أَجْرٌ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہر تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے ہر تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے ہر تحمید یعنی الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، ہر تہلیل یعنی لا اِلٰہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے ہر برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور اپنی بیوی یا اپنی لونڈی سے صحبت کرنا صدقہ ہے صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرے اور اسے اس میں ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' مجھے بتاؤ کہ اگر کوئی شخص حرام ذریعہ (یعنی زنا) سے اپنی شہوت پوری کرے تو آیا اس کو گناہ ہوگا یا نہیں؟

(ظاہر ہے کہ یقیناً اسے گناہ ہوگا) لہٰذا اسی طرح جب وہ حلال ذریعہ (یعنی اپنی بیوی اور اپنی لونڈی) سے شہوت پوری کرے گا، تو اس ثواب ہوگا۔

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ اللهُ تَعَالٰى اَنْفِقْ يَا اِبْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بندے کو اللہ کا پیغام ہے کہ اے آدمؑ کے فرزند! تو (میرے ضرورت مند بندوں پر) اپنی کمائی خرچ کر، میں اپنے خزانہ سے تجھ کو دیتا رہوں گا۔

۵) عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْفِقِیْ وَلَا تُحْصِیْ فَيُحْصِیَ اللهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِیْ فَيُوْعِیَ اللهُ عَلَيْكِ اِرْضَخِیْ مَا اسْتَطَعْتِ

(بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم اللہ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتی رہو اور گنو مت (یعنی اس فکر میں نہ پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے کتنا راہ خدا میں دوں) اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دو گے تو وہ بھی تمھیں حساب ہی سے دے گا (اور اگر بے حساب دو گے تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب انڈیلے گا) اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمھارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا (کہ رحمت اور برکت کے دروازے تم پر خدانخواستہ بند ہو

جائیں گے) لٰہذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے راہ خدا میں کشادہ دستی سے دیتے رہو۔

۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ لَأُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایک شخص درخت کی ایک ٹہنی کے پاس سے گزرا جو راستہ کے اوپر تھی (اور جو راہ گیروں کو تکلیف پہنچاتی تھی) اس شخص نے اپنے دل میں کہا کہ اس ٹہنی کو مسلمانوں کے راستہ سے صاف کردوں گا تاکہ انہیں تکلیف نہ پہنچے، چنانچہ اس عمل سے اس شخص کو جنت میں داخل کیا گیا۔

۷) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''صدقہ کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

۸) عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو مسلمان

اپنے اہل (یعنی بیوی اور اقرباء) پر کچھ خرچ کرتا ہے اور اس میں ثواب کی توقع رکھتا ہے تو اس کا یہ خرچ اس کے حق میں (بڑا مقبول) صدقہ ہو جاتا ہے۔

۹) عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمُ لِأَجْرِكِ (متفق علیہ)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے (ایک مرتبہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک لونڈی آزاد کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر تم وہ لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتیں تو تمہیں بہت زیادہ ثواب ملتا۔ (ایک صدقہ کا اور دوسرا قرابت داری کی مدد کا)

۱۰) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّيْ افْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر (وہ مرنے سے پہلے) کچھ کہہ پاتیں تو صدقہ دینے کی (ضرور) وصیت کرتیں لہٰذا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو انہیں اس صدقہ کا ثواب مل جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں''۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسب مقدور صدقہ و خیرات کرنے اور ہر طرح کے نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۰) فضائل رمضان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَ مَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ (البقرہ-۱۸۵)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے قرآن کا وصف یہ ہے کہ

وہ لوگوں کے لئے راہ نما ہے اور ہدایت کے صاف و واضح اور حق سے باطل کو جدا کرنے والے دلائل کا مجموعہ ہے۔ سو جو شخص تم میں سے اس مہینے کو پائے تو اس کو چاہئے کہ اس ماہ کے روزے رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس کے ذمہ اور دوسرے دنوں سے گنتی کا پورا کرنا ہے اللہ تعالی کو تمہارے لئے آسانی منظور ہے اور اسکو تمہارے لئے دشواری منظور نہیں یہ رعایت کے احکام اسلئے دیئے گئے تا کہ تم روزوں کی گنتی کو پوار کرلیا کرو اور تا کہ تم اس احسان پر کہ خدا نے تم کو صحیح طریقہ بتا دیا اس کی بزرگی بیان کرو اور تا کہ تم شکر بجالاؤ۔

رمضان کی آمد پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ:

۱) عَنْ سَلْمَانَ الفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَهُوَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَهُوَشَهْرٌ يُزَادُفِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَفِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌلِذُنُوْبِهِ وَعِتْقُ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْئٌ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ لَيْسَ

كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعْطِي اللهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ (بیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ افگن ہو رہا ہے اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستّر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے، اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل

کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہونچ جائے گا۔ (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتشِ دوزخ سے آزادی ہے (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دیگا۔

خطبہ میں رمضان مبارک کی سب سے بڑی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار راتوں سے نہیں بلکہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

ایک ہزار مہینوں میں تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں۔۔دوسری بات یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوگا اور فرض کا ثواب ستّر فرض کے برابر ہوگا۔پھر فرمایا گیا کہ یہ صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے یعنی اللہ کی رضا کے لئے اپنے خواہشات کو دبانا اور نادار لوگوں کی مدد کرنا۔اس برکت والے مہینے میں ایمان والوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے تو یہ تجربہ ہے کہ روحانی رزق تو زیادہ ہوتا ہی ہے مگر مادّی رزق بھی جتنا عمدہ اور بافراغت ملتا ہے کسی اور مہینے میں نہیں ملتا۔رمضان کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی یہ امت کے مختلف طبقات کے حساب سے ہے۔

۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ’’جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات قید کردیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں پھر اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور

اعلان کرنے والا (فرشتہ) یہ اعلان کرتا ہے کہ اے بھلائی کے طلب گار! (اللہ کی طرف) متوجہ ہو جا اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے! برائی سے باز آ جا کیونکہ اللہ تبارک وتعالی لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے اور یہ اعلان (رمضان کی) ہر رات میں ہوتا ہے۔

۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرِ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالک ؓ کہتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے لئے یہ مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات (یعنی شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، لہٰذا جو شخص اس رات (کی سعادت) سے محروم رہا (کہ اسے پوری رات میں یا کم سے کم رات کے کچھ حصوں میں بھی جاگنے اور عبادت خداوندی میں مشغول ہونے کی توفیق نہ ہوئی) تو وہ ہر سعادت وبھلائی سے محروم رہا۔ اور (یاد رکھو) شب قدر کی سعادت سے حرمان نصیب ہی محروم ہوتا ہے۔

۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ اِلٰى حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلٰى رَأْسِ الْحُوْرِ الْعِيْنِ

فَيَقُلْنَ يَارَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ أَزْوَاجًا تَقَرُّ بِهِمْ أَعْيُنُنَا وَتَقَرُّ أَعْيُنُهُمْ بِنَا (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رمضان (کے استقبال کے لئے) جنت شروع سال سے آخر سال تک اپنی زیب وزینت کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''چنانچہ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے درختوں کے پتوں سے حورعین کے سر پر ہوا چلتی ہے، پھر حوریں کہتی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے شوہر بنادے کہ ان (کی صحبت وہمنشینی کے سرور وکیف) سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہمارے (دیدار وصل) سے ٹھنڈک پائیں۔

۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْقُرْاٰنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر کی بخشش اور خلق اللہ کی نفع رسانی میں اللہ کے سب بندوں سے فائق تھے، اور رمضان مبارک میں آپ کی یہ کریمانہ صفت اور زیادہ ترقی کر جاتی تھی۔ رمضان کی ہر رات میں جبرئیل امینؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو

قرآن مجید سناتے تھے۔تو جب روزانہ جبرئیلؑ آپ ﷺ سے ملتے تو آپ ﷺ کی اس کریمانہ نفع رسانی اور خیر کی بخشش میں اللہ کی بھیجی ہوئی ہواؤں سے بھی زیادہ تیزی آجاتی اور زور پیدا ہو جاتا۔

اللہ ہم سب کو رمضان کے فضائل اور برکات سے پوری طرح فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۱) روزے کی فرضیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ (البقرہ۔ ۱۸۳، ۱۸۴)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا

اسی طرح تم پر بھی روزوں کا رکھنا فرض کیا گیا ہے اس امید پر کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ گنتی کے چند دنوں میں روزہ رکھ لیا کرو پھر جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس کے ذمہ اور دوسرے دنوں سے گنتی کا پورا کرنا ہے اور وہ لوگ جو طاقت رکھتے ہوں تو ان کے ذمہ فدیہ ہے جو ایک مسکین کا کھانا ہے پھر جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اسکے لئے بہتر ہے اور تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھ رکھتے ہو۔

صوم مصدر ہے لغت میں اس کے معنے رکنے کے ہیں شرعی طور پر صوم کی تعریف یہ ہے کہ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے جماع اور منافی صوم اشیاء سے نیت کے ساتھ رکنے کا نام روزہ ہے۔ ابتداء میں روزہ رکھنا دشوار تھا تو فدیہ کی اجازت دی گئی تھی۔ ایک روزہ کے بدلے بقدرِ صدقہ فطر دے پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا۔ روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے چوتھا رکن ہے اس کا منکر کافر ہے۔ ہر عاقل بالغ اور تندرت مسلمان مرد عورت پر روزہ فرض ہے۔

۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے

ایمان کے ساتھ (یعنی شریعت کو سچ جانتے ہوئے اور فرضیت رمضان کا اعتقاد رکھتے ہوئے) اور طلب ثواب کی خاطر (یعنی کسی خوف یا ریاء کے طور پر نہیں بلکہ خالصۃً للہ) رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے نیز جو شخص ایمان کے ساتھ طلب ثواب کی خاطر رمضان میں کھڑا ہوا (تراویح پڑھی) تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے اسی طرح جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور طلب ثواب کی خاطر کھڑا ہوا تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے۔

روزہ خوروں کا انجام:

۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَاَخَذَا بِضَبْعِیْ فَاَتَیَا بِیْ جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا اصْعَدْ فَقُلْتُ لَا اُطِیْقُہٗ فَقَالَا اِنَّا سَنُسَہِّلُ لَکَ فَصَعِدْتُّ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ فِیْ سَوَاءِ جَبَلٍ اِذَا بِاَصْوَاتٍ شَدِیْدَۃٍ فَقُلْتُ مَاھٰذِہِ الْاَصْوَاتُ قَالُوْا ھٰذِہٖ عُوَاءُ اَھْلِ النَّارِ ثُمَّ اُنْطُلِقَ بِیْ فَاِذَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِیْنَ بِعَرَاقِیْبِھِمْ مُشَقَّقَۃً اَشْدَاقُھُمْ دَمًا قُلْتُ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ قَالُوْا الَّذِیْنَ یُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّۃِ صَوْمِھِمْ

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں جب سو رہا تھا دو اشخاص (فرشتے) آئے اور میرے بازو

پکڑ کر مجھے دشوار گزار پہاڑ پر لے کر گئے اور مجھ سے اوپر چڑھنے کے لئے کہا تو میں نے کہا کے میں نہیں چڑھ سکتا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو چڑھائیں گے تو میں پہاڑ کے اوپر پہنچ گیا تو وہاں میں شدید قسم کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ آوازیں کن کی ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ اہل جہنم کی چیخ پکار ہے۔ پھر مجھے اور آگے لے کر چلے تو میں نے دیکھا کچھ لوگوں کو ایڑیوں کے بل لٹکا یا گیا ہے اور ان کے حلق کاٹے گئے تھے جس سے خون بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو نہوں نے بتایا کہ یہ رمضان میں روزہ نہیں رکھنے والے ہیں (روزہ خور)۔

۳) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ الْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھْوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ (البیہقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندوں کی سفارش کریں گے (یعنی اُس بندے کی جودن میں روزے رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہوکر اُس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا)۔ روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ مغفرت ورحمت کا معاملہ

فرما) اور قرآن کہے گا کہ: میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، خداوند! آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ دیا جائے گا) اور خاص مراحم خسروانہ سے اس کو نوازا جائے گا۔

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری (جیسے کسی عذر) کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے گا وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر بھی روزہ رکھے تو جو چیز فوت ہوگئ وہ پوری ادا نہیں ہوسکتی۔

حدیث کا مدعا اور مطلب یہ ہے کہ شرعی عذر اور رخصت کے بغیر رمضان کا ایک روزہ دانستہ چھوڑنے سے رمضان مبارک کی خاص برکتوں اور اللہ تعالی کی خاص الخاص رحمتوں سے جو محرومی ہوتی ہے عمر بھر نفل روزے رکھنے سے بھی اس محرومی اور خسران کی تلافی نہیں ہوسکتی اگرچہ ایک روزے کی قانونی قضا ایک ہی دن کا روزہ ہے لیکن اس وہ ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا جو روزہ چھوڑنے سے کھو گیا۔ پس جو لوگ

بے پروائی کے ساتھ رمضان کے روزے چھوڑتے ہیں وہ سوچیں کہ اپنے کو وہ کتنا نقصان پہونچاتے ہیں۔

۵) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک وہ دروازہ ہے جس کا نام ”ریان“ رکھا گیا ہے اور اس دروازے سے صرف روزہ داروں ہی کا داخلہ ہو سکے گا۔

۶) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مُرْنِي بِأَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهٖ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهٗ لَا مِثْلَ لَهٗ (نسائی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے، جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ رکھا کرو اس کے مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔

نماز، روزہ، حج، زکوۃ سب تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں ہر ایک کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس کی مثل نہیں ہے۔ ان کے تاثرات وخصوصیات کی بناء پر ہر عمل کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس جیسا کوئی عمل نہیں ہے اور پھر یہ بھی کہ اشخاص کے لحاظ سے بھی فرق ہوتا ہے۔ یہی اس حدیث کے ذریعہ سے سمجھنا چاہئے۔

۷) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَوْمُ الصَّائِمِ

عِبَادَةٌ وَصَمْتُهُ تَسْبِيْحٌ وَعَمَلُهُ مُضَاعَفٌ وَدُعَاءُهُ مُسْتُجَابٌ وَذَنْبُهُ مَغْفُرٌ (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن اوفیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اسکا خاموش رہنا تسبیح ہے اور اسکے عمل کا اجر بے انتہا ہے اسکی دعا مقبول ہے اور اسکا گناہ مغفور ہے۔

۸) عَنْ عُقْبَةَ بِنْ عَامِرٍ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةِ مِائَةِ عَامٍ۔ (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ایک سو سال کے فاصلہ تک دور رکھے گا۔

۹) عَنْ اَبِيْ هُرِيْرَةَ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صُوْمُوْ تَصِحُّوْا (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھو اور صحت پا جاؤ۔۔

روزہ کی فرضیت اور اہمیت کے تعلق سے چند حدیثیں میں نے سنائی ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو یقین کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۲) روزے کے مسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَ مَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ (البقرہ-۱۸۵)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے قرآن کا وصف یہ ہے کہ

وہ لوگوں کے لئے راہ نما ہے اور ہدایت کے صاف و واضح اور حق سے باطل کو جدا کرنے والے دلائل کا مجموعہ ہے سو جو شخص تم میں سے اس مہینے کو پائے تو اس کو چاہئے کہ اس ماہ کے روزے رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس کے ذمہ اور دوسرے دنوں سے گنتی کا پورا کرنا ہے اللہ تعالی کو تمہارے لئے آسانی منظور ہے اور اسکو تمہارے لئے دشواری منظور نہیں یہ رعایت کے احکام اسلئے دیئے گئے تا کہ تم روزوں کی گنتی کو پورا کرلیا کرو اور تا کہ تم اس احسان پر کہ خدا نے تم کو صحیح طریقہ بتادیا اس کی بزرگی بیان کیا کرو اور تا کہ تم شکر بجالاؤ۔

۱) رؤیت ہلال:

رمضان کا روزہ چاند دیکھ کر شروع کرنا ہے اور چاند دیکھ کر ختم کرنا ہے۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے چھوڑ دو اور اگر (۲۹ تاریخ کو) چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کی ۳۰ کی گنتی پوری کرو۔

رمضان کے شروع اور ختم ہونے کا دارومدار چاند کا دکھائی دینا ہے کسی حساب یا نجوم پر اسکا حکم نہیں لیا جاسکتا۔ یا تو خود دیکھنا ہے یا رمضان کی چاند کے لئے ایک عادل آدمی کا گواہی دینا ہے۔ اور عیدلفطر کے چاند کے لئے دو گواہوں کی

ضرورت ہے۔ جیسا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ دنیا گول ہے کسی جگہ دن ہوتا ہے کسی جگہ رات ہوتی ہے تو ہم جس مقام پر ہیں وہی کی رویت قابل اعتبار ہے۔ کچھ لوگ عرب کے چاند پر روزہ رکھتے ہیں اور عید کرتے ہیں!!

۲) نیت:

نیت دل کے قصد و ارادے کو کہتے ہیں۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عورت سے مباشرت سے رکنے کا نام روزہ ہے۔ رمضان کے روزوں کی نیت یا تو رات کو کرلی جائے یا دوپہر سے پہلے تک کرلینی چاہئے۔ نیت میں اتنا ارادہ کرلینا چاہئے کہ آج میرا روزہ ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے اگر کہہ لیا تو بھی کوئی حرج نہیں۔ قضا شدہ روزے نذر مطلق کے روزے اور کفارے کے روزے کی نیت رات میں کرنا ضروری ہے اور رمضان کے روزے اور نذر معین کے روزے اور نفل روزے کی نیت دوپہر سے پہلے کرلینا چاہیئے۔

۳) سحری اور افطار:

روزہ رکھنے کی نیت سے جو کھانا یا پانی صبح صادق سے پہلے کھایا جاتا ہے اسے سحری کھانا کہتے ہیں۔ سحری کھانا سنت ہے اور اسے کھانے میں ثواب ہے۔ اگر کھانے کی خواہش نہ ہو تو تھوڑا سا میٹھا ہی کھالے یا دو چار گھونٹ پانی ہی پی لے۔ بعض لوگ رات تین چار گھنٹے باقی رہتے وقت ہی سحری کھالیتے ہیں ایسا کرنا اچھا

نہیں بلکہ سحری دیر سے کرنا سنت ہے۔کسی کی آنکھ دیر سے کھلی اور معلوم ہوا کہ سحری کا وقت نہیں تھا اسکا روزہ بیکار گیا اب رمضان کے بعد اسکو قضا رکھنی پڑے گی لیکن اس کو بھی دن بھر روزہ کے احترام میں روزہ داروں کی طرح رہنا چاہئے۔

۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلسُّحُوْرُ بَرَکَۃٌ فَلَا تَدَعُوْہُ وَلَوْ اَنْ یَّجْرَعَ اَحَدُکُمْ جُرْعَۃً مِّنْ مَّاءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُسَحِّرِیْنَ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے، کیونکہ سحر میں کھانے پینے والوں پر اللہ تعالی رحمت فرماتے ہیں اور فرشتے ان کے لئے دُعائے خیر کرتے ہیں۔

سورج غروب ہونے کے بعد روزہ ختم کرنے کی نیت سے جو کچھ کھایا جاتا ہے اسکو شریعت میں افطار کہتے ہیں۔جس طرح سحری میں دیر کرنا ثواب ہے اس طرح افطار میں جلدی کرنا ثواب ہے۔جلدی کا مطلب یہ ہے کہ جوں ہی اس بات کا یقین ہوجائے کہ سورج غروب ہوگیا ہے تو افطار کرنا چاہیئے خوب اندھیرا ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہئے۔کیونکہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت خیر پر قائم رہے گی جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اور سحری میں دیر کرتے رہیں گے۔

۳) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْاِفْطَارَ وَاَخَّرُوا السُّحُوْرَ (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری امت اس وقت تک خیر پر قائم رہے گی جب تک وہ افطار میں جلدی کرے گی اور سحری میں تاخیر کرے گی۔

افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیری دی ہوئی روزی سے افطار کیا)۔

افطار کرنے کے بعد کی دعا:

ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ (پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور اللہ نے چاہا تو اس کا اجر بھی ملا)۔

سفر میں روزہ:

سفر میں سہولت اور راحت ہو اور اگر روزہ رکھنا چاہتا ہے تو روزہ رکھنا افضل ہے اور اگر مشقت ہے تو چھوڑ دینا چاہئے۔ اگر افطار کو جائز نہیں سمجھتا تو وہ شخص گناہ گار ہے۔ سفر سے مراد شرعی سفر (۴۸ میل) ہے چاہے وہ کسی ذریعہ سے ہو۔

۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَہٗ اِلٰی یَدِہٖ لِیَرَاہُ النَّاسُ

فَأَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (فتح مکہ کے سال) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے مکہ کے طرف روانہ ہوئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس سفر میں) روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان (جو مکہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے) پہنچے تو پانی منگوایا، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی کو ہاتھ میں (لے کر بہت اونچا) اٹھایا (تاکہ لوگ دیکھ لیں) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ توڑ ڈالا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف لائے اور یہ سفر رمضان میں ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سفر کی حالت میں) روزہ رکھا بھی اور نہیں بھی رکھا۔ لہٰذا جو چاہے (سفر کی حالت میں) روزہ رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔

حیض ونفاس کا حکم:

۵) عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت معاذہ عدویہ (جو ایک تابعی خاتون ہیں) وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ ایام حیض میں جو

روزے قضا ہوتے ہیں اُن کی تو قضا کی جاتی ہے اور جونمازیں قضا ہوتی ہیں ان کی قضا نہیں پڑھی جاتی ؟ اُم المؤمنین نے فرمایا کہ (بس اللہ ورسول کا حکم ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جب ہم اس میں مبتلا ہوتے تھے (اوران کی وجہ سے ان دنوں میں روزہ نماز کچھ نہیں کر سکتے تھے) تو ہم کو اُن دنوں کے قضا شدہ روزے رکھنے کا تو حکم دیا جاتا تھا اور قضا نمازیں پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

حیض ونفاس میں تو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح حاملہ اور مرضعہ کو بھی اس بات کی اجازت ہے کہ وہ روزہ میں اگر تکلیف ہوتی ہے تو روزہ چھوڑ کر دوسرے دنوں میں رکھ لے۔

قضا وکفارہ کا حکم:

بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس طرح سر پر یا بدن پر تیل ڈالنے سے، خوشبو لگانے سے، مسواک کرنے سے، خود بخود قئے ہو جانے سے، بغیر ارادے کے مکھی یا دھواں کا حلق میں چلے جانے سے، احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ قصداً روزہ توڑنے والے پر کفارہ لازم آتا ہے اور غلطی سے پانی حلق میں جانے سے کفارہ نہیں بلکہ قضاء لازم آتی ہے کفارہ کی مقدار اور ترتیب اس طرح ہے کہ اگر غلام میسر ہو تو ایک غلام کا آزاد کرنا ایک روزہ کا کفارہ ہے اگر غلام میسر نہیں تو پھر ساٹھ دن یعنی دو ماہ کے روزے تسلسل کے ساتھ رکھنے ہیں اگر اس کی قدرت نہیں تو پھر ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا ہے۔ کچھ اعذار واور مجبوریوں کی وجہ سے روزہ

افطار کیا جا سکتا ہے۔لیکن بعد میں اس کی قضاء لازم ہوگی یا فدیہ کی صورت ہوگی۔ ان اعذار میں سے ایک سفر کی وجہ سے روزہ افطار کیا جا سکتا ہے اسی طرح حاملہ یا مرضعہ کے لئے بوقت مجبوری افطار جائز ہے۔اکراہ کی صورت میں افطار کی اجازت ہے مرض شدید کی وجہ سے افطار کی اجازت ہے، بڑھاپے کی وجہ سے افطار کی اجازت ہے۔مریض اگر تندرست ہوگیا تو قضا کریگا ورنہ اس کی طرف سے فدیہ دینا ہوگا بوڑھے کے لئے بھی فدیہ کا حکم ہے ہر دن کے ایک روزہ کے بدلے میں نصف صاع گندم بطور فدیہ دیا جائے گا۔

بڑھاپے اور طویل بیماری کا حکم:

اگر کوئی اتنا بوڑھا ہوجائے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا یا اس کو کوئی ایسی مہلک بیماری یا طویل بیماری ہو کہ اس سے صحت پانے کی بظاہر کوئی امید نہ ہو اور روزہ رکھنے سے اس کو کوئی نقصان پہنچتا ہو تو ایسے آدمی کو اپنے ہر روزے کے بدلے فدیہ دینے کی اجازت ہے۔فدیہ کے معنے بدلہ دینے کے ہیں اور شریعت میں نماز قضا ہوجانے یا روزہ نہ رکھ سکنے کے بدلے میں جو خیرات کی جاتی ہے اس کو فدیہ کہتے ہیں۔ایک روزہ کے بدلے ایک محتاج کو اتنا غلہ دے جتنا صدقہ فطر میں دیا جاتا ہے۔یعنی پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت دینی چاہیئے۔فدیہ میں غلہ نہ دے سکے تو ایک محتاج کو دو وقت کھانا کھلائے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے۔فدیہ ادا کرنا کے بعد کسی بوڑھے یا مریض میں طاقت آگئی تو اس کے چھوٹے ہوئے تمام روزوں کی

قضا کرنی واجب ہے جو فدیہ اس نے دیا ہے اسکا ثواب اسکو الگ سے ملے گا۔

روزہ رکھ کر توڑنے کی اجازت:

اچانک کسی کو اگر اتنی شدید بھوک یا پیاس لگے کہ جان جانے کا خطرہ ہو یا بیہوشی طاری ہو جائے یا تیز بخار آجائے، پیٹ یا گردے میں سخت درد ہو تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے اور ایک ہی روزہ قضا رکھنا پڑے گا۔ کسان نے دھوپ میں کام کیا بیہوش ہو گیا تو اس کو بھی روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ اچانک سفر درپیش ہو گیا یا کوئی پاگل ہو گیا، یا بیہوش ہو گیا تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے اور اسکے بدلے صرف ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ان احکام کو ملحوظ رکھتے ہوئے روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۳) روزے کا مقصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۝۱۸۳ (البقرہ۔۱۸۳)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اسی طرح تم پر بھی روزے کا رکھنا فرض کیا گیا ہے اس امید پر کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

تقویٰ کی ضرورت و اہمیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان مبارک میں قرآن مجید نازل فرمایا اور اس سے

ہدایت پانے کی جو اہم شرط رکھی ہے وہ تقویٰ ہے۔تقویٰ یہ ہے کہ اللہ سے ڈر کر اسکی نافرمانی چھوڑ دی جائے اور اسکے تمام احکام کی اطاعت کی جائے۔چنانچہ فرمایا گیا:

الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرہ،۱۔۲)

ترجمہ: الم۔یہ (اللہ کی) کتاب ہے،اس میں کوئی شک نہیں،ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے۔

ہدایت پر ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔تو اس سے روزہ کی اہمیت کیا ہے معلوم ہوتی ہے۔قرآن مجید میں جگہ جگہ متقین کے صفات اور ان کا درجے بیان کئے گئے ہیں۔

۱) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ (البقرہ۔۱۹۴)

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور خوب جان لو کہ اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔

جب اللہ کی مدد و نصرت متقی لوگوں کے ساتھ ہے تو کبھی شکست و ناکامی کا سوال ہی نہیں۔

۲) وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ (آل عمران۔۱۳۳)

ترجمہ: اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف تیزی سے چلو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی وسعت کی طرح ہے اور وہ جنت متقی لوگوں کے لئے تیار کی جا چکی ہے۔

۳) قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۟

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ (الاعراف-۱۳۸)

ترجمہ: کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہ تم مدد طلب کرو اللہ سے اور صبر کرو، یقیناً زمین تو اللہ ہی کی ہے، وہ اس کا وارث بناتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور (اچھا) انجام تو متقی لوگوں ہی کے لئے ہے۔

۴) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ (الحجر-۴۵)

ترجمہ: بیشک متقی لوگ (جنت کے) باغات اور چشموں میں رہیں گے۔

جستہ جستہ آیات میں نے سنائی ہیں جس سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ تقویٰ کی ضرورت واہمیت کیا ہے۔ اور وہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے روزہ رکھنے سے۔ دین کا سارا محور ہی تقوی کے گرد گھومتا ہے۔

روزہ کس طرح تقویٰ پیدا کرتا ہے؟

تقویٰ پیدا کرنے کے لئے شعور کی ضرورت ہے۔

۱) روزہ میں حلال چیزوں سے پرہیز کرایا جاتا ہے تاکہ حرام سے بچنے کا مادہ پیدا ہو۔ کھانا اور پینا تو حلال ہے اگر نکاح ہو تو عورت بھی حلال ہے مگر روزہ کی دوران انہی سے بچایا جاتا ہے۔

۲) اللہ کی صفات کا استحضار۔ کوئی شخص بھی چھپ کر یا تنہائی میں بھی کھاتا پیتا نہیں اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ روزہ کی حالت میں دیکھتا ہے کیا روزہ ختم ہونے کے بعد نہیں دیکھتا؟

۴) روزہ ایک راز ہے بندے اور خدا کے درمیان۔آدمی کلی کر رہا ہے اگر ایک دو گھونٹ یا ایک گلاس پی لے سوائے اللہ کے کون جاننے والا ہے۔سب کے ساتھ آدمی سحری کرے اور تنہا بازار کے کسی رسٹورنٹ میں جا کے کھا پی لے تو سوائے اللہ کے اس کی گرفت کرنے والا کون ہے؟ کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنے کم درجہ ایمان والا ہو نا کبھی ایسا کرتا ہے اور نہ کرنے کا خیال لاتا ہے۔

روزہ سے اس وقت تقویٰ پیدا ہوتا ہے جب آدمی روزے کے مقصد کو سمجھتے ہوئے پورے شعور کے ساتھ روزہ رکھے۔بغیر مقصد کو سمجھے ہوئے روزہ رکھنا گویا اپنے آپ کو بھوکا پیاسا مارنا ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''جو شخص (روزے کی حالت میں) لغو و باطل کلام اور بیہودہ افعال نہ چھوڑے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ اس نے اپنا کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں روزہ کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات و منکرات سے بھی زبان و دہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے۔اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزہ کی پرواہ نہیں۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ (دارمی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے پیاسے رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور رات میں عبادت میں مشغول رہنے والے بہت سے ایسے ہیں جنہیں ان کی عبادت سے سوائے بے خوابی کے کچھ اور حاصل نہیں ہوتا۔

روزے کی قدر و قیمت اور اس کا صلہ:

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (روزہ کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا

ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس امت مرحومہ کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا اور بعض اوقات عمل کرنے کے خاص حالات وخشیت وغیرہ کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہوگا، یہاں تک کہ بعض مقبول بندوں کو اُن کے اعمال حسنہ کا اجر سات سو گنا عطا فرمایا جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس عام قانونِ رحمت کا ذکر فرمایا) مگر اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ و بالاتر ہے۔ وہ بندے کی طرف سے خاص میرے لئے ایک تحفہ ہے اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کو اجر وثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اور نفس کشی کا صلہ دوں گا) روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک ومولیٰ کی بارگاہ میں حضوری اور شرف یابی کے وقت۔ اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منھ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے (یعنی انسانوں کے لئے مشک کی خوشبو جتنی اچھی اور جتنی پیاری ہے اللہ کے ہاں روزہ دار کے منھ کی بو اُس سے بھی اچھی ہے) اور روزہ (دنیا میں شیطان ونفس کے حملوں سے بچاؤ کے لئے اور آخرت میں آتش دوزخ سے حفاظت کے لئے) ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہئے کہ وہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور وشغب نہ کرے، اور اگر کوئی دوسرا

اس سے گالی گلوج یا جھگڑا ٹنٹا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام عبادتوں کا مقصد سمجھتے ہوئے ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاص طور پر روزہ کے مقصد کو سمجھ کر رکھنے کی توفیق دے۔

آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۴) لیلۃ القدر اور اعتکاف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ۚ① وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ② لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ③ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ ۚ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ④ سَلٰمٌ ۛ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤ (القدر، ۱-۵)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: ہم نے اس کو نازل کیا اس کو شب قدر میں۔ اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شب قدر۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ اُترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔ امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک۔

بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا ہے اور (زیادت تشویق کے لئے فرماتے ہیں کہ) آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے (آگے جواب ہے کہ) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اُس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے، کذافی الخازن اور وہ رات ایسی ہے کہ) اس رات میں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبرئیلؑ) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر (زمین کی طرف اُترتے ہیں (اور وہ شب) سراپا سلامتی ہے (جیسا حدیث بیہقی میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود وذکر میں مشغول دیکھتے ہیں تو اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اُس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور خازن نے ابن الجوزی سے روایت میں یُسَلِّمُوْن بھی بڑھایا ہے یعنی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ اور یُصَلُّوْن کا حاصل بھی یہی ہے کیونکہ رحمت وسلامتی میں تلازم ہے اسی کو قرآن میں سلام فرمایا ہے اور امر خیر سے مراد یہی ہے اور نیز روایات میں اس میں توبہ کا قبول ہونا، ابواب سماء کا مفتوح ہونا اور ہر مومن پر ملائکہ کا سلام کرنا آیا ہے۔ کذافی الدرمنثور۔ اور ان امور کا بواسطہ ملائکہ کے ہونا اور موجب سلامت ہونا ظاہر ہے یا امر سے مراد وہ اُمور ہیں جن کا عنوان سورۂ دخان میں امر حکیم اور اس شب میں ان کا طے ہونا ذکر فرمایا ہے اور) وہ شب قدر (ایسی صفت وبرکت کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے (یہ

نہیں کہ اس شب کے کسی حصہ خاص میں یہ برکت ہو اور کسی حصہ میں نہ ہو)۔

۱) عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَبِسَ السِّلَاحَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَلْفَ شَهْرٍ فَعَجِبَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ ...... (ابن کثیر)

ترجمہ: حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جس نے ایک ہزار سال تک ہتھیار پہن کر اللہ کی راہ میں جہاد کیا مسلمانوں کو بہت تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ قدر نازل فرمائی۔

۲) عَنْ عَلِیِّ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا أَرْبَعَةً مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَبَدُوا اللّٰهَ ثَمَانِیْنَ عَامًا لَمْ يَعْصُوْهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ فَذَكَرَ أَيُّوْبَ وَ زَكَرِيَّا وَحِزْقِيْلَ بْنَ الْعَجُوْزِ وَيُوْشَعَ بْنَ نُوْنَ قَالَ فَعَجِبَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ فَأَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ عَجِبَتْ أُمَّتُكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ ثَمَانِيْنَ سَنَةً لَمْ يَعْصُوْهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ فَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ .... (ابن کثیر)

ترجمہ: حضرت علی بن عروہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن بنی اسرائیل کے چار انبیاء حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیل بن عجوزؑ اور حضرت یوشع بن نونؑ کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے اسّی سال تک اللہ کی ایسی عبادت کی تھی کہ پلک جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی تھی یہ سن کر صحابہ کرام کو تعجب ہوا (اور

افسوس بھی کہ ہماری عمریں اتنی نہیں کہ ہم ایسی عبادت کر سکتے) تو جبرئیلؑ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی امت نے ان چار انبیاء کی عبادتوں پر تعجب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز عطا فرمائی ہے اور پھر سورہ قدر کی تلاوت کی۔

جس میں یہ ہے کہ شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینوں میں اسی سال چار مہینے ہوتے ہیں تو اس ایک رات کی عبادت سے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی شخص ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب پا سکتا ہے۔

رمضان کا آخری عشرہ پہلے دونوں عشروں سے افضل ہے کیونکہ اسی میں شب قدر کے پائے جانے کا امکان ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف بھی آخری عشرہ ہی میں کیا تھا۔

۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔

۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے

آخری عشرہ میں عبادت وغیرہ میں وہ مجاہدہ کرتے اور وہ مشقت اُٹھاتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ اَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا عشرۂ اخیر شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دُعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے (تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصّہ لیں)۔

شب قدر زیادہ تر عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے، یعنی اکیسویں یا تئیسویں، پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں۔ شب قدر کی اگر اس طرح تعین کر دیجاتی کہ وہ خاص فلاں رات ہے تو بہت سے لوگ بس اس رات میں عبادت وغیرہ کا خاص اہتمام کیا کرتے اور دوسری راتوں سے غفلت کرتے۔

۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كُبْكُبَةٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ۔ (البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب

شبِ قدر ہوتی ہے تو جبرئیلؑ فرشتوں کے جُھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں اور ہراُس بندے کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کے ذکر وعبادت میں مشغول ہوتا ہے۔

۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (احمد وترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ کون رات شب قدر ہے تو میں اُس رات اللہ سے کیا عرض اور کیا دعا مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ عرض کرو اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (ترجمہ: اے میرے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا کرم فرما ہے، اور معاف کردینا تجھے پسند ہے پس تو میری خطائیں معاف فرمادے)

اعتکاف:

رمضان کی اور اس کی آخری عشرہ کی خاص عبادت اعتکاف ہے۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ ہر طرف سے یکسو ہوکر اور سب سے منقطع ہوکر بس اللہ سے لولگا کے اُس در پہ (یعنی کسی مسجد میں) پڑجائے اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اسی کے ذکر وفکر میں مشغول رہے، یہ خواص بلکہ اخص الخواص کی عبادت

ہے۔ روح کی تربیت اور نفسانی قوتوں کو مغلوب کرنے تعلق باللہ میں ترقی اور ملاء اعلیٰ سے خصوصی مناسبت پیدا کرنے کے لئے اعتکاف رکھا گیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہتمام سے رمضان کر آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے۔ ایک سال کسی وجہ سے اعتکاف رہ گیا تو اگلے سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوعشروں کا اعتکاف فرمایا۔

۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ

(بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔

ازواج مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں۔ اور خواتین کے لئے اعتکاف کی جگہ اُن کے گھر کی وہی جگہ ہے جو انھوں نے نماز پڑھنے کی مقرر کررکھی ہیں۔ معتکف اپنی جگہ مقید ہونے کی وجہ سے گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کی نیکیوں کا حساب سارے نیکیاں کرنے والے بندوں کی طرح جاری رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کے آخری عشرہ کی قدر کرتے ہوئے پورا استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۵)حج کی فرضیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَ مَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۝۹۷ (آل عمران-۹۷)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے اُن لوگوں پر جو اس کی استطاعت رکھتے ہیں۔

لفظ حج میں ح پر زبر بھی ہے اور زیر بھی۔ زبر کی صورت میں یہ مصدر ہے جو قصد کے معنی میں ہے اور زیر کی صورت میں یہ اسم ہے جو حج کا نام ہے۔ حج کی

اصطلاحی تعریف یہ ہے''الحج هو القصد الی الا مکنة المخصوصة فی زمان مخصوص بالافعال مخصوصة''یعنی مخصوص زمانہ میں مخصوص افعال کے ساتھ مخصوص مقامات کی زیارت کا نام حج ہے۔۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر جو عبادت فرض کی ہیں اس کی تین قمسیں ہے:

۱) خالص بدنی عبادت جیسے نماز روزہ

۲) خالص مالی عبادت جیسے زکوۃ

۳) وہ عبادت جو بدنی اور مالی عبادت کا مجموعہ ہے جیسا کہ حج۔حج ایک طرح کی ہجرت بھی ہے اور ایک طرح کا جہاد بھی۔

اللہ تعالی کی ایک شان یہ ہے کہ وہ ذوالجلال والجبروت احکم الحاکمین اور شہنشاہِ کل ہے۔اور ہم اس کے عاجز ومحتاج بندے اور مملوک ومحکوم ہیں۔اس کی دوسری شان یہ ہے کہ اُن تمام صفات جمال سے بدرجہ اتم متصف ہے جن کی وجہ سے انسان کوکسی سے محبت ہوتی ہے اور اس لحاظ سے وہ بلکہ صرف وہ محبوب حقیقی ہے۔ اس کی پہلی حاکمانہ اور شاہانہ شان کا تقاضہ یہ ہے کہ بندے اس کے حضور میں ادب میں ونیاز کی تصویر بن کر حاضر ہوں۔نماز اسی کا مرقع ہے اور اس میں یہی رنگ غالب ہے۔زکوٰۃ بھی اسی نسبت کے ایک دوسرے رُخ کو ظاہر کرتی ہے۔اور اس کی دوسری شان محبوبیت کا تقاضہ ہی کہ کہ بندوں کا تعلق اس کے ساتھ محبت اور والہیت کا ہو۔روزے میں بھی کسی قدر یہ رنگ ہے کھانا پینا چھوڑ دینا اور نفسانی خواہشات اور

منھ موڑ لینا عشق ومحبت کی منزلوں میں سے ہے، مگر حج اس کا پورا پورا مرقع ہے۔ سلے کپڑوں کے بجائے ایک کفن نما لباس پہن لینا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ تراشنا، بالوں میں کنگھا نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، میل کچیل سے جسم کی صفائی نہ کرنا، چیخ چیخ کے لبیک لبیّک پکارنا، بیت اللہ کے گرد چکر لگانا۔اس کے ایک گوشے میں لگے ہوئے سیاہ پتھر (حجر اسود) کو چومنا، اس کے در و دیوار سے لپٹنا اور آہ وزاری کرنا، پھر صفا ومروہ کے پھیرے کرنا، پھر مکہ شہر سے نکل جانا اور کبھی منی، کبھی عرفات کبھی مزدلفہ کے صحراؤں میں جا پڑنا، پھر جمرات پہ بار بار کنکریاں مارنا، یہ سارے اعمال وہی ہیں جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں، اور حضرت ابراہیمؑ گویا اس رسم عاشقی کے بانی ہیں۔ اللہ تعالی کو ان کی یہ ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اپنے دربار کی خاص الخاص حاضری حج وعمرہ کے ارکان ومناسک ان کو قرار دے دیا۔ انہی سب کے مجموعہ کا نام گویا حج ہے اور یہ اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے۔۔

ایک واقعہ:

آپ اسے لطیفہ سمجھیں گے لیکن یہ ایک سچا واقعہ ہے۔ایک مسجد کے چیئرمین صاحب جو زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے اور عبادتوں کی حقیقت سے واقف نہیں تھے۔ صاحب استطاعت ہونے پر لوگوں نے انہیں حج کرنے کا مشورہ دیا۔ جب وہ حج سے واپس آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا حج کیسا رہا تو انہوں نے یہاں کی ریاستی زبان (کنڑی میں) چونکہ وہ اردو سے واقف نہیں کہا حج کیا ہے ایک جگہ

دوڑنا پڑتا ہے اور ایک جگہ پتھر مارنا ہے۔

اسی لئے حج کی حقیقت کیا ہے اس کو کسی قدر تفصیل سے میں نے بیان کیا ہے۔حج ایک عاشقانہ عبادت ہے۔دوسری چیز حج میں جو محسوس کی جاسکتی ہے وہ قیامت و آخرت کا منظر ہے کہ سارے انسان کفن نما لباس میں منی،عرفات اور مزدلفہ میں ہیں۔حج آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

۱) عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ فُرِضَ عَلَیۡکُمُ الۡحَجُّ فَحُجُّوۡا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوۡلَ اللهِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوۡ قُلۡتُ نَعَمۡ لَوَجَبَتۡ وَلَمَا اسۡتَطَعۡتُمۡ ثُمَّ قَالَ ذَرُوۡنِیۡ مَا تَرَکۡتُکُمۡ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ بِکَثۡرَةِ سُوَالِهِمۡ وَاخۡتِلَافِهِمۡ عَلٰی اَنۡبِیَائِهِمۡ فَاِذَا اَمَرۡتُکُمۡ بِشَیۡءٍ فَأۡتُوۡا مِنۡهُ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاِذَا نَهَیۡتُکُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ فَدَعُوۡهُ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اُس میں فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کردیا گیا ہے لہٰذا اس کو ادا کرنے کی فکر کرو۔ایک شخص نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال حج کرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ اس شخص نے تین دفعہ اپنا سوال دوہرایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے (ناگواری کے ساتھ) فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہوجاتا اور تم ادا نہ کر سکتے۔ اس کے بعد آپ نے ہدایت فرمائی کہ کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دو تم مجھ سے حکم لینے (اور سوال کر کے اپنی پابندیوں میں اضافہ کرنے) کی کوشش نہ کرو۔ تم سے پہلی امتوں کے لوگ اسی لئے تباہ ہوئے کہ وہ اپنی نبیوں سے سوال بہت کرتے تھے اور پھر ان کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ لہٰذا (میری ہدایت تم کو یہ ہے کہ) جب تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی تعمیل کرو اور جب تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔

سنہ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد حضرت عتاب بن اسیدؓ کی قیادت میں مسلمانوں نے پہلا حج ادا کیا پھر سنہ ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قیادت میں مسلمانوں نے دوسرا حج ادا کیا پھر سنہ ۱۰ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں تمام مسلمانوں نے حجۃ الوداع ادا کیا۔ ہجرت سے پہلے جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں تھے تو کئی حج کئے تھے فتح مکہ کے بعد یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا۔

۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ اَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (ترمذی)

ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے اُن لوگوں پر جو اُس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

استطاعت یعنی آنے جانے کا اپنا خرچہ اور واپسی تک گھر والوں کا خرچہ اگر کسی کے پاس ہے تو یہی وسعت اور یہی استطاعت ہے۔ یہ استطاعت اگر کسی کے پاس ہے اور وہ حج اس لئے نہیں کرتا تو حج کا انکار کرتا ہے اور حج کو نہیں مانتا تو یہ شخص یقیناً کافر ہے اور یہودی و نصاریٰ کی طرح کفر پر مریگا لیکن اگر استطاعت کے بعد یہ شخص انکار نہیں کرتا اور سستی اور لاپرواہی کرتا ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے پھر اس کو یہود و نصرانی کی موت مرنے کی وعید سنانا تغلیظا تشدیدا ہے لیکن اس پہلو سے ہٹ کر اگر قرآن کریم کے اشاروں کو دیکھا جائے تو پھر یہ کہنا مشکل نہیں ہوگا کہ استطاعت کے بعد اگر کوئی شخص حج نہیں کرتا تو اس میں خطرہ ہے کہ موت کے وقت اس شخص کا ایمان سلب ہو جائے کیونکہ مذکورہ آیت کا آخری حصہ اس طرح ہے **ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین** (جو کفر کرے تو اللہ دنیا جہاں والوں سے بے پرواہ ہے)۔

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ

اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا''۔ پوچھا گیا کہ ''پھر کون سا عمل؟ فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا'' پوچھا گیا کہ پھر کونسا ''فرمایا حج مقبول''۔

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اللہ کے لئے حج کرے اور (حج کے دوران) نہ ہم بستری اپنی عورت سے کرے اور نہ فسق میں مبتلا ہو تو وہ اس طرح (بے گناہ ہو کر) واپس آتا ہے جیسے (اس دن بے گناہ تھا) کہ جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔

۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے ان (صغیرہ) گناہوں کے لئے جو ان دونوں کے درمیان ہوں اور حج مقبول کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

۶) عَنْ اَبِیْ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیُعَجِّلْ

(ابوداؤدودارمی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ جلدی کرے''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک مرتبہ آدمی کو استطاعت حاصل ہوگئی تو وہ فریضہ زندگی بھر فرض رہے گا چاہے وہ غریب کیوں نہ ہوجائے۔اس لئے استطاعت ہوتے ہی اسی سال کرنا چاہئے ورنہ فاسق ہوگا۔

۷) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّۃِ الْمَبْرُوْرَۃِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ

(ترمذی،نسائی،احمد،ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ اللہ کے رسول نے ارشادفرمایا ''حج اور عمرہ ایک ساتھ کرواس لئے کہ یہ دونوں (یعنی ان میں سے ہر ایک) فقراور گناہوں کوایسا دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے سونے اور چاندی کے میل کودور کرتی ہے اورحج مقبول کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں۔

صاحب استطاعت لوگوں کواللہ تعالی اس بات کی توفیق دے کہ اس فریضہ کو بغیر تاخیر کے انجام دیں۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۶) مناسک حج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ۝۱۹۷ (البقرہ۔۱۹۷)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ: زمانہ حج کے چند مہینے ہیں جو معروف ومشہور ہیں پھر جس نے ان مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کرلیا تو زمانہ حج میں نہ بے حجابی کی باتیں کرنا جائز ہے اور نہ بے حکمی کرنا اور نہ باہم کسی قسم کا جھگڑا کرنا اور تم جو بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے

اور زادراہ ہمراہ لے لیا کرو کیونکہ زادراہ کا بہترین فائدہ گناہ سے بچنا ہے اور اے صاحبانِ عقل مجھ سے ڈرتے رہو۔

اس سے پہلے خطبہ میں یہ بات آپ کے سامنے آ چکی ہے کہ حج ایک عاشقانہ اور فقیرانہ عبادت ہے تو اس کے لئے جو لباس مقرر کیا گیا ہے وہ احرام کہلاتا ہے جو غیر سلے ہوئے کپڑے ہوتے ہیں نیچے ایک تہبند اور اوپر ایک چادر اور سر کھلا ہوتا ہے۔ مکہ میں داخل ہوتے ہوئے کچھ مقامات ہیں جہاں احرام پہننا پڑتا ہے انہیں میقات کہتے ہیں۔

۱) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ذَاالْحُلَیْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰی عَلَیْهِنَّ مِنْ غَیْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ کَانَ دُوْنَهُنَّ فَمَهَلُّهٗ مِنْ اَهْلِهٖ وَکَذٰلِكَ وَکَذٰلِكَ حَتّٰی اَهْلُ مَکَّةَ یُهِلُّوْنَ مِنْهَا (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جحفہ کو اہل شام کا اور قرن المنازل کو اہل نجد کا، اور یلملم کو اہل یمن کا۔ پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لئے میقات ہیں اور اُن سب لوگوں کے لئے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو پس جو لوگ ان مقامات کے درے

(اندر) ہوں (یعنی ان مقامات سے مکہ معظّمہ کی طرف کے رہنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا، یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔

میقات پر غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر احرام پہن کے زور سے تلبیہ کہہ کر آدمی حج کے اعمال میں داخل ہوتا ہے۔

تلبیہ:

لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك (یعنی میں حاضر ہوں میں تیری خدمت میں اے اللہ! حاضر ہوں میں تیری خدمت میں، میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں تیری خدمت میں بے شک تمام تعریف اور ساری نعمت تیرے ہی لئے ہے اور بادشاہت بھی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں'')۔

عورت بغیر محرم کے حج نہیں کرسکتی:

۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ اُكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِيْ حَاجَّةً قَالَ اِذْهَبْ

فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کوئی شخص عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے (یعنی اجنبی مرد وعورت کسی جگہ تنہا جمع نہ ہوں) اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے'' یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھا جا چکا ہے (یعنی جہاد جو درپیش ہے اور وہاں جو لشکر جانے والا ہے اس میں میرا نام بھی لکھا جا چکا ہے کہ میں بھی لشکر کے ہمراہ جاؤں) درآنحالیکہ میری بیوی نے سفر حج کا ارادہ کر لیا ہے۔ تو میں کیا کروں؟ آیا جہاد کو جاؤں اور بیوی کو اکیلا حج کے لئے جانے دوں یا بیوی کے ساتھ جاؤں اور جہاد میں نہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو (کیونکہ جہاد میں جانے والے تو بہت ہیں لیکن تمہاری بیوی کے ساتھ جانے والا تمہارے علاوہ اور کوئی محرم نہیں ہے۔

۴۸ میل کا سفر عورت چاہے وہ کسی بھی سواری سے ہو بغیر محرم کے نہیں کر سکتی۔

حجِ بدل:

۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخاً كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کے ایک فریضہ نے جو اس کے بندوں پر ہے میرے باپ کو بڑا بوڑھا پایا ہے جو سواری پر جم کر بیٹھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں (اس کی طرف سے) حج کرو'۔ راوی کہتے ہیں کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس عورت کے درمیان) یہ سوال و جواب حجۃ الوداع میں ہوا تھا۔

حج فرض ہونے کی شرطیں:

مندرجہ ذیل شرائط پائے جانے کے بعد حج فرض ہو جاتا ہے۔

۱) مسلمان ہونا، کافر پر حج نہیں ہے

۲) آزاد ہونا غلام لونڈی پر حج فرض نہیں

۳) بالغ ہونا، بچوں پر حج فرض نہیں

۴) عاقل ہونا۔ مجنون پاگل اور مدہوش و بے ہوش پر حج فرض نہیں

۵) استطاعت یعنی اس قدر مال کا مالک ہونا جو ضرورت اصلیہ اور قرض سے محفوظ ہو اور اس کے زاد راہ اور سواری کے لئے کافی ہو جائے اور جن لوگوں کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے لئے بھی اس سے اس قدر چھوڑ جائے جو اس کے لوٹنے تک ان لوگوں کی کفایت کر سکے جن لوگوں کے پاس زمین موجود ہے اگر وہ اس زمین کو فروخت کرے تو بہت پیسہ ہاتھ آسکتا ہے جس سے وہ حج کر سکتے ہیں تو اس صورت

میں بھی یہ لوگ صاحب استطاعت ہیں یہ بعض فقہاء کی رائے ہے کہ زمین بھی استطاعت میں داخل ہے۔

موانع حج:

یہاں تک جو شرائط بیان ہوئے ہیں یہ وہ تھے کہ اگر یہ نہ پائے جائیں تو حج فرض ہی نہیں ہوتا یعنی حج کی فرضیت متحقق ہی نہیں ہوگی اور آگے جو شرائط بیان کی جائیں گی وہ ایسی ہیں کہ اس کے نہ پائے جانے سے حج تو فرض رہے گا البتہ جب تک یہ موانع موجود ہیں گے حج پر جانا ضروری نہ ہوگا اور جس وقت یہ موانع دور ہوجائیں گے پھر حج پر جانا فرض ہوجائے گا۔

۱) بندہ پر ایسے عوارض سے لاحق ہونا جن کی وجہ سے سفر نہ کر سکے جیسے اندھا، لنگڑا، لولا، اپاہج، یا ایسا بوڑھا جو سواری پر بیٹھ نہ سکے۔

۲) کسی کی قید میں گرفتار ہونا یا ظالم بادشاہ کی قید میں ہونا جب تک یہ مانع ہے حج پر جانا فرض نہیں۔

۳) راستے کا پر امن نہ ہونا یعنی ڈاکوؤں کے ڈاکہ پڑنے کا اگر خطرہ ہو یا کوئی دریا سامنے حائل ہو تو عذر ہے۔

۴) عورت کے لئے ہمراہی میں شوہر یا محرم کا موجود نہ ہونا۔

۵) عورت کے لئے عدت میں ہونا خلاصہ یہ کہ مندرجہ بالا شرائط کچھ دائمی ہیں اور کچھ عارضی ہیں، عوارض جب دور ہوں تو حج فرض ہوجائے گا۔

حج کے فرائض:

حج میں پانچ فرض ہیں۔

۱) احرام پہننا یہ فرض بھی ہے اور حج کے لئے شرط بھی ہے۔

۲) وقوف عرفات یعنی عرفات میں ٹھہرنا خواہ ایک ہی منٹ کے بقدر ہو خواہ رات میں ہو۔

۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ فرض ہے یعنی چار شوط (چار چکر)۔

۴) مندرجہ بالا فرائض کی ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف اور وقوف کو طواف زیارت پر مقدم کرنا۔

۵) ہر فرض کو اسی مکان و مقام پر بجالانا جہاں پر وہ فرض ہے، مثلاً وقوف کا عمل عرفات میں ہے طواف بیت اللہ میں ہے، احرام میقات کے پاس ہے۔

واجبات حج:

حج میں یہ چیزیں واجب ہیں:

۱) دسویں ذوالحجہ کی رات کو مزدلفہ میں ٹھہرنا

۲) رمی یعنی جمرۃ العقبہ میں کنکریاں پھینکنا

۳) سعی، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا

۴) حلق یا تقصیر یعنی رمی کے بعد بال منڈواڈالنا، یا کٹوانا، مردوں کے لئے منڈوانا بہتر ہے اور عورتوں کے لئے تھوڑا سا کتروانا۔

۵) طواف صدر کرنا، یعنی باہر سے آنے والے جب مکہ سے رخصت ہونے لگیں تو ان کو کعبہ کا طواف کرنا، اس کو طواف وداع (رخصتی طواف) بھی کہا جاتا ہے۔

عام طور پر عازمین حج میقات پر احرام باندھ کر مکہ آتے ہیں اور کعبہ کا طواف کر کے صفا مروہ کی سعی کرتے ہیں اس کو عمرہ کہتے ہیں۔اس کے بعد آٹھویں ذوالحجہ کو منیٰ جاتے ہیں۔ وہاں سے ۹ ذاوالحجہ کو عرفات جاتے ہیں وہاں جا کر وقوف کرتے ہیں۔ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھتے ہیں۔مغرب کے بعد مزدلفہ جاتے ہیں وہاں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھتے ہیں۔رات کو وہاں مزدلفہ میں قیام کرتے ہیں۔صبح کی نماز پڑھ کر وہاں سے کنکریاں چن لے کر منیٰ آتے ہیں اور جمر العقبہ پر رمی کرتے ہیں۔تین دن منیٰ میں قیام کرتے ہیں۔

احرام وحج کی قسمیں:

حج کی تین قسمیں ہیں۔ایک افراد، دوسرے تمتع، تیسرے قران اور یہ فرق احرام کے وقت نیت کرنے سے ہوتا ہے۔اس لئے احرام کی بھی تین قسمیں ہوئیں۔

۱) افراد: صرف حج کا احرام باندھنے کو افراد کہتے ہیں اور احرام باندھنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔

۲) تمتع: اس طریقہ کو کہتے ہیں جس میں حج کے زمانے میں احرام باندھ کر عمرہ کر لیا جائے۔اور اس کے بعد کچھ دنوں کے لئے احرام کھول دیا جائے۔پھر حج کے فرائض ادا کرنے کے لئے آٹھویں ذوالحجہ کو دوبارہ احرام باندھ لیا جائے۔تمتع کے

معنی فائدہ اُٹھانے کے ہیں۔ چونکہ اس صورت میں درمیان میں کچھ دنوں کے لئے آدمی کے لئے وہ چیزیں حلال ہوجاتی ہیں جو حرام تھیں اور ان سے فائدہ اُٹھاتا ہے اس لئے اس کو احرام تمتع کہتے ہیں۔ اس طریقہ سے حج کرنے والوں کو متمتع کہا جاتا ہے۔

۳) قِران: اس طریقہ احرام کو کہا کہا جاتا ہے جس میں حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جائے۔ اور پہلے عمرہ پھر حج کیا جائے۔ ایسا کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔ قِران کے معنی مِلانے کے ہیں چونکہ اس طریقہ احرام میں عمرہ اور حج کو ملایا جاتا ہے اس لئے اس کو قِران کہتے ہیں۔

۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يَّعْتِقَ اللہُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهُ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالی عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندوں کے لئے جہنم سے آزادی اور رہائی کا فیصلہ کرتا ہو (یعنی گنہگار بندوں کی مغفرت اور جہنم سے آزادی کا سب سے بڑے اور وسیع پیمانے پر فیصلہ سال کے ۳۶۰ دنوں میں ایک دن یوم العرفہ میں ہوتا ہے) اُس دن اللہ تعالی اپنی صفت ورحمت ورافت کے ساتھ (عرفات میں جمع ہونے والے) اپنے بندوں کے بہت قریب ہوجاتا ہے اور اُن پر

فخر کرتے ہوئے فرشتوں سے کہتا ہے: مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟ دیکھتے ہو! میرے بندے کس مقصد سے یہاں آئے ہیں؟

اللہ کے رسول نے فرمایا کہ حج عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ اُن کی دعا قبول فرمائے گا اور اُس سے مغفرت طلب کریں تو وہ اُن کی مغفرت فرمائے گا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کو سلام اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لئے کہو کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

حج کی دیگر تفصیلات عازمین حج کو اُن کے معلمین بتائیں گے۔ اللہ تعالیٰ صاحب استطاعت لوگوں کو صحیح طریقہ سے حج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۷) خطبۂ اولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۱ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًاۙ ۲ مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًاۙ ۳ وَّ یُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۴ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآىٕهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۵

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ. نَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ!

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِیْ كِتَابِهِ الْعَزِیْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ○

قَالَ اللّٰهُ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّاۙ ○

قَالَ اللّٰهُ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ○

قَالَ اللّٰهُ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰكِرِیْنَ۔

قَدْ جَاءَ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اَقِمِ الصَّلٰوةَ سَبْعِیْنَ مَرَّةً كَانَتْ وَاٰخِرُ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّلٰوةُ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُ اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِیْ۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ

اِفْتَرَضَهُنَّ اللهُ تَعَالٰی مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخَشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللهِ اِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ

بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهُ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۸) خطبہٗ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ وَعَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَعَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانِ رضی اللہ عنہ وَعَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ۔

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ. وَخَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ○ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ○

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۹) خُطْبَةُ عِيْدِ الْفِطْرِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَلَا مِثَالَ لَكَ وَلَا مَثِيْلَ لَكَ أَنْتَ الْفَرْدَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَاٰلِهِ الطّٰهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ (ابوداود)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَيْئٍ يَبْدَءُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ وَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ اَوْ يَامُرُ بِشَيْئٍ اَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ (بخاری ومسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ (ترمذی)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ

وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃِ (بخاری ومسلم)

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

بَارَکَ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعْنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَّلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۴۰) خُطْبَةُ عِيْدِ الْاَضْحٰى

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ
ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ
ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،
نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ۔
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَ
الْفَجْرِ ۝۱ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝۲ وَّالشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝۴ هَلْ فِيْ
ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵

قَالَ تَعَالٰى فِيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ
فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا
فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ۝۳۶ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى

مِنۡكُمۡ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمۡ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمۡ وَ بَشِّرِ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۝۳۷

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُهُ الۡكَرِيۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ والشكرين۔

عَنۡ عَائِشَةَ قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ مَا عَمِلَ ابۡنُ اٰدَمَ مِنۡ عَمَلٍ يُوۡمَ النَّحۡرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنۡ اِهۡرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهُ لَيَأۡتِيۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ بِقُرُوۡنِهَا وَاَشۡعَارِهَا وَاَظۡلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبۡلَ اَنۡ يَّقَعَ بِالۡاَرۡضِ فَطِيۡبُوۡا بِهَا نَفۡسًا

(ترمذی وابن ماجہ)

عَنۡ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوۡمَ الذَّبۡحِ كَبۡشَيۡنِ اَقۡرَنَيۡنِ اَمۡلَحَيۡنِ مَوۡجُوۡئَيۡنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ "اِنِّيۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِيَ لِلَّذِيۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبۡرَاهِيۡمَ حَنِيۡفًا وَمَا اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اِنَّ صَلٰوتِيۡ وَنُسُكِيۡ وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِيۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ لَا شَرِيۡكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ اُمِرۡتُ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ اَللّٰهُمَّ مِنۡكَ وَلَكَ عَنۡ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِهٖ بِسۡمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ

(احمد ابوداؤد)

اَللّٰهُ اَكۡبَرُ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ وَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعْنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

ڈاکٹر سید محمود قادری کی تالیفات

۱) توفیق ایزدی:

خودنوشت سوانح حیات جس میں انہوں نے پہلے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ کن علماء سے دینی تعلیم حاصل کی پھر حق کی یافت اور مردان حق کی شناخت کے بعد یہاں کے گمراہ عقائد کا کس طرح رد کیا ہے، بڑی دلچسپ اور قابلِ مطالعہ داستاں ہے۔

۲) چالیس اصلاحی مقالات:

گذشتہ دس سالوں کے دوران اہم مضامین پر جو پمفلیٹ آپ نے لکھے یہ ان کا مجموعہ ہے۔ اختصار اور جامعیت کے ساتھ موضوع کے متعلق معلومات کو اس طرح ترتیب دیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے۔ دین کی حقیقت سے واقف ہونے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

۳) مجالس معرفت (جلد اول و دوُم وسوُم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم):

''خانقاہِ قادریہ'' میں گذشتہ پندرہ سالوں سے ہر سنیچر بعد نمازِ عشاء جو مجالس ہوتی ہیں ان کے بیانات کا مجموعہ ہے۔ دین اور سلوک کے متعلق چشم کشا معلومات سے لبریز ہیں۔

۴) ایمان اور کفر:

بمقام خانقاہِ قادریہ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ میں روزانہ بعد نمازِ عصر جو درسِ قرآن ہوئے ان کا موضوع ایمان اور کفر تھا، یہ کتاب ان کا مجموعہ ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی حقیقت جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

۵) الاربعینات:

گذشتہ چالیس سال سے آپ کا درسِ حدیث روزانہ بعد نمازِ مغرب جامعہ مسجد میں ہو رہا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اخلاصِ نیت کی چالیس احادیث، داخلۂ جنت کی چالیس احادیث اور داخلۂ جہنم کی چالیس احادیث جمع کی ہیں۔

۶) خطباتِ قادریہ (جلد اول و دوم وسوم و چہارم):

گذشتہ پینتالیس سال سے آپ کے جمعہ کے خطبات مختلف مساجد میں ہورہے ہیں۔ خطبۂ جمعہ سے پہلے آپ کے جو بیانات ہوتے ہیں، نہایت جامع، موثر اور چشم کشا ہوتے ہیں۔ ہر جلد چالیس بیانات کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ ائمۂ مساجد کے لئے جمعہ کے خطبے سے پہلے بیان کرنے کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔

۷) ہدایت اور گمراہی:

رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ میں بعد عصر روزانہ جو مجالس ''خانقاہِ قادریہ'' میں ہوئیں ان کا موضوع ہدایت اور گمراہی تھا، اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ کس کو ہدایت دیتے ہیں اور کس کو گمراہ کرتے ہیں۔

۸) مکتوباتِ اکابر:

ڈاکٹر صاحب کی زمانۂ طالبِ علمی سے اب تک اکابر علماء سے مختلف مسائل میں جو مراسلت رہی ہزاروں خطوط پر مشتمل ہے، ان میں سے وہ خطوط جو سب کے لئے نفع مند ہوسکتے ہیں شائع کئے جارہے ہیں۔

۹) قرآنِ کریم میں جہاد وقتال کی آیات:

شرحِ مشکوٰۃ ''توضیحات'' (مولفہ حضرت مولانا فضل محمد صاحب دامت برکاتہم) میں ہے کہ قرآنِ کریم میں کسی عمل کے تعلق سے سب سے زیادہ آیات آئیں ہیں تو جہاد وقتال کے تعلق سے ہیں۔ ناچیز نے تمام قرآنی آیات کو جمع کرکے مستند ترجمہ اور متفق علیہ تفسیر لکھ دی ہے۔

۱۰) ملفوظاتِ رمضان ۱۴۴۱ھ:

رمضان المبارک میں نمازِ عصر کے بعد خانقاہِ قادریہ میں جو مجالس ہوئیں ان کا موضوع قرآنِ حکیم تھا۔ چالیس ابواب میں فہمِ قرآن کے تعلق سے اہم اصول بیان کئے گئے ہیں۔

۱۱) افضل اذکار اور اہم دعائیں:

مجالس کے دوران بیان میں اذکار اور اہم دعاؤں کا ذکر آتا تو حاضرینِ مجلس اسے نوٹ کرلیتے۔ پھر یہ تقاضہ ہوا کہ ان افضل اذکار اور اہم دعاؤں کا ایک مجموعہ تیار کیا جائے۔ ناچیز نے کتبِ احادیث، حصنِ حصین، درود شریف کا مقام، زادِ مومن وغیرہ کتب سے انتخاب کرکے یہ مجموعہ تیار کیا ہے۔ ہر جگہ حوالہ دیا گیا ہے۔